

بکھرے موتی

تفسیر قرآن سے منتخب عبارات

از افادات

شیخ الحدیث علامہ عبدالحق عظیمی مدظلہ العالی

سید محمد رفیع شاہ صاحب

فائل برقی شریف

بالجارت

حضرت علامہ صالح جزوه

سید محمد شعیب شاہ صاحب

مرتب

پروفیسر سید ریاض حسین شاہ

تفاسیر قرآن سے منتخب عبارات

کلمہ حق

از افادات

فیض الہدیٰ علامہ العلماء حضرت علامہ صاحب

سید محمد تقی شاہ صاحب

فائل بریل شریف

کیرانوالہ سیدیاں ضلع گجرات

باجازت

حضرت علامہ صاحبزادہ

سید محمد شعیب شاہ صاحب

مرتب

پروفیسر ریاض حسین شاہ

نوری کتب خانہ نزد جامع مسجد نوری با مقابلہ بیوے سیشن ایبٹ آباد

جامعہ عربیہ غوثیہ کیرانوالہ سیدیاں ضلع گجرات
0433-657537

marfat.com

Marfat.com

اہتمام اشاعت
پیر اودہ سید محمد عثمان نوری

نام کتاب بکھرے موتی
از افادات علامہ سید محمد یعقوب شاہ صاحب فاضل بیروہ
زیر سرپرستی علامہ سید محمد شعیب شاہ صاحب
ترتیب و کمپوزنگ پروفیسر سید ریاض حسین شاہ
نظر ثانی محمد ریاض احمد سعیدی

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

2005

ناشر : نوری کتب خانہ، لاہور

طابع : سوئڈن پرنٹرز، لاہور

قیمت 120 روپے

تقسیم کار

نوری بک ڈپو

در بار مارکیٹ منج بخش روڈ، لاہور

فون: 042-7112917



نوری کتب خانہ

معصوم شاہ روڈ بالقائل ریلوے اسٹیشن، لاہور

فون: 042-6366385

marfat.com

Marfat.com

کچھ اپنے بارے میں

یہ فطری سی بات ہے کہ جب کوئی کتاب پڑھنے کے لئے اٹھائیں تو سب سے پہلا سوال ذہن میں یہ اٹھتا ہے کہ یہ کتاب ترتیب دینے والا کون ہے۔ اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ چند جملے اپنے بارے میں تحریر کر دئے جائیں۔

1972 میں میٹرک کے بعد والد گرامی پیر سید محمد افضل شاہ صاحب باگڑیا نوالہ کے فیض تربیت نے دینی تعلیم کے حصول کی طرف متوجہ کیا۔ میری خوش نصیبی کہ استاذ العلماء حضرت علامہ قاضی مفتی سید محمد یعقوب شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں نہ صرف یہ کہ ایک طالب علم کی حیثیت سے قبول کر لیا گیا، بلکہ خصوصی شفقتیں بھی میرا مقدر بنیں۔

یوں تو ہر طالب علم یہ سمجھنے میں حق بجانب ہے کہ اس کیساتھ آپ خصوصی شفقت فرماتے تھے، کیونکہ طالب علم آپ کو اپنی اولاد کی طرح پیارے تھے۔ لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ مجھ پر شفقت کا ایک الگ انداز تھا۔

میں حصول تعلیم کے ساتھ ساتھ سکول ٹیچر بھی تھا، گھریلو ذمہ داریاں بھی تھیں، اس لئے جو فرصت ملتی اس میں سبق پڑھنے کے لئے حاضر ہوتا تھا۔ مجھے آپ نے کبھی یہ کہہ کر سبق پڑھانے سے انکار نہیں فرمایا کہ وقت نہیں ہے۔

۱۹۸۶ میں تنظیم المدارس اہل سنت پاکستان سے الشهادة العالمية فی العلوم العربیة والاسلامیہ کا امتحان پاس کیا۔ اس کے بعد ایم اے (عربی) اور ایم اے (علوم اسلامیہ) کے امتحان پنجاب یونیورسٹی لاہور سے پاس کئے۔

کچھ لکھنے لکھانے کی طرف توجہ ہوئی تو سب سے پہلے الوسائل الوصول

فی شمائل الرسول ﷺ کا اردو ترجمہ کیا۔ پھر ابن حجر عسقلانی کی المنہات

امام غزالی کے رسالہ الکشف والتبیین فی غرور الخلق اجمعین کا اردو ترجمہ کیا۔ دورہ حدیث کے دوران صحابہ کرام کی نبی اکرم ﷺ کے ساتھ عقیدت و محبت کے کچھ واقعات دیکھ کر خیال آیا کہ اس طرح کے واقعات اکٹھے کئے جائیں۔ یوں ایک کتاب ترتیب پائی جس کا نام ”صحابہ کا جذبہ حب رسول ﷺ بخاری و مسلم کی روشنی میں“ رکھا گیا۔ یہ چاروں کتابیں نوری کتب خانہ لاہور سے چھپ چکی ہیں۔

میری ولی خواہش یہ تھی کہ استاذی المکرم رحمۃ اللہ علیہ کے فیض سے لوگوں کو مستفیض کرنے کی کوئی کوشش کی جائے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے ہاتھوں کے لگائے ہوئے نوٹس کی روشنی میں کتابوں کی ترتیب کا سلسلہ شروع کیا گیا۔ افسوس یہ کام آپ کی ظاہری حیات میں پایہ تکمیل تک نہ پہنچ سکا۔

آج کل جامع مسجد سلطانیہ برائرفیلڈ (انگلینڈ) میں امامت کے فرائض سرانجام دے رہا ہوں۔ زندگی کی سب سے بڑی خواہش اس کام کو مکمل کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توفیق کا سوال کرتا ہوں۔

ریاض مشرف

Syed Riaz Hussain Sahah

67 Carleton street, Nelason, Lancs.

BB9 9PH

UK.

Telephone No. 0044-1282-708027

marfat.com

Marfat.com

فہرست

9

1..... پیش لفظ

جلد اول

124،12

2..... ملائکہ موعظین

127،17

3..... آدم علیہ السلام کی توبہ کی قبولیت

127،17

4..... قرآن پاک کی تعلیم پر اجرت لینا

129،19

5..... سفید گدھا نجوم میں زیادہ ماہر

129،19

6..... عظمت و شان مصطفیٰ ﷺ

130،21

7..... محلے کی مسجد میں نماز افضل

131،22

8..... بندہ مومن کے دل میں سا سکتا ہوں

جلد دوم

132،23

9..... بغیر سود قرض نہ ملتا ہو تو سود دینا جائز ہے

132،23

10..... واقعہ ابراہیم اور ہم رحمۃ اللہ

133،25

11..... ذکر بالبحر

134،26

12..... نورانیت مصطفیٰ ﷺ

جلد سوم

135،28

13..... علم غیب

135،28

14..... قصہ بنی اسرائیل کی ایجاد

- 136,29 15 کفن پر کلمہ پاک لکھنے کی وجہ
- 137,30 16 سخاوت آل رسول
- 137,30 17 سخی کی فضیلت
- 138,31 18 اولیاء اللہ کے مزارات پر دیئے جانے کی منت جائز ہے۔
- 138,32 19 لَا مَهْدِي إِلَّا عَيْسَىٰ بِنُ مَرْيَمَ
- 139,32 20 جنازہ کی ابتداء
- 140,34 21 اولیت مصطفیٰ ﷺ
- جلف چہارم**
- 141,36 22 ایام خمس و سعہ
- 141,36 23 قرآن پاک کی تعظیم اور اس کا اجر
- 142,38 24 بہن کے ساتھ نکاح حضرت نوح علیہ السلام کے زمانے میں حرام ہوا
- 142,38 25 یوم عاشورا اور محرم کے دنوں میں واقعات کی مجالس
- 143,38 26 سیدنا حسین علیہ السلام کا قاتل آگ کے تابوت میں
- 143,39 27 ایمان زلیخا
- 149,50 28 فوت شدگان کی رو میں گھروں کو آتی ہیں
- 149,50 29 عمر النسفی کا نکیرین کو منظوم جواب
- 150,51 30 کتے بچھو اور پسو سے حفاظت کا نسخہ
- 150,51 31 نماز وتر کی ابتداء
- 151,51 32 ذکر بالجہر ہر زمانہ میں صوفیا کرام کا معمول

جلد پنجم

- 152,54 33 بایزید کا خادم ہوں
- 15,54 34 حضرت علی ؓ کی نماز کے لئے سورج کا پلٹنا
- 153,55 35 ملائکہ کی لہانت فرمائی
- 153,55 36 قبر کے پاس قرآن پڑھنا
- 153,55 37 اہل قبور سے استعانت
- 154,56 38 انسان فرشتے سے افضل
- 155,58 39 قیامت کے روز ماؤں کے ناموں سے پکارے جانے کی وجہ
- 156,59 40 جیب سے فرمایا گیا جوتے نہ اتاریے
- 156,60 41 اولیاء اللہ سے مدد
- 156,60 42 بِحَقِّ مُحَمَّدٍ ؐ
- 157,61 43 نبی اکرم ؐ کے جنازہ کی کیفیت
- 158,62 44 زید بن ثابت ؓ کو ایک غیبی آواز نے بچالیا
- 158,62 45 آپ ؐ اصل کائنات ہیں
- 159,63 46 نور محمدی

جلد ششم

- 160,64 47 منصور بن عمار کی چار دعائیں
- 161,65 48 جھوٹی گواہی کی سزا
- 161,65 49 نبی اکرم ؐ کھانے کے محتاج نہ تھے

- 161,66 50 سیدنا زین العابدین علیہ السلام کی مناجات
- 163,69 51 مَثَل نُورٍ
- 164,70 52 فکر آخرت۔ رابعہ العدویہ کا واقعہ
- 165,72 53 نبی اسرائیل کا زاہد
- 166,73 54 حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا

جلد ہفتم

- 167,75 55 بغداد کی ایک عاشقہ کا قصہ
- 167,76 56 ایام عید میں غنا والی احادیث متروکہ ہیں
- 167,76 57 نبی کا بھولنا امت کی تعلیم کے لئے تھا
- 168,77 58 بوقت اذان انگوٹھے چومنے کا ثبوت
- 170,79 59 درود شریف پڑھنے کے آداب
- 171,80 60 یا رسول اللہ کہہ کر درود پڑھنا
- 174,86 61 سات سلام اور ان کی فضیلت
- 175,87 62 وَمَا أَنْتَ بِمُسْمِعٍ مِّنْ فِي الْقُبُورِ
- 175,89 63 ارواح اجسام کی مدد کرتی ہیں
- 175,89 64 یوم الترویہ، یوم عرفہ، یوم النحر

جلد ہشتم

- 177,90 65 سیدہ خاتون جنت کی روح خود اللہ تعالیٰ نے قبض فرمائی
- 177,91 66 ”لَا نَبِيَّ بَعْدِي“ نہ کہو“ کا مفہوم
- 179,92 67 سب سے پہلے اذان کس نے کہی

- 180,9568 اعمال حضور ﷺ کی بارگاہ میں پیش ہوتے ہیں
- 181,9569 حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خواہش
- 181,9670 حضرت عیسیٰ علیہ السلام امامت فرمائیں گے یا امام مہدی علیہ السلام
- 182,9771 مومن جن جنت میں جائیں گے یا نہیں
- 186,10672 نبی اکرم ﷺ کے باطن کو سجدہ

جلد نہم

- 187,10773 حاضر و ناظر نبی ﷺ
- 188,10874 حضور ﷺ کا ظاہر مخلوق اور باطن حق
- 188,10975 مشکوک مال کو جائز بنانے کا حیلہ
- 189,11076 دیکھنی ہے حشر میں عزت رسول اللہ کی
- 190,11177 نبی پاک ﷺ کا وجود پاک
- 190,11378 اولیاء اللہ کا بیک وقت مختلف مقامات میں ہونا
- 192,11479 رب تعالیٰ کو دیکھا
- 195,11980 آپ کا علم ساری کائنات کو محیط ہے
- 195,11981 وقت ولادت

جلد دہم

- 197,12182 نبی اکرم ﷺ کا نام ہے
- 197,12283 علم ما کان و ما ینکون
- 198,12284 جنات کے بارے میں حکم

فہرست مضامین کے بارے میں ایک ضروری وضاحت

کتاب کے پہلے حصے میں اردو ترجمہ ہے جب کہ دوسرے حصے میں اصل
عربی عبارات۔ فہرست میں ہر عنوان کے سامنے دو دو صفحہ نمبر دیئے گئے ہیں۔ پہلا
نمبر اردو ترجمہ کا ہے اور دوسرا نمبر عربی عبارات والے حصے کا۔

(مرتب)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

پیش لفظ

استاذ العلماء حضرت علامہ قاضی مفتی سید محمد یعقوب شاہ صاحب رَحْمَةُ
اللّٰهِ عَلَيْهِ متوفی ۲۹ صفر المظفر ۱۴۲۴ھ (فاضل بریلی شریف) کی ساری زندگی
پڑھنے پڑھانے میں بسر ہوئی۔ حصول علم کے بعد اپنے آبائی گاؤں کیرانوالہ سیداں
ضلع گجرات میں درس و تدریس کے سلسلہ کا آغاز کیا اور تشنگان علم کی تشنگی کو دور
کرنے میں ہی زندگی کے دن پورے ہو گئے۔

کتب کا مطالعہ گویا آپ کی جان تھا۔ کئی بار بہت زیادہ بیمار بھی ہوئے مگر
جو نہی تھوڑا سا ہوش آیا کتابیں لے کر بیٹھ گئے۔ جب کوئی نئی کتاب خریدتے تو جب
تک اس کا مطالعہ نہ ہو جاتا وہ کتاب شیلف کی زینت نہ بنتی۔ دوران مطالعہ آپ
نے اپنی دلچسپی، یا بعض اوقات کسی سوال کے جواب میں یا اسی طرح کے دیگر
مقاصد کے پیش نظر، کتابوں کے شروع میں کچھ نوٹ لگائے۔ یہ نوٹس کوئی کتاب
لکھنے کی نیت سے نہ تھے۔

ایک دفعہ میرے ذہن میں خیال آیا کہ آپ جیسی علمی شخصیت کی تحقیقات
سے محروم رہ جانا بہت بڑی بد نصیبی ہے۔ میں نے سوچا کہ اگر یہ نوٹس اکٹھے کر لئے
جائیں، ان پر تبصرہ آپ سے لیا جائے اور اسے کتابی شکل دے دی جائے تو اس
طرح آپ کی تحقیقات سے مخلوق خدا کو فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ آپ کی اجازت سے
marfat.com

کام شروع ہوا اور پہلے مرحلے میں ایک رجسٹر میں تمام حوالہ جات اکٹھے کئے گئے۔ میری ذاتی مصروفیات نے تیز رفتاری کے ساتھ یہ کام نہ کرنے دیا اور پھر ۲۰۰۱ء میں انگلینڈ چلا آیا۔ یہ کام رک گیا۔ منصوبے بنانا رہا کہ یہ کیا جائے وہ کیا جائے، مگر قدرت کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ آپ ۲۹ صفر ۱۴۲۲ھ کو اس دارفانی سے رخصت ہو گئے۔ آپ سے براہ راست تبصرہ لینے کا موقعہ تو ہاتھ سے نکل گیا تاہم آپ کے دیئے ہوئے اشارے ہمارے پاس موجود ہیں جن کی روشنی میں کچھ نہ کچھ فیض لوگوں تک پہنچ سکتا ہے۔

میں اگر اسے آپ کی تحقیقات علمیہ کہوں تو شاید یہ بات درست نہ ہو گی۔ کیونکہ تحقیق نام ہے مختلف آراء کو اپنے سامنے رکھ کر ان کا موازنہ کرنے کے بعد ان میں سے صحیح اور غلط کو الگ الگ کر دینا اور ایک ایسی رائے پیش کرنا جو سب سے زیادہ صحیح ہو۔ لہذا اس مجموعہ کو زیادہ سے زیادہ ہم آپ کے علمی فیض کا نام دے سکتے ہیں۔

آپ کے وسیع کتب خانہ کی ایک ایک کتاب سے سارے نوٹس اور ان کی روشنی میں کتب کی ترتیب ایک بہت بڑا کام ہے۔ اللہ پاک نے توفیق دی تو یہ کام پایہ تکمیل تک ضرور پہنچے گا۔ (ان شاء اللہ)

سر دست تفسیر ”روح البیان“ سے حوالہ جات، اصل عربی فارسی عبارات ان کا ترجمہ اور ان پر مختصر تبصرہ پیش خدمت ہے۔ میں شکر گزار ہوں ان تمام احباب

کا جنہوں نے اس سلسلہ میں میری معاونت فرمائی۔ خصوصاً حضرت علامہ ساجد الہاشمی، خطیب جامعہ غوثیہ برنلی (انگلینڈ)، حضرت علامہ محمد دین سیالوی ڈائریکٹر الحرا ایجوکیشنل سنٹر نیلسن (انگلینڈ)، جن کی ذاتی لائبریریاں استفادہ کے لئے ہر وقت دستیاب ہیں۔ حضرت علامہ ظفر محمود فراشوی مانچسٹر (انگلینڈ)، جن کی بہت وسیع لائبریری سے استفادہ کی عام اجازت ہے۔ حضرت علامہ ریاض احمد سعیدی صاحب مدرس جامعہ سلطانیہ برائرفیلڈ (انگلینڈ) خصوصی شکریہ کے مستحق ہیں جنہوں نے عربی عبارات پر اعراب لگائے اور نظر ثانی فرمائی۔ حضرت علامہ حافظ ذوالفقار علی رضا کا شکریہ ادا کرنا بھی ضروری ہے جنہوں نے اس کتاب کی اشاعت کے نصف اخراجات برداشت کرنے کا وعدہ کیا۔ باقی نصف اخراجات انشاء اللہ میں اپنی جیب سے ادا کروں گا۔

قارئین سے التماس کہ جہاں جہاں کوئی غلطی نوٹ فرمائیں بندہ کو ضرور آگاہ فرمیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی تصحیح ہو سکے۔

یکے از تلامذہ فقیہ اعظم

ریاض مشہد

جلد اول

ملائکہ مَوَکَلِیْن (اعمال لکھنے والے فرشتے)

حضرت سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو وصیتیں فرمائیں ان میں ہے کہ اے معاذ! میں تمہیں ایک بات بتانے لگا ہوں اگر تو اسے یاد رکھے گا تو تجھے نفع دے گی۔ اگر تو نے اسے ضائع کر دیا تو اللہ تعالیٰ کے ہاں تیری حجت ختم ہو جائے گی۔

اے معاذ! بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کی پیدائش سے پہلے سات فرشتے پیدا فرمائے۔ اور ساتوں آسمانوں میں سے ہر ایک پر ایک ایک فرشتہ مقرر فرما دیا۔

انسان کے اعمال پر مقرر فرشتے اس کے عمل جو صبح سے شام تک ہوتے ہیں لے کر چڑھتے ہیں۔ وہ ایک عمل لے کر جاتے ہیں جس کی روشنی سورج کی روشنی کی طرح ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ فرشتے آسمان دنیا کی طرف جھانکتے ہیں تو اس عمل کی تعریف بیان کرتے ہیں اور اسے بہت زیادہ سمجھتے ہیں۔ دربان فرشتہ محافظ فرشتوں سے کہتا ہے کہ ٹھہرو! یہ عمل اس عمل کرنے والے کے منہ پر دے مارو۔ میں غیبت پر مامور ہوں۔ مجھے میرے رب نے حکم دیا ہے کہ میں کسی ایسے آدمی کا عمل آگے نہ بڑھنے دوں جو لوگوں کی غیبت کرتا ہے۔ یہ آدمی لوگوں کی غیبت کیا کرتا تھا۔

زباں آمد از بہر شکر و سپاس بغیبت نگر و اندیش حق شناس

ترجمہ: زبان شکر گزاری کے لئے ملی ہے۔ غیبت کر کے لوگ اسے حق شناس نہیں ہونے دیتے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر فرشتے بندے کے اچھے عمل کو لاتے ہیں۔ وہ اس کی

تعریف کرتے ہیں اور اسے بہت کچھ خیال کرتے ہیں۔ حتیٰ کہ وہ اس عمل کے ساتھ دوسرے آسمان پر پہنچتے ہیں۔ محافظ فرشتہ ان سے کہتا ہے۔ ٹھہرو! یہ عمل اس عمل کرنے والے کے منہ پر دے مارو۔ میں فخر پر مامور ہوں۔ اس کا ارادہ اس عمل سے دنیوی مفاد تھا۔ مجھے میرے رب نے حکم دیا ہے کہ میں اس آدمی کا عمل آگے نہ بڑھنے دوں۔ یہ آدمی لوگوں کی مجالس میں فخر کیا کرتا تھا۔

چہ زنا مرغ در میانت چہ دلق کہ در پوشی از بہر پندار خلق

ترجمہ: اس سے کیا فرق پڑتا ہے کہ تیرے پاس آتش پرست کا زنا ہو یا گودڑی، کیونکہ تو اسے مخلوق سے توقعات کی بنا پر پہن رہا ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: فرشتے بندے کے عمل، صدقہ، نماز اور روزہ وغیرہ لے کر چڑھتے ہیں جن سے نور پھوٹ رہا ہوتا ہے، خود فرشتے بھی ان پر تعجب کرتے ہیں۔ وہ تیسرے آسمان کی طرف بڑھتے ہیں۔ محافظ فرشتہ ان سے کہتا ہے: ٹھہرو! یہ عمل اس عمل کرنے والے کے منہ پر دے مارو۔ میں کبر پر مامور ہوں۔ مجھے میرے رب نے حکم دیا ہے کہ میں اس آدمی کا عمل آگے نہ بڑھنے دوں۔ یہ آدمی لوگوں کی مجلسوں میں تکبر کیا کرتا تھا۔

فروتن بود ہوشمند گزیر نہد شاخ پر میوہ سر برز میں

ترجمہ: ہوشمند اور پسندیدہ انسان عاجزی اختیار کرتا ہے۔ وہ شاخ جو پھلوں سے لدی ہو، جھکی رہتی ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: پھر فرشتے بندے کے نماز، تسبیح، حج اور عمرہ جیسے عمل لے کر چڑھتے ہیں جو چمکدار ستارے کی طرح چمک رہے ہوتے ہیں، وہ چوتھے آسمان کی طرف جاتے ہیں۔ محافظ فرشتہ ان سے کہتا ہے: ٹھہرو! یہ عمل اس عمل کرنے والے کے منہ پر دے

مارو۔ میں خود پسندی پر مامور ہوں۔ مجھے میرے رب نے حکم دیا ہے کہ میں اس آدمی کا عمل آگے نہ بڑھنے دوں۔ یہ آدمی جب عمل کرتا تو اس میں خود پسندی کو دخل دیا کرتا تھا۔

چور وئی خدمت نہی برز میں خدا را ثنا گوی خود را میں

ترجمہ: جب تو نے چہرہ خدمت کے طور پر زمین پر رکھ دیا تو اب اللہ تعالیٰ کی تعریف بیان کر اور اپنے آپ کو نہ دیکھ۔

آپ ﷺ نے فرمایا: پھر فرشتے بندے کا عمل اس دلہن کی طرح کا جسے اس کے دولہا کے پاس تیار کر کے بھیجا جا رہا ہو، لے کر اوپر چڑھتے ہیں۔ محافظ فرشتہ کہتا ہے: ٹھہرو! یہ عمل اس عمل کرنے والے کے منہ پر دے مارو۔ میں حسد پر مامور ہوں۔ یہ ان لوگوں سے حسد کرتا تھا جو علم حاصل کرتے، اللہ کے لئے عمل کرتے اور عبادت میں اپنا نصیب حاصل کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ مجھے میرے رب نے حکم دیا ہے کہ میں اس آدمی کا عمل آگے نہ بڑھنے دوں

عقبہ، زیں صعب تر در راہ نیست ای خنک آنگس حسد ہمراہ نیست

ترجمہ: اس (حسد) سے مشکل گھائی اس راہ میں نہیں ہے۔ خوش نصیب ہے وہ جو حسد کی بیماری سے پاک ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: فرشتے بندے کے روزے، نماز، زکوٰۃ، حج اور عمرہ جیسے اعمال لے کر چھٹے آسمان کی طرف بڑھتے ہیں۔ محافظ فرشتہ ان سے کہتا ہے: ٹھہرو! یہ عمل اس عمل کرنے والے کے منہ پر دے مارو۔ یہ آدمی اللہ کے بندوں میں سے کسی انسان پر رحم نہیں کھاتا تھا۔ جب انہیں کوئی تکلیف پہنچتی تو یہ خوش ہوا کرتا تھا۔ میں رحمت پر مامور فرشتہ ہوں۔ مجھے میرے رب نے حکم دیا ہے کہ میں اس آدمی کا عمل آگے نہ بڑھنے دوں۔

اشک خواہی رحم کن بر اشک بار رحم خواہی بر ضعیفاں رحم آر

ترجمہ: اگر تجھے دائمی راحت مطلوب ہے تو رونے والے پر رحم کر۔ رحمت کی طلب ہے تو
ضعیف لوگوں پر ترس کھا۔

آپ ﷺ نے فرمایا: فرشتے بندے کے نماز روزہ، فقہ، اجتہاد، ورع جیسے عمل لے
کر ساتویں آسمان کی طرف چڑھتے ہیں۔ ان کی بھینھناہٹ اس طرح کی ہوتی ہے جیسے شہد کی
کھسی کی۔ اور روشنی اس طرح جیسے سورج کی، تین ہزار فرشتوں کے جلو میں وہ ساتویں آسمان
کی طرف بڑھتے ہیں۔ محافظ فرشتہ ان سے کہتا ہے: ٹھہرو! یہ عمل اس عمل کرنے والے کے منہ
پر دے مارو اور اس کے دل پر قفل لگا دو۔ میں بروہ عمل اللہ کی بارگاہ میں جانے سے روک دیتا
ہوں جس سے اس کی رضا مطلوب نہ ہو۔ یہ آدمی غیر اللہ کے لئے عمل کیا کرتا تھا۔ اس کا مقصد
فقہاء کے ہاں رفعت، علماء کے ہاں ذکر اور شہروں میں اپنے نام کی شہرت تھا۔ مجھے میرے
رب نے حکم دیا ہے کہ میں اس آدمی کا عمل آگے نہ بڑھنے دوں۔ بروہ عمل جو خاص اللہ ﷻ
کے لئے نہ ہو وہ ریاکاری ہوتا ہے۔

بروی ریا، خرقہ سہلست دوخت
گرش با خدا، رتوانی فروخت

ترجمہ: ریاکاری کی بنا پر اپنی گوہڑی سینا آسان ہے۔ لیکن ایسے خرقہ کی بارگاہ خداوندی
میں رسائی نہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا: فرشتے بندے کے زکوٰۃ، روزہ، نماز، حج، عمرہ، اچھے اخلاق
اور اللہ کے ذکر جیسے اعمال لے کر آگے بڑھتے ہیں۔ آسمان کے فرشتے ان اعمال کے ساتھ
چل رہے ہوتے ہیں، حتیٰ کہ وہ سارے حجابات طے کر جاتے ہیں اور اللہ ﷻ کی بارگاہ میں
حاضر ہوتے ہیں تاکہ صرف اللہ کی رضا کے لئے کئے گئے اعمال پر اس کی بارگاہ میں گواہی
دیں۔ اللہ ﷻ فرماتا ہے تم اس کے اعمال کے محافظ فرشتے ہو اور میں اس کے دل کا نگہبان

ہوں۔ اس نے یہ عمل میرے لئے نہیں کیا۔ اس کی غرض کوئی اور تھی، پس اس پر میری لعنت ہے۔ فرشتے کہتے ہیں: اس پر تیری لعنت ہے۔ ہماری طرف سے بھی اس پر لعنت ہو۔ پھر زمین و آسمان کی ہر چیز اس پر لعنت بھیجتی ہے۔

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے لئے خلاصی اور نجات کا ذریعہ کیا ہے؟ فرمایا: میری اقتداء کرو۔ یقین کو لازم پکڑو اگرچہ تمہارے عمل میں کوتاہی ہو۔ اور اپنی زبان کی، ان لوگوں کی عزت کے درپے ہونے (یعنی غیبت) سے حفاظت کرو جو قرآن والے ہیں۔ اپنے آپ کو ان سے پاکیزہ نہ سمجھو۔ آخرت کے لئے کئے جانے والے امور کو دنیوی اغراض کے لئے انجام نہ دو۔ لوگوں کی عزت کو تار تار نہ کرو، ورنہ دوزخ کے کتے تمہیں پھاڑ کھائیں گے۔ اور لوگوں کو دکھانے کے لئے عمل نہ کرو۔

شیخ سعدی فرماتے ہیں:

اے ہنر ہا نہادہ بر کف دست عیبہا بر گرفتہ زیر بغل
تاچہ خواہی خریدن ای مغرور روز در ماندگی بسیم وغل
ترجمہ: اے وہ شخص جس نے ہنر اپنی ہتھیلی پر رکھا ہوا ہے۔ اور اپنی بغل کے نیچے عیب چھپا رکھے ہیں۔

اے دعو کے میں پڑے ہوئے انسان تو عاجزی کے وقت کھوٹے سکے کے بدلے میں کیا خرید سکے گا۔

المقرہ ۲: ۲۲۔ ولا تجعلوا اللہ ادا

آدم علیہ السلام کی توبہ کی قبولیت۔

نبی ﷺ فرماتے ہیں کہ جب آدم علیہ السلام نے کہا: بِحَقِّ مُحَمَّدٍ ﷺ میری لغزش کو معاف فرما۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تو نے محمد ﷺ کو کیسے پہچانا؟ عرض کیا: جب تو نے مجھے پیدا کیا اور میرے اندر روح پھونکی۔ میں نے آنکھیں کھولیں تو ساقی عرش پہ لکھا دیکھا۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ۔ پس میں نے جان لیا کہ وہی ساری مخلوق سے زیادہ عزت والے ہیں جن کا نام تو نے اپنے نام کے ساتھ ملا لیا ہے فرمایا: ہاں۔ اور آپ ﷺ کی شفاعت سے ان کی لغزش کو معاف فرمادیا۔

البقرہ ۲: ۳۷۔ فتلقى آدم من ربه كلمات

قرآن پاک کی تعلیم پر اجرت لینا۔

تعارف: قرآن پاک پڑھانے والے اور آئمہ حضرات جو تنخواہ وصول کرتے ہیں وہ دراصل اس وقت کا معاوضہ ہوتا ہے جو وہ کوئی اور کام کرنے کی بجائے قرآن کی تعلیم یا نماز پڑھانے میں صرف کرتے ہیں۔ اس لئے اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (ریاض)

قرآن پاک اور علم پڑھانے پر اجرت لینے کے جواز میں علماء نے ”وَلَا تَشْتَرُوا بِإِثْمِي ثَمَنًا قَلِيلًا“ میری آیتوں کو تھوڑے سے مول (یعنی دنیوی مفادات) کے بدلے نہ بیچو۔ کی بنا پر اختلاف کیا ہے۔

اس زمانہ میں فتویٰ اس پر ہے کہ تعلیم قرآن و فقہ اور دیگر علوم کی تعلیم پر اجرت لینا جائز ہے تاکہ یہ علوم ضائع نہ ہو جائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جس چیز پر تم اجرت لیتے ہو اس میں سب سے زیادہ حقدار کتاب اللہ ہے۔

جس آیت میں اجرت لینے کی ممانعت ہے وہ ان لوگوں کے حق میں ہے جن کے

بغیر تعلیم دینے والا اور کوئی نہ ہو اور وہ اجرت لئے بغیر پڑھانے پر رضامند نہ ہوں۔ لیکن اگر وہی متعین نہ ہوں (بلکہ ان کے علاوہ بھی تعلیم دینے والے ہوں) تو ان کے لئے حدیث کی دلیل کی بنا پر اجرت لینا جائز ہے۔

اس کی مثال ایسے ہے جیسے کسی گاؤں میں کوئی مردے نہلانے والا ہو، اور وہاں اس کے علاوہ میت کو غسل دینے کے لئے اور کوئی دستیاب نہ ہو تو چونکہ وہی متعین شخص ہے اس لئے اسے اجرت لینا جائز نہیں ہے۔ لیکن اگر وہاں اور لوگ بھی ہوں جیسا کہ شہروں میں ہوتا ہے تو اس کے لئے اجرت لینا جائز ہے۔ کیونکہ یہ کام اسی کے ساتھ مخصوص نہیں ہے۔ اگر وہ نہ کرے تو گنہگار نہ ہوگا۔

حاکم کے لئے واجب ہے کہ اس کے لئے کچھ مقرر کر دے۔ یا پھر یہ کام مسلمان کریں۔ کیونکہ جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو آپ کے پاس اتنا کچھ نہ تھا جس سے گزارہ کر سکیں۔ آپ نے کپڑے اٹھائے اور بازار کی طرف چل دیئے۔ جب اس کے بارے میں آپ سے بات ہوئی تو فرمایا: گھر والوں کا خرچ کہاں سے پورا کروں؟ وہ لوگ آپ کو واپس لائے اور آپ کے لئے اتنا مقرر کر دیا جس سے آپ کا گزارہ ہو سکے۔ اسی طرح امام، مؤذن اور ان جیسے دوسرے لوگوں کے لئے بھی جائز ہے کہ وہ تنخواہ لیں۔

قرآن پاک کا بیچنا قرآن پاک کا بیچنا نہیں ہے بلکہ یہ کاغذ اور کاتب کے ہاتھ کے عمل کا بیچنا ہے۔ بعض علماء نے کہا کہ ہمارے زمانے میں بعض مسائل میں، زمانے کے حالات میں تغیر اور علم اور دین کے مٹ جانے کے خوف کی وجہ سے، جواب بدل چکا ہے۔ ان (تغیرات) میں سے یہ بات کہ علماء نے سلاطین کے دروازوں پر آنا جانا شروع کر دیا، ایک بات یہ کہ وہ طلب معاش میں شہروں کی طرف نکل کھڑے ہوئے، انہوں نے قرآن کی تعلیم

اذان اور امامت پر اجرت لینا شروع کر لی۔ آزاد عورت سے اس کی اجازت کے بغیر عزل کرنا شروع کر دیا۔ شرابی لوگوں کو سلام کہنا شروع کر دیا اور اسی طرح کے دوسرے کام۔ اس لئے جواز کا فتویٰ دیا گیا ہے کہ کہیں اس سے سخت اور مضر کام میں نہ پڑ جائیں۔ کذا فی نصاب الآحساب میں اسی طرح ہے۔

البقرہ ۲: ۴۱۔ لا تشتروا بآیاتنا ثمنًا قليلاً

سفید گدھا علم نجوم میں زیادہ ماہر

بیان کیا جاتا ہے کہ نصیر الدین طوسی ایک ولی کی زیارت کے لئے گیا۔ اس ولی سے کہا گیا کہ یہ دنیا کا عالم نصیر الدین طوسی ہے۔ ولی نے پوچھا اس کا کمال کیا ہے؟ بتایا گیا کہ علم نجوم میں اس کا کوئی ہمسر نہیں ہے۔ ولی نے کہا کہ سفید گدھا اس سے زیادہ عالم ہے۔ طوسی اس کی مجلس سے اٹھ کر چل دیا۔ اتفاق ایسا ہوا کہ وہ ایک چکی والے کے دروازے پر پہنچا۔ چکی والے نے اسے کہا کہ اندر داخل ہو جاؤ اس لئے کہ آج رات بڑی سخت بارش برسنے والی ہے۔ اگر دروازہ بند نہ کیا گیا تو سیلاب بہا لے جائے گا۔ اس نے چکی والے سے اس بیان کی وجہ پوچھی تو اس نے کہا کہ میرا ایک سفید گدھا ہے جب وہ آسمان کی طرف اپنی دم تین بار ہلاتا ہے تو بارش نہیں ہوتی اور جب وہ زمین کی طرف دم ہلاتا ہے تو بارش برتی ہے۔ جب طوسی نے یہ بات سنی تو اپنے عجز کا اعتراف کر لیا، ولی کو سچا جانا اور اس کا غصہ جاتا رہا۔

البقرہ ۲: ۱۰۱۔ نبد فریق من الذین اوتوا الكتاب

عظمت و شان مصطفیٰ ﷺ

راغب اصفہانی نے محاضرات میں ذکر کیا کہ امام شاذلی، جنہوں نے حزب التحریر لکھی، فرماتے ہیں کہ میں مسجد اقصیٰ میں لیٹا ہوا تھا۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ مسجد سے

باہر حرم کے وسط میں تخت بچھایا گیا ہے اور بہت ساری مخلوق فوج در فوج جمع ہو رہی ہے۔ میں نے کہا کہ یہ اجتماع کیسا ہے؟ جواب ملا انبیاء و رسل حسین علاج سے جو بے ادبی سرزد ہوئی اس کی وجہ سے سفارش کے لئے حاضر ہو رہے ہیں۔ میں نے دیکھا کہ تخت پر ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ بیٹھے ہوئے ہیں اور سارے انبیاء جن میں ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ اور نوح علیہم السلام بھی ہیں، زمین پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں وہاں ٹھہر گیا انہیں دیکھنے اور ان کا کلام سننے لگا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ہمارے نبی ﷺ سے کہا: آپ نے فرمایا ہے کہ میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح ہیں مجھے ان میں سے کوئی ایک دکھائیں۔ آپ ﷺ نے امام غزالی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: یہ ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے غزالی سے ایک سوال پوچھا تو انہوں نے اس جواب دیئے۔ موسیٰ علیہ السلام نے اعتراض کیا کہ سوال کو جواب کے مطابق ہونا چاہئے۔ امام غزالی نے کہا کہ یہ اعتراض تو آپ پر بھی وارد ہوتا ہے۔ جب آپ سے سوال کیا گیا۔ وَمَا بَلَّكَ بِبَيْمِينِكَ يَمُوسَىٰ. اے موسیٰ تیرے ہاتھ میں کیا ہے؟ تو آپ نے جواب دیا: یہ میرا عصا ہے اور متعدد صفات گنوائیں۔

فرماتے ہیں میں سیدنا محمد ﷺ کی جلالت قدر کے بارے میں سوچ رہا تھا اور اس بارے میں کہ آپ تخت پر اکیلے تشریف فرما ہیں اور خلیل و کلیم روح اللہ علیہم السلام زمین پر بیٹھے ہیں کہ کسی شخص نے اپنے پاؤں سے مجھے ٹھوکر لگائی میں جاگا تو وہ مسجد کا منتظم تھا۔ پھر وہ غائب ہو گیا اور آج تک مجھے دوبارہ نہیں ملا۔

البقرہ ۲: ۱۴۳

نوٹ: یہ واقعہ سورۃ طہ آیت نمبر ۱۸ کے تحت پانچویں جلد ص ۳۷ پر بھی لکھا گیا

ہے اس میں اتنا اضافہ اور بھی ہے کہ مسجد کا وہ منتظم مسجد اقصیٰ کی قدیلیں روشن کر رہا تھا، اس نے مجھے کہا کہ تعجب نہ کیجئے یہ سب آپ ﷺ کے نور سے پیدا ہوئی ہیں۔ میں بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ جب نماز کھڑی ہوئی تو مجھے افاقہ ہوا۔ میں نے اس منتظم کو تلاش کیا تو وہ نہ ملا اور آج تک اس کا کچھ پتہ نہیں۔ اسی لئے صاحب قصیدہ نے کہا:

وَأَنْسَبُ إِلَى ذَاتِهِ مَا شِئْتُ مِنْ شَرَفٍ

وَأَنْسَبُ إِلَى قَدْرِهِ مَا شِئْتُ مِنْ عَظَمٍ

ترجمہ: آپ کی ذات کی طرف جو شرف چاہو منسوب کرو اور آپ کی شان میں جو بڑائی چاہو بیان کرو۔

البقرہ ۲: ۱۴۳

محلے کی مسجد میں نماز افضل۔

غیۃ الفتاویٰ میں ہے کہ جو آدمی جامع مسجد میں کثرت جماعت کی وجہ سے، نماز میں حاضر ہوتا ہے (اسے جان لینا چاہیے کہ) اس کے محلے کی مسجد افضل ہے نمازی کم ہوں یا زیادہ، کیونکہ اس کی مسجد کا اس پر حق ہے۔ جس کا مقابلہ نہ تو کثرت جماعت کر سکتی ہے اور نہ کسی اور کا تقویٰ نہ علم۔ اسے کوشش کرنی چاہیے کہ وہ پہلی صف میں امام کی سیدھ میں کھڑا ہو کیونکہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کی گئی ہے کہ جو آدمی امام کے پیچھے اس کی سیدھ میں کھڑا ہو، اسے ایک سو نماز کا ثواب دیا جاتا ہے۔ جو آدمی دائیں جانب ہو اسے پچھتر نمازوں کا اور جو بائیں جانب ہو، اسے پچاس نمازوں کا اور جو باقی صفوں میں ہوں انہیں پچیس نمازوں کا۔

كَذَٰلِكَ فِي الْقُنْيَةِ۔

البقرہ ۲: ۲۳۹۔ فاذا امنتم فاذكروا اللہ

بندہ مومن کے دل میں سما سکتا ہوں۔

گفت پیغمبر کہ حق فرمودہ است من نکلنجم یسج دربالا و پست

در زمین و آسمان و عرش نیز من نکلنجم این یقین دان اے عزیز

در دل مومن بکنجم ای عجب گر مراجوی دران دلہا طلب

خود بزرگی عرش باشد بس پدید لیک صورت کیست چوں معنی رسید

ترجمہ: پیغمبر ﷺ نے فرمایا: کہ حق تعالیٰ کا فرمان ہے: میں او پر نیچے کہیں نہیں سما سکتا۔

زمین، آسمان بلکہ عرش میں بھی نہیں، میں نہیں سما سکتا اے عزیز یقین سے مان۔

ہاں مومن کے دل میں سما سکتا ہوں۔ مجھے تلاش کرنا ہو تو ان دلوں میں تلاش کر۔

عرش کی بزرگی بہت واضح ہے لیکن صورت کیا چیز ہے جب حقیقت آ پہنچے۔

البقرہ ۲: ۲۵۵۔ وسیع کرسیہ السموات والارض

جلد دوم

بغیر سود قرض نہ ملتا ہو تو سود دینا جائز ہے۔

جب کوئی آدمی قرض کا محتاج ہو اور کسی سے قرض مانگے اور وہ بغیر سود کے قرض دینے پر راضی نہ ہو تو گناہ سود لینے والے پر ہے۔ دینے والے پر نہیں۔ کیونکہ اس میں ضرورت ہے۔ اور یہ اس وقت ہے جبکہ قرض دینے والا غنی ہو جیسا کہ تم جان چکے۔ نیک آدمی اس طرح کے معاملات سے دور رہتا ہے۔ پس بے شک سود اہل ایمان کے ایمان کو نقصان پہنچاتا ہے۔ اگرچہ فی الحال سود زیادتی محسوس ہوتا ہے مگر حقیقت میں یہ نقصان ہے۔ کیونکہ فقراء جب دیکھتے ہیں کہ سود لینے والا سود کی وجہ سے ان کے اموال لوٹ رہا ہے تو وہ اسے لعنت کرتے ہیں اور اس کے لئے بددعا کرتے ہیں۔ اور یہ بات اس کی جان و مال میں خیر و برکت کے زوال کا باعث بن جاتی ہے۔ بلکہ اس سے اس کی عزت اور قدر و منزلت کا بھی نقصان ہوتا ہے، اسے لوگوں کی مذمت کا سامنا کرنا پڑتا ہے، اس کی عدالت ساقط ہو جاتی ہے۔ اس کی امانت زائل ہو جاتی ہے۔ دل سخت ہو جاتا ہے اور اس میں فسق آ جاتا ہے۔

آل عمران ۳: ۱۳۲۔ و اطیعوا اللہ و الرسول لعلکم ترحموا

واقعہ ابراہیم ابراہیم رحمۃ اللہ۔

شہی بر تخت دولت خفت خرم

شنید تم کہ ابراہیم ابراہیم

ز جابر جست چوں آشفته رای

ز سقف خود شنید آواز پایی

کہ دارد بر سپہر قصر ما کام

بندی گفت او کین کیست بر بام

شتر تم لردہ مرد مفلسم پیر

جوا۔ آد۔ اے شاہ جہانگیر

marfat.com

زخندہ گشت شاہ برجائی خودست
 کہ بر بام آدمی ہرگز شتر بخت
 دگر بار پانچ آمد کای جواں بخت
 خدا جوئی کسی کردست بر تخت
 خدا جوئی و خورد و خواب و آرام
 شتر جوئی بود بر گوشنہ بام
 چوں شنید ایں پیام از ہاتفِ غیب
 فراغت کرد از دنیا بلاریب
 رسید از راہ تجریدی بمنزل
 پس از ادبار شد مقبول و مقبل

ترجمہ: میں نے سنا ہے کہ ایک رات ابرہیم ادہم اپنے تخت شاہی پر بیٹھی نیند سو رہے تھے۔
 اپنے چھت سے کسی کے پاؤں کی آواز سنی۔ اور اپنی جگہ سے ایک پریشان حال
 آدمی کی طرح اٹھے۔

سختی سے کہا کہ چھت پر کون ہے، جو ہمارے محل کی چھت پر کام رکھتا ہے۔
 جواب ملا کہ اے شاہ جہانگیر! میں ایک غریب آدمی ہوں اور اپنے اونٹ گم کر بیٹھا
 ہوں۔

ہنسی سے۔ بادشاہ اپنی جگہ لوٹ پوٹ ہو گیا۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ کوئی چھت پر
 اونٹ تلاش کرے۔

دوسری بار جواب ملا کہ اے جواں بخت کسی نے کبھی خدا کو بھی تخت پر ڈھونڈا ہے۔
 اللہ کو تلاش کرنا اور خوب کھانا، سونا اور آرام کرنا ہو تو اونٹوں کی تلاش پھر چھت پر ہی
 ہوگی۔

جب آپ نے یہ پیام ہاتفِ غیب سے سنا تو دنیا سے کنارہ کش ہو گئے۔
 تجرید (دنیوی علاقے سے کٹ جانا) کی راہ پہ چل کر منزل پر پہنچے، اور بد نصیبی کے
 حال سے نکل کر مقبولیت کی منزل پر رسائی حاصل کی۔

آل عمران ۳: ۱۳۵۔ ولم یصروا علی ما فعلوا

ذکر بالجہر۔

جان لو کہ یہ آیت (الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ) اللہ کا ذکر کھڑے ہو کر کرنے کے جواز پر دلالت کرتی ہے۔ اسی لئے مشائخ نے کہا کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے کہ اپنے دلوں کو بیدار کرنے کے لئے کھڑے ہو جائیں۔ لیکن انہیں اس میں ایسی کوئی حرکت نہیں کرنی چاہیے اور کوئی ایسا حال ظاہر نہیں کرنا چاہیے جو حقیقتاً ان کا نہیں ہے۔

حاصل یہ ہے کہ توحید، جب کہ اس کے آداب کا لحاظ رکھا جائے تو اس کے لئے کوئی مخصوص وضع نہیں ہے۔ کھڑے ہو کر، بیٹھ کر لیٹ کر ہر طرح (ذکر) جائز ہے۔ البتہ احادیث میں ایسے ارشادات ہیں جو ذکر خفی کے مستحب ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔ شارح کشاف نے ذکر کیا کہ یہ ہر کسی کے مقام کے مطابق ہوتا ہے۔ شیخ ابتداء میں بلند آواز سے ذکر کی تلقین کرتا ہے تاکہ دل میں جو خیالات راسخ ہو چکے ہیں انہیں اکھیڑ ڈالے۔ (کَذَا فِي شَرْحِ الْمَشَارِقِ)

مظہر میں جو کہا گیا وہ اس کی تائید کرتا ہے۔ صاحب مظہر نے کہا: بلند آواز کے ساتھ ذکر جائز بلکہ مستحب ہے۔ جبکہ ریاکاری کی وجہ سے نہ ہو، تاکہ لوگ دین کے اظہار سے غنیمت حاصل کریں اور مکانوں، گھروں اور دکانوں میں ذکر کی برکت پہنچے۔ اور ذاکر کے ذکر کی موافقت ان تمام چیزوں سے ہو جائے جو اس کے ذکر کو سنیں اور قیامت کے روز اس کے لئے ہر خشک وتر جس نے اس کی آواز سنی، اسی دے۔

بعض مشائخ نے اخفاء کو اختیار فرمایا ہے۔ یونکہ یہ ریاکاری سے بہت دور

ہے۔ اس کا اصل تعلق نیت کے ساتھ ہے۔ تو جس کی نیت سچی ہو اس کا قرآن پاک کی تلاوت اور ذکر کے ساتھ آواز کو بلند کرنا زیادہ بہتر ہے جیسا کہ ہم ذکر کر چکے۔ اور جس آدمی کو ریا کاری کا اندیشہ ہو اس کے لئے ذکر خفی زیادہ بہتر ہے تاکہ ریا کاری میں نہ پڑ جائے۔

آل عمران ۱۹۱:۳۔ ربنا ما خلقت هذا باطلا

نور انیت مصطفیٰ ﷺ۔

[تعارف: نبی اکرم ﷺ کے بارے میں اہل سنت کا عقیدہ یہ ہے کہ آپ ﷺ کی روح مبارکہ کو اللہ ﷻ نے سب سے پہلے اپنے نور کے فیض سے پیدا کیا، اس لئے آپ ﷺ نور ہیں۔

جب اللہ ﷻ نے اس روح مبارکہ کو اس دنیا میں بھیجنا چاہا تو اسے جنوں میں نہیں، فرشتوں میں نہیں بلکہ انسانوں میں بھیجا۔ آپ ﷺ حضرت عبداللہ کے گھر سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہما کی گود میں تشریف لائے اس اعتبار سے آپ بشر ہیں۔ آپ کا نور ہونا بھی برحق ہے اور بشر ہونا بھی برحق۔ ریاضاً

جان لو کہ اللہ پاک نے نبی ﷺ کو نور بنا کے بھیجا جو اللہ ﷻ کی طرف سے انسان کو جو حاصل سکتا ہے اس کی وضاحت فرماتا ہے۔ اور اللہ ﷻ نے آپ کا نام نور رکھا۔ فرمایا: ﴿اللَّهُ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ﴾ کیونکہ زمین و آسمان دونوں عدم کے پردے میں چھپے ہوئے تھے۔ اللہ ﷻ نے انہیں پیدا فرما کر ظاہر فرمایا۔ اور رسول ﷺ کا نام نور اس لئے رکھا کہ سب سے پہلی چیز جو حق تعالیٰ نے اپنے نور قدرت سے عدم کے پردے سے نکالی وہ نور محمد ﷺ تھا جیسا کہ فرمایا: **أَوَّلُ مَا خَلَقَ اللَّهُ نُورِي**۔ پھر جہان کو اس کی تمام چیزوں کے ساتھ آپ کے نور سے اس طرح پیدا فرمایا کہ بعض چیزیں بعض چیزوں سے پیدا ہوئیں۔

جب ساری موجودات آپ کے وجود کے نور سے ظاہر ہوئی تو آپ کا نام نور رکھا۔ جو چیز نئے سرے سے پیدا ہونے کے اعتبار سے زیادہ قریب ہو، وہ نور کہلانے کی زیادہ حقدار ہے۔ مثال کے طور پر عالم ارواح، عالم اجسام کی نسبت اقرب الی الاختراع (نئے سرے سے پیدا ہونے کے اعتبار سے زیادہ قریب) ہے اس لئے اسے عالم انوار کہتے ہیں۔ اور علویات کو سفلیات کی نسبت نورانی کہا جاتا ہے۔ تو چونکہ اقرب الی الاختراع نبی ﷺ کا نور تھا اس لئے وہ نور کہلانے کا زیادہ حقدار ہے اسی لئے آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے: اَنَا مِنَ اللَّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ مِنِّي۔ اور اللہ پاک نے فرمایا: ﴿قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ﴾ اور نبی ﷺ سے روایت کیا گیا ہے کہ میں اپنے رب کی بارگاہ میں آدم علیہ السلام کی تخلیق سے چودہ ہزار سال پہلے ایک نور کی شکل میں تھا۔ یہ نور اللہ کی تسبیح کرتا اور فرشتے اس کی تسبیح کے ساتھ تسبیح کرتے۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو یہ نور ان کی پشت میں رکھ دیا۔

المائدہ ۱۵:۵۔ قد جاءكم من الله نور

جلد سوم

علم غیب۔

بے شک آپ ﷺ جو کچھ ہو چکا اور جو ہونے والا ہے اس کے بارے میں اللہ کے بتلانے سے خبریں دیتے رہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: فُطِرْتُ لِيْ خَلْقِيْ قَطْرَةَ عَلِمْتُ مَا كَانَ وَ مَا سَيَكُونُ۔ لیلۃ المعراج میرے خلق میں قطرہ پکایا گیا اور میں نے جو ہو چکا اور جو ہونے والا ہے سب جان لیا۔ تو جو آدمی یہ کہتا ہے کہ نبی اللہ غیب نہیں جانتے اس نے خطا کی۔

الانعام ۵: ۵۰۔ قل لا اقول لكم عندی خزائن اللہ

رقص بنی اسرائیل کی ایجاد۔

بھگڑا ڈالنا اور حال کھیلنا سب سے پہلے سامری کے ساتھیوں نے ایجاد کیا۔ جب انہوں نے چھڑا بنایا جو ایک جسم تھا جس سے آواز آتی تھی۔ تو وہ اس کے گرد کھڑے ہو گئے اور رقص کرنا شروع کر دیا اور حال کھیلنے لگے۔ یہ کافروں اور چھڑے کے پھاریوں کا دین ہے۔ جب نبی ﷺ اپنے صحابہ کے ہمراہ بیٹھے تو وقار کی خاطر ان کی حالت یوں ہوتی جیسے ان کے سروں پر پرندے ہوں (جو ادنیٰ سی حرکت سے اڑ جائیں گے)

پس بادشاہ اور اس کے نوابوں کو چاہئے کہ انہیں مسجدوں میں آنے سے روکیں۔ اور کسی ایسے شخص کے لئے جو اللہ ﷻ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے ان کے پاس حاضر نہیں ہونا چاہئے اور ان کے اس باطل مذہب پر ان کی مدد نہیں کرنی چاہئے۔ امام مالک، شافعی، ابوحنیفہ، احمد اور دوسرے آئمہ رَجَمَهُمُ اللہ کا یہی مذہب ہے۔ كَذَّبْنَا بِهِيَ خِيْرَةَ

لَعِيْوَان۔

الاعراف ۷: ۱۴۸

marfat.com

Marfat.com

کفن پر کلمہ پاک لکھنے کی وجہ۔

علماء کا کہنا ہے کہ اگر رسول اللہ ﷺ کا بال، عصا یا کوڑا کسی گنہگار کی قبر پر رکھا جائے تو اسے ان تبرکات کی برکت سے عذاب سے نجات مل جائے گی۔ اور اگر یہ چیزیں کسی مکان میں یا شہر میں ہوں تو اس کے رہنے والوں کو ان کی برکات سے کوئی مصیبت نہیں پہنچے گی اگرچہ انہیں اس بات کا شعور نہ ہو۔ ماء زمزم، اس میں بھگو یا ہوا کفن، کعبہ کے پردے کے ٹکڑے اور انہیں کفن کے لئے استعمال کرنا بھی اسی قبیل سے ہے۔

امام غزالی رَجْمَةُ اللَّهِ فرماتے ہیں: اگر تو عام زندگی میں اس کی کوئی مثال تلاش کرنا چاہے تو جان لے کہ جو آدمی کسی سلطان کی اطاعت کرتا ہے اور اس کی عظمت اس کے دل میں بسی ہوئی ہے تو جب وہ کسی شہر میں داخل ہوتا ہے۔ اور وہاں بادشاہ کے ترکش کا کوئی تیر یا اس کا کوڑا پڑا دیکھتا ہے تو وہ اس شہر اور اس شہر کے رہنے والوں کی عزت کرتا ہے۔

ملائکہ نبی ﷺ کی تعظیم کرتے ہیں۔ جب وہ کسی گھریا کسی شہر یا کسی قبر میں تبرکات دیکھتے ہیں تو اس کے رہنے والے کی عزت کرتے ہیں اور اس کے عذاب میں تخفیف کر دیتے ہیں۔ اسی لئے یہ بات مردوں کو نفع دیتی ہے کہ ان کی قبروں پر قرآن پاک رکھ دیئے جائیں، قرآن کی تلاوت کی جائے یا کاغذ پر قرآن لکھ کر مردے کے ہاتھ میں تھما دیا جائے۔

كَذَابِي الْأَسْرَارِ الْمُحَمَّدِيَّةِ. الاعراف ۷: ۱۵۸

سخاوت آل رسول ﷺ۔

روایت ہے کہ سیدہ فاطمہ الزہراء رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا نے اپنی قمیص حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دی تاکہ اسے بیچ کر حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی خواہش کی چیز خرید لائیں۔ آپ نے اسے چھ درہم میں بیچا۔ ایک سائل نے سوال کیا: آپ نے وہ اسے دے دیئے۔ پھر آپ کے سامنے ایک

شخص آیا جس کے پاس اونٹنی تھی۔ آپ نے ساٹھ دینار میں ادھار خرید لی۔ پھر ایک اور شخص آپ کے سامنے آیا اور ساٹھ دینار اور چھ درہم کی خرید لی۔ آپ نے اونٹنی بیچنے والے کو تلاش کیا تا کہ اسے رقم دے سکیں لیکن وہ نہیں ملا۔ آپ نے یہ واقعہ نبی ﷺ کو بتایا تو آپ ﷺ نے فرمایا: سائل (فرشتہ) رضوان تھا۔ بیچنے والا میکائیل اور خریدنے والا جبرائیل علیہم السلام نخی کی فضیلت۔

حدیث میں ہے کہ چار اشخاص قیامت کے روز بلا حساب جنت کے دروازے پر آئیں گے۔ حاجی جس نے صحیح طریقے پر حج کیا ہوگا، شہید جو میدان جنگ میں قتل ہوا، نخی جس کی سخاوت میں دکھلاوانہ ہوگا اور عالم دین جس نے اپنے علم پر عمل کیا ہوگا۔ یہ لوگ جنت میں پہلے داخل ہونے کے معاملے پر جھگڑیں گے۔

اللہ ﷻ جبرائیل امین کو بھیجے گا تا کہ ان کے درمیان انصاف سے فیصلہ کریں۔ وہ شہید سے پوچھیں گے کہ تو نے دنیا میں کیا عمل کیا جس کی وجہ سے سب سے پہلے جنت میں جانا چاہتا ہے۔ وہ کہے گا میں اللہ کی رضا کے لئے جنگ کرتے ہوئے مارا گیا۔ وہ اس پوچھیں گے کہ تو نے کس سے سنا کہ جو اللہ کی راہ میں مارا جائے وہ جنت میں داخل ہوتا ہے؟ وہ کہے گا علماء سے۔ آپ اس سے کہیں گے ادب کو ملحوظ خاطر رکھو اور اپنے معلم سے آگے نہ بڑھو۔

پھر حاجی اور نخی سے اسی طرح سوال کریں گے۔ اور ان سے بھی کہیں گے کہ ادب کو ملحوظ خاطر رکھو اور اپنے استاد سے آگے نہ بڑھو۔

اس پر عالم عرض کرے گا اے اللہ! تو جانتا ہے کہ میں نے نخی کی سخاوت کی وجہ سے علم پڑھا ہے اور تو احسان کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں فرماتا۔ اللہ ﷻ فرمائے گا عالم صحیح کہتا ہے اے رضوان! دروازہ کھول اور نخی کو سب سے پہلے جنت میں داخل کر۔

اس میں اشارہ اس طرف ہے کہ عالم سے مراد وہ ہے جو اپنے علم پر عمل بھی کرتا ہے اور اس کی حالت یہ ہے کہ وہ انصاف کرتا ہے۔ انصاف نفس کی اصلاح کے بغیر حاصل نہیں ہوتا اور ایسا عمل کے بغیر ممکن نہیں۔ پس علماء ظاہر میں سے نفسانی خواہشات کے بندے دھوکے میں نہ رہیں۔ صرف علم کا (عمل کے بغیر) نجات دہندہ ہونے کا عقیدہ فاسد مذہب ہے۔ بے شک ایک فاجر عالم کو جاہل سے زیادہ عذاب دیا جائے گا۔ اصل عالم وہ ہے جو اپنے علم پر عمل کرتا ہے اور دل کی صفائی سے عرفان تک پہنچتا ہے۔

الانفال ۴:۸

اولیاء اللہ کے مزارات پر دیئے جانے کی منت جائز ہے۔
شیخ عبدالغنی النابلسی کے رسالہ ”کشف النور عن أصحاب القبور“ کا خلاصہ یہ ہے کہ بدعت حسنة جو شرع کے مقاصد کے موافق ہوتی ہے، سنت کہلاتی ہے۔
علماء اور اولیاء اور صلحاء کے مزارات پر قبے بنانا ان کی قبروں پر غلاف چڑھانا، گپڑی یا کپڑے رکھنا ایک جائز امر ہے۔ جبکہ اس سے مقصود عام لوگوں کی نظر میں ان کی تعظیم ہوتا کہ وہ اس صاحب قبر کی تحقیر نہ کریں۔

اسی طرح اولیاء و صلحاء کی قبروں پر قندیلیں اور شمعیں روشن کرنا بھی اولیاء کی تعظیم کے باب میں سے ہے۔ پس اس میں مقصد اچھا مقصد ہے۔ تیل یا شمع کی منت ماننا کہ اولیاء کی تعظیم اور ان کے ساتھ اپنی محبت کے اظہار کے لئے ان کی قبروں کے پاس جلائی جائیں گی بھی جائز ہے اس سے منع نہیں کرنا چاہئے۔

التوبہ ۱۸

لَا مَهْدِي إِلَّا عَيْسَى بْنُ مَرْيَمَ كَالْمَعْنَى۔

[تعارف: حدیث میں ہے کہ (معاملہ سخت تر ہوتا جائے گا۔ دنیا اور بارگاہ شکار ہوتی جائے گی۔ لوگوں کی حرص میں اضافہ ہوتا جائے گا اور قیامت ان لوگوں پر قائم ہوگی جو بدترین لوگ ہوں گے۔ اور مہدی عیسیٰ ابن مریم کے سوا کوئی نہیں ہے) اس سے یہ وہم ہوتا ہے کہ مہدی اور عیسیٰ دونوں ایک ہی شخصیت کے نام ہیں۔ زیر نظر عبارت میں صاحب تفسیر نے اس وہم کا ازالہ فرمایا ہے۔

[ریاض]

”مہدی، عیسیٰ ابن مریم کے سوا کوئی نہیں ہے“ کا معنی یہ ہے کہ مہدی کے ساتھی عیسیٰ ابن مریم ہی ہوں گے۔ وہ ان کی مدد و نصرت کے لئے نازل ہوں گے۔ مہدی جو نبی ﷺ کی عترت میں سے ہوں گے، امام عادل ہوں گے۔ نبی نہیں ہوں گے جن کی طرف وحی کی جاتی ہے۔ عیسیٰ ﷺ خاتم الولاية المطلقة ہیں اور مہدی خاتم الخلافة المطلقة۔ دونوں اس دین کی، جو سب سے بہتر دین اور ان ﷺ کے ہاں سب سے زیادہ پسندیدہ ہے، خدمت کریں گے۔

التوبہ ۳۳

جنازہ کی ابتداء۔

روایت کیا گیا ہے کہ جب حضرت آدم ﷺ فوت ہوئے تو خوشبو اور کفن جنت سے لایا گیا۔ فرشتے نازل ہوئے انہوں نے غسل دیا۔ طاق کپڑوں میں کفن دیا۔ خوشبو لگائی۔ ایک فرشتہ آگے بڑھا اور آپ پر نماز پڑھی۔ باقی فرشتوں نے اس کے پیچھے نماز پڑھی۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ کے بیٹے شیث ﷺ نے جبرائیل ﷺ سے کہا کہ

آپ نماز پڑھائیں جبرائیل علیہ السلام نے کہا آپ آگے بڑھیں اور اپنے باپ پر نماز پڑھائیں۔
آپ نے نماز پڑھی اور میں (۳۰) تکبیریں کہیں۔

پھر انہوں نے آپ کو قبر میں اتارا اور قبر لحد والی بنائی۔ اس پر ایک اینٹ نصب کر دی۔ آپ کے بیٹے شیث علیہ السلام جو آپ کے وصی بھی تھے، ساتھ تھے۔ جب فارغ ہوئے تو انہوں نے کہا کہ اپنے بیٹے بھائیوں کے ساتھ بھی اسی طرح کریں۔ یہ آپ لوگوں کے لئے سنت ہوگی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ غسل، کفن، نماز جنازہ، دفن اور لحد بنانا پرانی شریعتوں میں سے ہیں۔

بعض کا قول یہ ہے کہ نماز جنازہ اس امت کے خصائص میں سے ہے اور اس میں کوئی منافات نہیں ہے۔ کیونکہ اس کے شرائع قدیمہ میں سے ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ یہ بات قریش کے ہاں معروف ہو۔ کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو وہ ضرور اسے کرتے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ جاہلیت میں وہ لوگ اپنے مردوں کو غسل دیتے تھے اور کفن پہناتے تھے اور ان پر جنازہ پڑھتے تھے اس کا طریقہ یہ تھا کہ میت کو چار پائی پر رکھنے کے بعد میت کا ولی اس کے پاس کھڑا ہو کر اس کی سب خوبیوں کا ذکر کرتا اور اس کی تعریف کرتا۔ پھر کہتا تھا پر اللہ کی رحمت ہو اور اسے دفن کر دیا جاتا۔

روایت کیا گیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ میں تشریف لائے تو البراء بن معرور کی وفات ہو چکی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے ساتھ گئے اور ان کی قبر پر

نماز جنازہ پڑھی۔ نماز میں چار تکبیرات کہیں۔

نماز جنازہ علماء کے قول کے مطابق ہجرت کے پہلے سال فرض کی گئی۔ جو

نماز جنازہ کی فرضیت کا انکار کرے اس نے کفر کیا۔ (کذا فی القنیۃ)

التوبہ ۹: ۱۰۳

اولیت مصطفیٰ ﷺ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے جبرائیل سے پوچھا:

اے جبرائیل! تمہاری عمر کتنی ہے؟ جبریل علیہ السلام نے عرض کیا: میں اس کے سوا کچھ نہیں جانتا کہ چوتھے حجاب میں ایک تارہ، ستر ہزار سال کے بعد ایک بار طلوع ہوتا تھا میں نے اسے بہتر ہزار بار دیکھا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: اے جبریل! مجھے اپنے رب کی عزت کی قسم وہ ستارہ میں ہی ہوں۔

جب اللہ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو اپنے حسیب کا نور ان کی پشت میں رکھ دیا۔ یہ

نور آپ کی پیشانی میں چمکتا تھا۔ پھر یہ آپ کے بیٹے شیث علیہ السلام، جو آپ کے وصی اور آپ کے تیسرے بیٹے تھے، کی طرف منتقل ہوا۔ حضرت حوا کے ہاں ایک حمل میں بیٹا اور بیٹی اکٹھے پیدا ہوتے تھے۔ مگر شیث علیہ السلام اس نور کی کرامت کی وجہ سے تنہا پیدا ہوئے۔ پھر یہ آپ کی اولاد میں منتقل ہوتا رہا۔ یہاں تک کہ حضرت عبدالمطلب کے ہاں پہنچا۔ پھر آپ کے بیٹے عبد اللہ کی جانب، پھر آمنہ کی گود میں۔ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ أَحْسَنَ بَيْنَ۔

آپ ﷺ ہر موجود کے لئے علت غائیہ ہیں۔ پس آپ کا وجود شریف اور لطیف

عصر تمام موجودات کو نبیہ سے افضل ہے۔ آپ کی مطہر روح تمام قدسی روحوں سے افضل،

آپ کا قبیلہ تمام قبیلوں سے افضل، آپ کی زبان تمام زبانوں سے افضل، آپ کی کتاب تمام

آسمانی کتابوں سے افضل آپ کی آل اور آپ کے اصحاب تمام آل و اصحاب سے افضل، آپ کی ولادت کا زمانہ تمام زمانوں سے افضل، آپ کا روضہ انور مطلقاً تمام جگہوں سے افضل، وہ پانی جو آپ کی انگلیوں سے جاری ہوا وہ تمام پانیوں سے افضل، پھر اس کے بعد افضل پانی ماء زمزم ہے۔ کیونکہ اس سے معراج کی رات آپ ﷺ کا سینہ مبارک دھویا گیا۔ اگر کوئی اور پانی اس سے افضل ہوتا تو اس سے سینہ مبارک کو دھویا جاتا۔

التوبہ ۹: ۱۲۸

جلد چہارم

ایام خمس و سعد۔

[تعارف۔ بعض لوگ منگل کو کوئی کام شروع نہیں کرتے، بدھ کو نیا کام شروع کرنا زیادہ پسند کرتے ہیں۔ اکثر دینی مدارس میں چھٹیوں کے بعد اسباق شروع کرنے کا سلسلہ بھی بدھ کو ہوتا ہے۔ زیر نظر عبارت اس کی وجہ پر روشنی ڈالتی ہے۔

[ریاض]

صحیح حدیث میں ہے کہ بیشک اللہ ﷻ نے خاک یعنی زمین کو ہفتہ کے دن، اس میں پہاڑوں کو اتوار کے دن، درختوں کو پیر کے دن، مکروہ اشیاء کو منگل کے دن، نور کو بدھ کے دن، جانوروں کو جمعرات کے دن اور آدم علیہ السلام جو آخری مخلوق تھے، کو جمعہ کی ساعات میں سے آخری ساعت میں عصر اور مغرب کے درمیان پیدا فرمایا۔

اگر کہا جائے کہ قرآن پاک اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ تمام اشیاء کو چھ دن میں پیدا فرمایا اور مذکورہ صحیح حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ انہیں سات دنوں میں بنایا، تو جواب یہ ہے کہ آسمانوں، زمین اور ان میں تمام اشیاء کو چھ دن میں ہی پیدا فرمایا اور آدم علیہ السلام چونکہ مٹی سے پیدا ہوئے اور زمین ان چھ دنوں میں ہی بنی، آدم علیہ السلام کی حیثیت زمین کی ایک فرع کی ہے (اس لئے وہ بھی انہی چھ دنوں میں شامل ہوئے) حدیث میں ان کی علیحدہ تخلیق کا ذکر ان کی عظمت شان کی وجہ سے ہے۔ (كَمَا فِي فَتْحِ الْقَرِيبِ)

قرآن پاک کی تعظیم اور اس کا اجر۔

بیان کیا جاتا ہے کہ سلاطین عثمانیہ کے جد اعلیٰ، عثمان الغازی نے جو مرتبہ بلند پایا وہ قرآن مجید کی عزت و تکریم کی وجہ سے پایا۔ چنانچہ واقعات محمودیہ میں ہے کہ وہ بہت سخی تھا

اور آنے جانے والوں کے لئے بڑا خرچ کرتا تھا۔ یہ بات اس کے شہر والوں پر بڑی گراں گزرتی اور وہ اسے بہت ستاتے۔ اس کی شکایت الحاج بکتاش یا کسی اور حاکم وقت کو سنانے کے لیے گھر سے روانہ ہوا۔ ایک آدمی کے گھر رات کو ٹھہرا اس کے گھر میں قرآن مجید لٹکا ہوا تھا۔ اس نے اس کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے اسے بتایا کہ یہ اللہ کا کلام ہے۔ اس نے کہا کہ یہ اللہ کے کلام کے آداب کے خلاف ہے کہ ہم اس کے پاس بیٹھے رہیں۔ چنانچہ وہ اس کی طرف منہ کر کے ہاتھ باندھے کھڑا ہو گیا اور صبح تک اسی حال میں رہا۔

جب صبح ہوئی تو وہ اپنی راہ چل دیا۔ راستہ میں اسے ایک حسین و جمیل شخص ملا اور فرمایا کہ میں تیرا مطلب ہوں پھر اسے بتایا کہ اللہ ﷻ نے تمہیں اس کے کلام کی عزت کی وجہ سے عظمت عطا فرمائی ہے اور تمہیں اور تمہاری اولاد کو بادشاہی سے نواز دیا ہے۔ پھر اس نے اسے کہا کہ ایک درخت (سے لکڑی) کا ٹوا اور اس کے سرے پر ایک رومال باندھ لو۔ یہی تمہارا شاہی جھنڈا ہے۔ اس کے پاس بہت سے لوگ جمع ہو گئے اور پہلی جنگ لاکھ میں ہوئی جس میں اسے اللہ ﷻ نے فتح و نصرت عطا فرمائی۔ اس پر سلطان علاء الدین نے بھی اپنی سلطنت ”ریاست“ قائم کرنے کی اجازت دے دی اور وہ سلطان بن گیا۔ اس کے فوت ہونے کے بعد اس کا بیٹا ”اورخان“ اس کا جانشین ہوا۔ اس نے بروسہ شہر کو اللہ ﷻ کے فضل و کرم سے فتح کیا اور اس وقت سے تا حال سلطنت عثمانیہ اللہ ﷻ کی کتاب اس کے قدیم کلام کی تعظیم کی برکت سے دن بدن ترقی پر ہے۔

بہن کے ساتھ نکاح حضرت نوح علیہ السلام کے زمانے میں حرام ہوا۔

البتان میں ہے کہ نوح علیہ السلام کا نام شا کر تھا اور خوفِ الہی سے بکثرت گریہ و بکا کی وجہ سے آپ کو نوح کہتے تھے۔ (ناح کا معنی میت پر رونا) احکام کے نسخ اور شرائع کا سلسلہ سب سے پہلے آپ سے جاری ہو۔ آپ سے پہلے بہن کے ساتھ نکاح جائز تھا۔ آپ کے زمانہ میں اسے حرام قرار دیا گیا۔ جب اللہ تعالیٰ نے نبوت سے سرفراز فرمایا تو اس وقت آپ کی عمر چار سو اسی برس تھی۔

یونس ۷۱:۱۰

یومِ عاشورا اور محرم کے دنوں میں واقعاتِ کربلا کی مجالسِ روافض کے ساتھ مشابہت ہے۔

حجۃ الاسلام امام غزالی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے بیان فرمایا کہ واعظ پر بھی اور دوسروں پر بھی حرام ہے کہ شہادتِ حسین علیہ السلام میں صحابہ کرام علیہم السلام کے آپس کے جھگڑے اور نزاعی باتوں کا تذکرہ کریں کیونکہ اس طرح سے ان سے بغض اور ان کی شان میں طعن کا دروازہ کھلتا ہے۔ جبکہ وہ دین کے بہت بڑے ستون ہیں۔ اور ان کے درمیان جو جھگڑے ہوئے انہیں اچھے محامل پر محمول کیا جائے۔ شاید یہ ان کی اجتہادی خطا تھی۔ (یہ جھگڑے) ریاست اور دنیا کی طلب کے لئے نہ تھے۔ جیسا کہ مخفی نہیں ہے۔

ہود: ۴۸

سیدنا حسین علیہ السلام کا قاتل آگ کے تابوت میں۔

عقدِ الدر میں ہے بربادی ہے قاتلِ حسین کے لئے۔ کیا حال ہوگا اس کا آپ کے

والدین (حضرت علی وفاطمہ) اور جد امجد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ۔

لَا بُدَّ أَنْ تَرِدَ الْقِيَامَةَ فَاطِمَةُ وَقَمِيصُهَا بَدَمَ الْحُسَيْنِ مُلَطَّخٌ
وَيُبَلِّغُ لِمَنْ شَفَعَاؤُهُ خَصْمَاؤُهُ وَالصُّورُ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ يُنْفَخُ

ترجمہ: یقیناً بی بی فاطمہ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قیامت کے روز اس حال میں تشریف لائیں گی کہ ان کی قمیص حضرت حسین ؑ کے خون سے اٹی ہوگی۔

بربادی ہے اس (قاتل) کے سفارشیوں اور ساتھیوں کے لئے اس دن جب قیامت کے روز صور پھونکا جائے گا۔

اور حدیث میں ہے حضرت سیدنا حسین ؑ کا قاتل جہنم میں ایک صندوق میں بند ہوگا اور اسے تمام دنیا کا نصف عذاب ہوگا۔

ہود ۱۱: ۴۸

ایمان زینخا۔

منقول ہے کہ جب قطفیر (زینخا کا خاوند) فوت ہوا تو زینخا نے شاہی بنگلوں کو چھوڑ کر ایک جنگل میں جھونپڑا ڈال دیا اور دنیوی امور کو بالکل خیر باد کہہ کر یوسف ؑ کی یاد میں وقت بسر کرنے لگی۔ اسی طرح اس نے مصر کے جنگل میں دراز عرصہ بسر کیا اس کی وہ پونجی جو اس نے قطفیر کے دورِ اقتدار میں جواہرات وغیرہ جمع کئے تھے وہ سب یوسف ؑ کے نام پر قربان کر دی جب کوئی بھی یوسف ؑ کا ذکر اس کے سامنے چھیڑتا تو اسے یوسف ؑ کے عشق میں جواہر و موتی سے مالا مال کر دیتی۔ یہاں تک کہ اس کے ہاں کوئی شے باقی نہ رہی سب کچھ یوسف ؑ کے نام پر قربان کر دیا۔

جب دوسرے لوگ قحط میں مبتلا ہوئے زینخا بھی اس کا شکار ہوئی۔ اس نے اپنے زیور اور جو کچھ اس کے پاس تھا بیچ دیا اس کی نعمت جاتی رہی۔ حضرت یوسف ؑ کے شوق

میں روئی اور بوڑھوں کی طرح نڈھال ہو گئی۔

جوانی تیرہ گشت از چرخ پیرش
برنگ شیر شد موسیٰ چوقیرش

برآمدن صبح و شب ہنگامہ برچید
بمشکستان اوکافور بارید

ترجمہ: جوانی فلک پیر کی گردش سے تاریک ہو گئی اور اس کے سیاہ بال دودھ کی طرح سفید

رات نے اپنا پہرہ اٹھالیا اور صبح ہو گئی اور اس کے سیاہ بالوں پر کافور کی بارش کر

دی (یعنی انہیں سفید بنا دیا)

جب مشکلات نے اسے نڈھال کر دیا اور اس خرابات میں تنہائی کی سختیوں سے تنگ

آگئی تو اس نے اپنے لئے یوسف علیہ السلام کی آمد و رفت والی سڑک پر جھونپڑا ڈال لیا۔ حضرت

یوسف علیہ السلام بعض اوقات گھوڑے پر سوار ہوتے۔ آپ کے پاس ایک گھوڑا تھا جس کے

ہنہانے کی آواز دو میل تک سنائی دیتی تھی۔ جب وہ ہنہاتا تھا تو لوگ جان جاتے کہ اب

یوسف علیہ السلام سوار ہو کر کہیں باہر تشریف لے جانے والے ہیں۔ زلیخا حضرت یوسف علیہ السلام

کے راستے پر کھڑی ہو جاتی۔ جب آپ وہاں سے گزرتے تو زور سے پکارتی لیکن اس کی آواز

شور کی وجہ سے سنائی نہیں دیتی تھی۔

ز بس بر گوشہا میزد ز ہر جا
صہیل مرکبان باد پیا

ز بس بر آسمان میشد ز ہر سوی
نفیر چاوشان طر قواگوی

کس از غوغا بحال او نیفتاد
بحالی شد کہ اورا کس میناد

چو کردی گوش آن حیران و مہجور
ز چاوشان صدای دور شود دور

زدی افغان کہ من عمریست دورم
بصد محنت دران دوری صبورم

ز جانان تا بکی مہجور باشم
ہماں بہتر کہ از خود دور باشم

بگفتی این و بیہوش افتادی ز خود کردہ فراموش افتادی

ترجمہ: ہر طرف سے کانوں میں تیز رفتار گھوڑوں کے ہنہانے کی آواز پڑتی تھی۔

ہر طرف سے آسمان تک ان کے نوکروں کی آواز جاتی جب وہ کہتے کہ راستہ دو۔

شور و غل سے اس کے حال کو کوئی نہ جان سکتا وہ اس حال کو پہنچی کہ کوئی اسے نہ

دیکھتا۔

جب اس مہجور و حیران کے کان میں نوکروں کی آواز پہنچتی کہ دور ہو جاؤ دور ہو جاؤ۔

تو زور سے دھاڑیں مارتی کہ میں عمر بھر سے مہجور ہوں، اس دوری میں بڑی محنت

سے صبر کر رہی ہوں۔

اور محبوب سے کب تک مہجور رہوں گی بہتر یہ ہے کہ اپنے سے ہی دور ہو جاؤں یعنی

مر جاؤں۔

یہ کہہ کر بے ہوش ہو کر گر پڑتی اور اپنے جملہ امور کو بھول کر پڑی رہتی۔

پھر ایک دن اپنے بت، جس کی پرستش کرتی تھی اور اسے ہر وقت اپنے پاس رکھی

تھی، کی طرف متوجہ ہوئی اور اسے کہا بربادی ہے تیرے لئے اور اس کے لئے بھی جو تیری

پرستش کرتا ہے تجھے میرے بڑھاپے اور اندھے پن اور فقر و ضعف پر رحم نہیں آتا۔ اب میں تجھ

سے بیزار ہوں۔

خلیل آسا شکستش پارہ پارہ

بگفت این را بزد بر سنگ خارہ

بدرگاہ خدائے پاک نالید

تضرع کرد و رو بر خاک مالید

بان بر خود جفا کردم خدایا

اگر رودر بت آوردم خدایا

خطا کردم خطای من بیامرز

بلطف خود جفای من بیامرز

زپس راہ خطا پیمای ازمن ستاندی گوهر بینایی ازمن

چو آں کرد خطا ازمن فشاندی بمن وہ باز آنچہ ازمن ستاندی

بود دل فارغ از داغ تأسف بچشم لالہء از باغ یوسف

ترجمہ: یہ کہا اور اسے پتھر پردے مارا۔ وہ جو اس کے لئے خلیل کی مانند تھا پارہ پارہ ہو گیا۔

وہ خوب روئی، چہرہ زمین پر ملا اور اللہ کی بارگاہ میں فریاد کی۔

اے اللہ! اگر میں نے بت پرستی کی ہے تو اپنے آپ پر ہی ظلم کیا ہے۔

اپنی مہربانی سے میرے ظلم سے درگزر فرما۔ میں نے خطا کی میری خطا کو معاف

فرما

میرے اس غلط راستے پر چلنے کی وجہ سے تو نے میری بینائی چھین لی

جب تو نے میری خطا کو معاف فرما دیا ہے تو جو کچھ تو نے مجھ سے لے لیا ہے مجھے

واپس لوٹا دے

دل تأسف کے داغ سے فارغ ہو جائے اور میں یوسف کے باغ سے کچھ پھول

چن لوں

زلینجا یوسف علیہ السلام کے رب پر ایمان لے آئی اور صبح و شام اللہ تعالیٰ کے ذکر میں

مشغول رہنے لگی۔ ایک دن حضرت یوسف علیہ السلام شاہی گھوڑے پر سوار ہوئے۔ جب گھوڑا

ہنہنایا، لوگوں کو یقین ہو گیا کہ اب وہ اس پر سوار ہو کر تشریف لارہے ہیں تو وہ آپ کے حسن کا

جلوہ اور آپ کی شان و شوکت دیکھنے کے لئے آپ کے راستے پر کھڑے ہو گئے۔ زلینجانے

گھوڑے کی آواز سنی تو وہ بھی اپنے جھونپڑے سے باہر آئی۔ جونہی یوسف علیہ السلام کا گزر ہوا

زلینجانے کہا: سُبْحَانَ مَنْ جَعَلَ الْمُلُوكَ غَبِيْدًا بِالْمَغْصِيَةِ وَجَعَلَ الْعَبِيْدَ مُلُوْكًا

بِالطَّاعَةِ. پاک ہے وہ ذات جس نے بادشاہوں کو گناہوں کی شامت سے غلام اور غلام کو عبادت و اطاعت کی برکت سے بادشاہ بنا دیا۔

اللہ ﷻ نے ہوا کو حکم فرمایا اور اس نے زلیخا کے یہ کلمات یوسف علیہ السلام کے کانوں میں ڈال دیئے۔ آپ کا دل بھرا آیا اور چشمان مبارک سے آنسو بہہ نکلے۔ آپ نے مڑ کر اسے دیکھا اور ایک غلام سے فرمایا کہ اس بڑھیا کی حاجت پوری کی جائے۔ غلام نے زلیخا سے کہا آپ کیا چاہتی ہیں؟ زلیخا نے فرمایا: میرا کام صرف یوسف علیہ السلام سے ہے۔ وہ بڑھیا کو آپ کے گھر لے آیا۔ جب آپ قصر شاہی میں لوٹے اور شاہی پوشاک اتار کر بالوں کی بنی گدڑی پہن کر عبادت خانہ میں ذکر الہی میں مشغول ہوئے تو آپ کو وہ بڑھیا یاد آئی۔ آپ نے غلام کو بلا کر فرمایا کہ بڑھیا کا کیا ہوا؟۔ غلام نے کہا کہ بڑھیا کا خیال ہے اس کی حاجت صرف آپ ہی پوری کر سکتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اسے لے آؤ۔

اس نے اسے حاضر کیا تو بڑھیا نے سلام کہا۔ یوسف علیہ السلام سر جھکائے بیٹھے تھے۔ آپ پر رقت طاری ہو گئی۔ سلام کا جواب دے کر فرمایا: اے بڑھیا! میں نے تجھ سے ایک بات سنی وہ ذرا دہرا دے۔ اس نے عرض کیا: میں نے کہا تھا: سُبْحَانَ مَنْ جَعَلَ الْمُلُوكَ عِبِيدًا بِالْمَعْصِيَةِ وَجَعَلَ الْعَبِيدَ مُلُوكًا بِالطَّاعَةِ. پاک ہے وہ ذات جس نے غلاموں کو طاعت کی وجہ سے بادشاہ اور بادشاہوں کو نافرمانی کی وجہ سے غلام بنا دیا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا: تو نے خوب کہا۔ اب بتا تیرا کام کیا ہے۔ زلیخا نے عرض کیا: آپ نے مجھے اتنی جلدی بھلا دیا۔ آپ نے فرمایا تو کون ہے میں نے تمہیں نہیں پہچانا۔

بگفت آنم کہ چوں روی تو دیدم ترا از جملہ عالم برگزیدم
فشاندم گنج و گوهر در بہایت دل و جان وقف کردم در ہوایت

جوانی در غمت برباد دادم بدین پیری کہ می بنی فقام
گرفتی شاہد ملک اندر آغوش مرا یکبار تو کردی فراموش

ترجمہ: زلیخا نے کہا میں وہی انسان ہوں کہ جب میں نے آپ کا دیدار کیا تو آپ کے سوا
جملہ عالم کو بھلا کر صرف آپ کو چن لیا۔

آپ کے لیے میں نے اپنا تمام خزانہ لٹا دیا۔ آپ کی محبت میں میں نے دل و جان
وقف کر دیئے۔

آپ کے غم میں میں نے جوانی کو برباد کیا۔ بالآخر یہ بڑھا پانصیب ہوا جسے آپ
دیکھ رہے ہیں۔

آپ نے بادشاہی کو اپنی آغوش میں لیا اور مجھے یکسر بھلا دیا۔

میں زلیخا ہوں۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا اللہ کے سوا کوئی عبادت کا مستحق
نہیں وہی زندہ کرتا اور مارتا ہے۔ وہی ہمیشہ زندہ ہے اور اسے فنا نہیں۔ اور اے زلیخا! تو تا
حال دنیا میں ہے؟ تو تو فتنوں کی جڑ اور مصائب و بلا کی بنیاد ہے۔ زلیخا نے عرض کی: آپ
ہی نے تو میرے لیے دنیا مصیبت کا گھر بنائی۔

زلیخا کا خستہ حال دیکھ کر یوسف علیہ السلام رو پڑے اور فرمایا اے زلیخا! تیرے حسن و
جمال اور مال کو کیا ہو گیا ہے؟ زلیخا نے کہا مجھ سے اسی ذات نے یہ سب کچھ چھین لیا جس نے
آپ کو قید خانہ سے نکال کر اس بہت بڑی بادشاہی کا مالک بنایا۔ آپ نے فرمایا: اپنی ضرورت
بتا۔ عرض کیا آپ پوری کریں گے؟ فرمایا: اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰی، مجھے اپنے دادا کے بڑھاپے
کی قسم، ضرور پوری کروں گا۔ زلیخا نے عرض کی میری تین آرزوئیں ہیں۔

پہلی اور دوسری یہ کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے میری آنکھیں، میری جوانی اور حسن

واپس آجائے۔ میں آپ کے لئے اتنا روئی کہ میری بصارت جاتی رہی اور آپ کے فراق سے میرا جسم گھل گیا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے دعا فرمائی تو زلیخا کی آنکھیں بحال ہو گئیں، از سر نو جوانی نصیب ہو گئی اور وہی حسن و جمال لوٹ آیا۔

سفیدی شد ز مشکین مبرہ اش دور در آمد در مواد ز گش نور

جوانی پیریش را گشت بالہ پس از چل ساگی شد ہر وہ سالہ

ترجمہ: اس کے سیاہ مبرے سے سفیدی دور ہو گئی (بال سفید دور ہو کر سیاہ بال آگے آئے) اور اس کی زگی آنکھوں کی سیاہی میں پھر سے نور آ گیا۔

جوانی، اس کے بڑھاپے کا بالہ بن گئی اور چالیس سال کی عمر کو پہنچنے کے بعد وہ اٹھارہ سال کی جوان ہو گئی۔

بعض مفسرین نے فرمایا کہ اس وقت زلیخا کی عمر نوے سال کی تھی۔

زلیخا نے عرض کی: میری تیسری آرزو یہ ہے کہ آپ میرے ساتھ نکاح کر لیں۔

اس پر یوسف علیہ السلام خاموش ہو کر تھوڑی دیر سر جھکا کر بیٹھ گئے۔ اسی اثنا میں جبریل

علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا: کہ اے یوسف! اللہ تعالیٰ نے آپ کو سلام بھیجا ہے اور فرمایا ہے کہ زلیخا کی یہ آرزو بھی پوری کیجئے۔

کہ ما عجز زلیخا چو دیدیم بتو عرض نیازش را شنیدیم

دلش از تیغ نومیدی نخستیم بتو بالای عرش عقد بستیم

ترجمہ: جب ہم نے زلیخا کا عجز دیکھا اور تمہاری خدمت میں اس کی نیاز مندانہ عرض سنی۔

ہم اس کا دل ناامیدی مگی تلوار کے ساتھ زخمی نہیں کرنا چاہتے۔ عرش بریں پر ہم نے

اس کا نکاح تمہارے ساتھ کر دیا ہے۔

آپ اس سے نکاح کر لیں اس لئے کہ دنیا و آخرت میں وہ آپ کی زوجہ ہے۔

چو فرمان یافت یوسف از خداوند کہ بندد با زینخا عقد و پیوند

ترجمہ: جب یوسف علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کا حکم پایا کہ زینخا کے ساتھ نکاح کر لیں۔

آپ نے سلطان مصر اور تمام ارکان دولت کو دعوت دی اور ضیافت سے نوازا۔

بقانون خلیل و دین یعقوب بر آئین جمیل و صورت خوب

زینخارا بعقد خود در آورد بعقد خویش یکتا گوہر آورد

ترجمہ: خلیل علیہ السلام کے قانون اور یعقوب علیہ السلام کے دین پر اچھے طور طریقے سے بخیر و خوبی

زینخا کو اپنے ساتھ نکاح میں لے لیا اور وہ یکتا گوہر اپنے ہار میں پرولیا۔

ملائکہ کرام شادی کی مبارک باد دینے نازل ہوئے۔ اور انہوں نے کہا جو کچھ اللہ

نے آپ کو عطا فرمایا وہ آپ کو مبارک ہو۔ یہ رب تعالیٰ کا وہ وعدہ ہے جو اس نے آپ کے

ساتھ اس وقت کیا جب آپ کنوئیں میں تھے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا۔ الْحَمْدُ لِلَّهِ

الَّذِي أَنْعَمَ عَلَيَّ وَ أَحْسَنَ إِلَيَّ وَ هُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ۔ سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے

لئے ہیں جس نے مجھے انعامات سے نوازا، اور احسان و کرم بخشا۔ وہی ارحم الراحمین ہے۔

پھر آپ نے دعائی:

إِلٰهِي وَ سَيِّدِي أَسْأَلُكَ أَنْ تُنِّمَ هَذِهِ النِّعْمَةَ وَ تُرِينِي وَجْهَ يَعْقُوبَ وَ

تُقِرَّ عَيْنَهُ بِالنَّظَرِ إِلَيَّ وَ تُسَهِّلَ لِإِخْوَتِي طَرِيقًا إِلَى الْإِجْتِمَاعِ بِي فَإِنَّكَ سَمِيعُ

الدُّعَاءِ وَ أَنْتَ عَلَيَّ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔

ترجمہ: اے الہ العظیمین: میری التجا یہ ہے کہ مجھ پر اس نعمت کی تکمیل فرما اور مجھے یعقوب

علیہ السلام کا دیدار نصیب فرما اور مجھے دکھا کر ان کی آنکھیں ٹھنڈی فرما۔ میرے بھائیوں کے لئے

مجھے ملنے کا راستہ آسان فرما۔ بے شک تو دعا کو سننے والا، ہر شے پر قادر ہے۔

زینخا کو حضرت یوسف علیہ السلام نے خلوت خانہ میں بھیجا تو زنانِ مصر زینخا کے لئے بہترین پوشاکیں اور زیورات لائیں اور بی بی کو سنگارا۔ جب رات ہوئی اور حضرت یوسف علیہ السلام زینخا کے پاس تشریف لائے تو یوسف علیہ السلام نے فرمایا: کیا یہ اس چیز سے بہتر نہیں ہے جس کا تو ارادہ رکھتی تھی۔ اس نے کہا: اے میرے پیارے! مجھے ملامت نہ کیجئے۔ دراصل میں ایک خوبصورت نعمتوں میں پئی عورت تھی، میرا شوہر نامرد تھا، عورت کے پاس جانے کی صلاحیت نہ رکھتا تھا۔ ادھر آپ تھے کہ اللہ نے آپ کو بے مثل حسن و جمال عطا فرمایا۔ اس وجہ سے مجھ پر میری نفسانی خواہش غالب آگئی۔

شکیمبائی نبود از تو حد من بکش دامن عفوی از بد من
ز جرمی کز کمال عشق خیزد کجا معشوق با عاشق ستیزد

ترجمہ: تیرے بغیر میری ہمت کو صبر نہ تھا اب میری برائی کے لئے معافی کا دامن کشادہ فرمائیے۔

جس جرم سے عشق کا کمال اٹھے اس کی وجہ سے کب معشوق عاشق سے لڑتے ہیں۔
یوسف علیہ السلام جب زینخا کے ہاں پہلی شب کو تشریف لائے تو زینخا کو کنواری پایا۔
زینخا کی بکارت یوسف علیہ السلام کے لئے باقی رکھی گئی تھی۔

کلید حق از یاقوت تر ساخت کشادش قفل دروی گوہر انداخت

ترجمہ: جوہر رکھنے والے ڈبہ کی چابی یاقوت کے ساتھ آبدار کی، جس سے تالا کھولا اور اس میں موتی رکھا۔

حضرت یوسف علیہ السلام کے دو صاحبزادے پیدا ہوئے، افرانیم، میشا۔ وہ حسن و

خوبصورتی میں سورج اور چاند کی طرح تھے۔ اللہ پاک نے ان کے حسن کا تذکرہ ساتوں آسمانوں کے فرشتوں کے سامنے فخر کے طور پر فرمایا۔

حضرت یوسف علیہ السلام کو زلیخا سے شدید محبت ہو گئی اور زلیخا کو جو محبت اور عشق پہلے ان کے ساتھ تھا وہ اب ان کی طرف منتقل ہو گیا یہاں تک کہ آپ کو اس کے بغیر قرار نہ آتا۔

چو صدقش بود بیرون از نہایت
در آخر کرد بر یوسف سرایت

ترجمہ: چونکہ اس کا صدق حد سے باہر تھا اس لئے اس نے یوسف علیہ السلام پر اپنا اثر دکھایا۔

اللہ تعالیٰ نے زلیخا کے عشق مجازی کو عشق حقیقی کے ساتھ بدل دیا اور اس کا رجحان

اپنی طاعت و عبادت کی طرف کر دیا۔ ایک دن یوسف علیہ السلام نے اسے اپنی طرف مائل کرنا چاہا

تو وہ بھاگی۔ یوسف علیہ السلام اس کے پیچھے بھاگے اور اس کی قمیص پیچھے سے پھاڑ دی۔ اس پر اس

نے کہا کہ اگر اس سے پہلے میں نے آپ کی قمیص پھاڑی تھی تو اب آپ نے میری قمیص پھاڑ

ڈالی، یہ اس کا بدلہ ہے۔

دریں کار از تفاوت بی ہر اسیم
بہ پیرا ہن دری رأسا بر اسیم

چوں یوسف روی او در بندگی دید
وز ان نیت دلش را زندگی دید

بنام او ز زر کا شانہء ساخت
نہ کا شانہ عبادت خانہء ساخت

ترجمہ: اس کام میں اب ہمارے درمیان کوئی فرق نہیں رہا (تفاوت سے بے خوف ہو گئے

ہیں) قمیص پھاڑنے میں ہم دونوں برابر ہیں۔

جب یوسف علیہ السلام نے اس کو بندگی میں مشغول دیکھا اور اس نیت کے ساتھ اس

کے دل کو زندہ دیکھا۔

تو اس کے نام کا ایک سنہری مکان بنایا۔ وہ کا شانہ نہ تھا عبادت خانہ تھا۔

اس مکان میں جو اس کے لئے بنایا، ایک جواہر سے مرصع پلنگ رکھا، زینخا کا ہاتھ پکڑ کر اس پر بٹھایا اور کہا:

درو بنشین پی شکر خدای	کز وداری بہر موی عطای
توانگر ساخت بعد از فقیری	جوانی داد بعد از ضعف پیری
چشم نور رفتہ نور دات	وزاں برود در رحمت کشادت
پس از عمری کہ زہر غم چشاندت	ہتریاک و سال من رساندت
زینخا ہم بتوفیق الہی	نشستہ بر سریر پادشاهی
دراں خلوت سرامی بود خرسند	بوسل یوسف و فضل خداوند

ترجمہ: اس میں بیٹھ۔ اللہ کا شکر ادا کرنے کے لئے، کیونکہ تو اس کی طرف سے ہر بال کے ساتھ ایک عطار کھتی ہے۔

اس نے فقیری کے بعد تجھے تو نگر بنایا، ضعفی کے بعد تجھے جوانی بخشی۔

آنکھ کا گیا ہوا نور واپس لوٹایا اس کے بعد تجھے پر رحمت کا دروازہ کھولا۔

بڑی مدت کے بعد تجھے ان غموں کے بدلے جن کا مزہ تجھے چکھایا، میرے وصال کا

تریاق عطا فرمایا۔

زینخا بھی بتوفیق الہی تخت شاهی پر بیٹھی۔

اس خلوت سرامی یوسف علیہ السلام کے وصال اور اللہ کے فضل پر خوش تھی۔

یوسف: ۵۵۔ قال اجعلنی علی خزائن الارض

فوت شدگان کی روئیں گھروں کو آتی ہیں۔

حدیث میں ہے اے میرے صحابہ اپنے مُردوں کو جو قبروں میں ہیں، نہ بھولو خاص طور پر رمضان میں۔ کیونکہ ان کی روئیں اپنے گھروں کو آتی ہیں اور ان میں سے ہر مرد اور عورت ایک ہزار مرتبہ پکارتا ہے کہ درہم، روٹی، روٹی کے ٹکڑے، دعا، ایک آیت کی تلاوت یا کپڑے کے ساتھ ہم پر مہربانی کرو، اللہ تمہیں جنت کا لباس پہنائے۔ کذا فی ربيع الابرار الرعد: ۲۲۔ و انفقوا سرا و علانية

عمرالسنفی کانکیرین کو منظوم جواب۔

روایت کیا گیا ہے کہ ایک شخص نے عمرالسنفی کو ان کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا اور منکر نکیر کے سوال کے بارے میں پوچھا۔ آپ نے جواب دیا: اللہ نے میری روح لوٹادی۔ فرشتوں نے مجھ سے سوال کئے۔ میں نے انہیں کہا: جواب لظم میں دوں یا نثر میں؟ انہوں نے کہا: لظم میں۔ تو میں نے کہا:

رَبِّيَ اللَّهُ لَا إِلَهَ سِوَاهُ وَ نَبِيِّي مُحَمَّدٌ مُصْطَفَاهُ
دِينِي الْإِسْلَامُ وَ فِعْلِي ذَمِيمٌ أَسْأَلُ اللَّهَ عَفْوَهُ وَ عَطَاهُ

ترجمہ: میرا رب اللہ ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور میرا نبی محمد ہے جو اس کا برگزیدہ ہے۔ میرا دین اسلام ہے، میرے عمل قابل مذمت ہیں۔ میں اللہ سے اس کی معافی اور عطا کا سوال کرتا ہوں۔

وہ آدمی خواب سے جاگا تو دونوں شعرا سے یاد تھے۔

ابراہیم ۱: ۱۴۔ کتاب انزلناہ البک

کتے بچھو اور پسو سے حفاظت کا نسخہ۔

بعض عارف لوگوں کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کتے سے یہ وعدہ لیا کہ اگر ”وَ كَلْبُهُمْ
بِاسِطٍ ذِرَاعِيهِ بِالْوَصِيدِ“ کی تلاوت کی جائے تو وہ پڑھنے والے کو ایذا نہ پہنچائے گا۔
بچھو سے یہ عہد لیا کہ اگر ”سَلَامٌ عَلٰى نُوْحٍ فِى الْعَالَمِيْنَ“ پڑھی جائے تو ایذا نہ
پہنچائے۔ مچھر وغیرہ سے یہ عہد لیا گیا کہ اگر ”وَمَا لَنَا اَنْ لَا نَتَوَكَّلَ عَلَى اللّٰهِ“ کی
تلاوت کی جائے تو ایذا نہ پہنچائے۔ تو جو آدمی مچھر، پسو وغیرہ کے شر سے نجات حاصل کرنا
چاہتا ہو اسے چاہیے کہ پانی لے اس پر یہ آیت سات بار پڑھے اور پھر سات بار کہے کہ اے
پسو! اگر تم ایمان رکھتے ہو تو ہم سے اپنے شر کو روک لو اور اس پانی کو اپنی جگہ کے گرد چھڑک
دے۔

غنیمت شمارند مردان دعا کہ بوشن بود پیش تیر بلا

ترجمہ: مردان خدا دعا کو غنیمت شمار کرتے ہیں کیونکہ یہ مصیبتوں کے تیروں کے سامنے
ڈھال کا کام دیتی ہیں۔

ابراہیم ۱۴: ۱۲۔ ولنصبرن علی ما آذینمونا

نماز وتر کی ابتداء

جب آپ ﷺ نے بیت المقدس میں انبیاء کرام کی امامت فرمائی تو حضرت

موسیٰ علیہ السلام نے آپ سے کہا کہ سدرۃ المنتہی کے پاس ان کے لئے ایک رکعت پڑھیں۔

اللہ کا فرمان ہے:

﴿..... فَلَا تَكُنْ فِى مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَائِهِ.....﴾ (السجدہ ۳۲: ۲۳)

marfat.com

Marfat.com

ترجمہ: اور تو ان سے ملاقات کے بارے میں شک نہ پڑ۔

یہاں شب معراج حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات مراد ہے۔ جب آپ نے ایک رکعت پڑھی تو اس کے ساتھ ایک اور رکعت اپنے لئے ملا لی۔ جب دو پڑھ چکے تو اللہ نے وحی فرمائی کہ ایک رکعت اور پڑھیں۔ اس لئے یہ نماز مغرب کی طرح وتر ہو گئی۔

ابراہیم --- ص ۱۲۴

ذکر بالجبر ہر زمانہ میں صوفیاء کا معمول رہا۔

[تعارف: مثنوی مولانا روم میں ہے

چہ بود آں بانگ غول اے نیک خو مال خواہم جاہ خواہم آبرو
از درون خویش ایں آواز ہا منع کن تا کشف گردد راز ہا

ترجمہ: اے نیک خصلت اس چھلاوے کی آواز کیا ہے؟ مال چاہتا ہوں، مرتبہ چاہتا ہوں
آبرو چاہتا ہوں۔

اپنے اندر سے ان آوازوں کو ختم کر دے تاکہ تجھ پر یہ راز کھلیں۔

اس کے بعد صاحب تفسیر نے اگلا شعر لکھا اور اس کی وضاحت کی ریاضاً

ذکر حق کن بانگ غول را بسوز چشم چوں ز گس ازیں کر گس بدوز

حق کا ذکر کر اور چھلاوے کی آواز کو پھونک دے۔ ز گس جیسے آنکھ اس گدھ سے بند
کر لے۔

اس میں خبیث اور فسادی شیاطین کی طرف اشارہ ہے بلکہ تشبیہ کے طور پر ہر حق کے رستے کو
تلاش کرنے والے کو گمراہ کرنے والے کی طرف اشارہ ہے۔

ذکر کا فائدہ یہ ہے کہ شیطان کے وساوس کو دفع کرتا ہے۔ کیونکہ جب اللہ کا ذکر کیا

جائے تو شیطان پیچھے ہٹ جاتا ہے۔ اور شاید مراد یہ ہے (وَاللّٰهُ اَعْلَمُ) کہ جنوں کا بنی آدم کی طرح دماغ نہیں ہوتا۔ اس لئے وہ بہت سخت آواز کو سننے کی طاقت نہیں رکھتے۔ جب ذکر کر کے ساتھ اپنی آواز بلند کرتا ہے تو وہ اپنے آپ سے شیطان کو دور کر دیتا ہے۔ ذکر کے نور سے اسے جلا دیتا ہے اور اپنی سخت آواز اور اپنے نفس کی موثر چنگاری سے اس کی عقل کو فاسد کر دیتا ہے۔

الحجر ۱۸ فانبعہ شہاب مبین

جلد پنجم

بایزید کا خادم ہوں۔

شیخ بہاؤ الدین سے روایت ہے کہ الشیخ بایزید البسطامی قُدس سرُّہ کا ایک خادم مغرب کا رہنے والا تھا۔ اس کے پاس منکر نکیر کے سوال کی بات چل نکلی۔ اس نے کہا قسم بخدا اگر انہوں نے مجھ سے سوال کیا تو میں خوب جواب دوں گا۔ لوگوں نے اسے کہا اس کا پتہ کیسے چلے گا؟ اس نے کہا میری قبر پر بیٹھ جانا اور سن لینا، جب مغربی کا انتقال ہوا تو وہ اس کی قبر پر بیٹھ گئے اور سوال و جواب سنے۔ انہوں نے اسے کہتے ہوئے سنا: مجھ سے سوال کرتے ہو حالانکہ میں وہ ہوں جو بایزید کی پوستین اپنے کندھوں پر اٹھاتا رہا۔ فرشتوں نے اسے چھوڑ دیا اور چلے گئے۔

النحل ۱۶: ۱۲۳۔ ان اتبع ملة ابراهيم

حضرت علی کی نماز کے لئے سورج کا پلٹنا۔

جہاں تک تعلق ہے سورج کے غروب ہونے کے بعد پلٹنے کا تو ایسا نبی ﷺ کے لئے غزوہ خیبر کے موقع پر ہوا۔ اسماء بنت عمیس رَضِيَ اللهُ عَنْهَا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ پر وحی کا نزول ہو رہا تھا اور اس وقت آپ ﷺ کا سر مبارک حضرت علی کی گود میں تھا۔ آپ ﷺ نے سر مبارک نہیں ہٹایا حتیٰ کہ سورج غروب ہو گیا۔ حضرت علی نے ابھی عصر کی نماز نہیں پڑھی تھی۔ آپ ﷺ نے ان سے پوچھا کیا تو نے عصر کی نماز پڑھ لی ہے؟ عرض کیا نہیں۔ آپ ﷺ نے کہا: اے اللہ! یہ تیری اور تیرے رسول کی اطاعت میں تھا۔ اس کے لئے سورج کو لوٹا دے۔ اسماء فرماتی ہیں کہ میں نے دیکھا سورج غروب ہو جانے کے بعد دوبارہ طلوع کر آیا

یہ نبوت کی علامات میں سے بہت بڑی علامت ہے۔ اسے خوب یاد رکھنا چاہئے۔

الاسراء ۱۷:۱۔ سبحان الذی اسرى بعبدہ

ملائکہ کی امامت فرمائی

تفسیر التیسیر میں ہے: رسول اللہ ﷺ نے آسمان کے فرشتوں کی وتر نماز میں امامت فرمائی۔ اس طرح آپ بیت المقدس میں انبیاء کرام کے امام بنے اور سدرۃ المنتہی کے پاس ملائکہ کے۔ اس سے آپ کی فضیلت زمین و آسمان والوں پر ظاہر ہو گئی۔

الاسراء ۱۷:۱۔ سبحان الذی اسرى بعبدہ

قبر کے پاس قرآن پڑھنا۔

فتح القریب الحیب میں ہے: جب جمادات کی تسبیح سے برکت حاصل ہوتی ہے تو قرآن جو اشرف الازکار ہے وہ حصول برکت کا زیادہ حقدار ہے۔ خصوصاً جبکہ کسی نیک آدمی نے تلاوت کی ہو، اسی لئے علماء نے قبر کے پاس قرآن کی تلاوت کو مستحب قرار دیا ہے۔

الاسراء ۱۷:۴۴۔ ان من شئی الا یسبح بحمدہ

اہل قبور سے استعانت۔

جس طرح رسول اللہ ﷺ کی وجہ سے لوگوں کو عذاب سے امان ملی، جب تک آپ ﷺ اس دنیا میں تشریف فرما رہے۔ اسی طرح آپ کے جو کامل وارث ہیں (وہ بھی امان ہیں) ان کا اعتقاد اور ان کے طریقے کی اتباع اسی طرح ہے جیسے ایمان بالرسول اور آپ کی شریعت کی

اتباع۔ کیونکہ وہ آپ کا نائب اور خلیفہ ہوتا ہے۔ پس نیک لوگوں کے ساتھ مل کے رہنا ایسی چیز ہے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ عذاب اٹھالیتا ہے۔

کاشفی نے ”الرسالة العلیہ“ میں اور ابن الکمال نے ”الاربعین“ میں حدیث نقل کی ہے۔ ”جب تم اپنے امور میں پریشان ہو تو اہل قبور سے مدد طلب کرو“ یہاں اہل قبور سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے اضطراری موت سے قبل اختیاری موت کو گلے سے لگایا۔
حافظ نے کہا:

مدد از خاطر رنداں طلب ای دل ورنی

کار صعبت مبادا کہ خطای بکنیم

ترجمہ: اے دل! اہل اللہ سے مدد طلب کر ورنہ کام بہت مشکل ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم کوئی خطا کر بیٹھیں۔

الاسراء ۱۷: ۵۹۔ وما نرسل الايات الا تخويفا

انسان فرشتے سے افضل۔

بحرالعلوم میں ہے اس آیت ﴿ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَى كَثِيرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلًا ﴾

ترجمہ: اور ہم نے انہیں اپنی مخلوق میں سے اکثر پر فضیلت عطا فرمائی (میں اس بات پر دلالت ہے کہ بنی آدم کو بہت ساری مخلوق پر فضیلت عطا فرمائی گئی ہے۔ اور ان پر بہت کم کو فضیلت دی گئی۔ جنہیں فضیلت دی گئی وہ ان کے باپ آدم اور ان کی ماں حوا علیہما السلام ہیں، ان میں اصالت کی بنا پر ان سب لوگوں پر فضیلت ہے جو ان کی فرع (اولاد) ہیں۔ ملائکہ مقربین مراد نہیں ہیں جیسا کہ بخاری، ابوبکر الباقلائی اور بعض معتزلہ کا خیال ہے۔ اگر ان کی

بات مان لی جائے تو آیات میں تعارض ثابت ہوگا۔

اللہ ﷻ نے تمام فرشتوں کو آدم علیہ السلام کی تعظیم و تکریم کی خاطر سجدہ کرنے کا حکم دیا۔ حکمت کا تقاضا یہ ہے کہ ادنیٰ اعلیٰ کو سجدہ کرے، اس کا عکس نہیں۔ نیز فرمایا ﴿وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا﴾ اس سے ہر اہل زبان یہی سمجھتا ہے کہ اللہ پاک کا ارادہ آدم علیہ السلام کی فرشتوں پر فضیلت، ان کے علم کی زیادتی اور تعظیم و تکریم کا استحقاق بیان کرنا مقصود ہے۔

اور فرمایا: ﴿إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَىٰ آدَمَ وَ نُوحًا وَ آلَ إِبْرَاهِيمَ وَ آلَ عِمْرَانَ عَلَى

الْعَالَمِينَ﴾

ترجمہ: بے شک اللہ نے آدم و نوح و آلِ ابراہیم و آلِ عمران کو تمام جہان سے منتخب فرمایا۔ فرشتے بھی جملہ عالم میں شامل ہیں۔ پس یہ محال ہے کہ آیت اس چیز کے خلاف جو ہم ثابت کرنا چاہتے ہیں اس چیز پر دلالت کرے جو ان لوگوں کا خیال ہے کہ فرشتے انسان سے بہتر ہیں۔

ان لوگوں کے قول کے باطل ہونے پر دلالت کرنے والی باتوں میں نبی اکرم ﷺ کی وہ حدیث بھی ہے جس میں آپ نے فرمایا: بے شک اللہ نے مرسلین کو ملائکہ مقررین پر فضیلت عطا فرمائی ہے۔ جب میں ساتویں آسمان پر پہنچا تو میری ملاقات ایک نوری فرشتہ سے ہوئی جو ایک تخت پر بیٹھا ہوا تھا۔ میں نے اسے سلام کہا اور اس نے جواب دیا۔ اللہ نے اس کی طرف وحی فرمائی کہ میرے محبوب نبی نے تجھے سلام کہا اور تو اس کی تعظیم کے لئے نہیں اٹھا۔ مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم تو قیامت تک کے لئے کھڑا رہے گا، بیٹھنے کی اجازت نہیں ہے

الاسراء ۱۷: ۷۰۔ وفضلناهم علی کثیر ممن خلقنا

قیامت کے روز ماؤں کے ناموں سے پکارے جانے کی وجہ۔

[تعارف: قرآن پاک میں ہے ﴿يَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ﴾]

ترجمہ: اس دن ہم ہر ایک کو بلائیں گے ان کے امام کے ساتھ (بعض مفسرین نے فرمایا کہ اس آیت میں امام، ام کی جمع ہے جیسے خفاف خف کی جمع۔ اس صورت میں معنی یہ ہوگا کہ اس دن لوگوں کو ان کی ماؤں کے ناموں کے ساتھ پکارا جائے گا۔

اکثر مفسرین کی رائے یہ ہے یہاں امام سے مراد پیشوا، رہبر، رہنما اور لیڈر ہے۔ معنی یہ ہے کہ اس دن لوگوں کو ان کے لیڈروں کے ناموں کے ساتھ بلایا جائے گا۔

دونوں اقوال میں تطبیق کی ایک صورت یہ ہو سکتی ہے کہ جب لیڈروں کے ناموں کے ساتھ ان کے پیروکاروں کو بلایا جائے تو اس وقت ان کے نام لئے جائیں اور ناموں کے ساتھ ان کی ماؤں کے نام پکارے جائیں۔

زیر نظر عبارت میں اس بات پر بحث ہے کہ باپ کی نسبت سے نام لینے کی بجائے

ماں کا نام کیوں لیا جائے گا ریاضاً

ماؤں کے ناموں کے ساتھ پکارے جانے میں حکمت، عیسیٰ علیہ السلام کی جلالت اور

حسین کریمین کی بزرگی ظاہر کرنا ہے۔ کیونکہ دونوں شہزادوں کی ماں کی طرف نسبت رسول اللہ ﷺ کی طرف نسبت کا اظہار ہے جبکہ باپ کی طرف نسبت میں ایسا نہیں ہے۔

ایک اور وجہ ان لوگوں کی پردہ پوشی ہے جو اپنے باپوں کی جائز اولاد نہیں ہیں۔ اس

کی تائید سیدہ عائشہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی اس روایت سے ہوتی ہے کہ رسول اللہ

ﷺ نے فرمایا: اِنَّ اللّٰهَ يَدْعُو قِيَامَتِ كَرُوْنِ لُوْغُوْنِ كُوَانِ كِي مَآؤُوْنِ كِي نَامُوْنِ كِي سَآتِھِ، اِنِّیْ

بندوں کی پردہ پوشی کے لئے بلائے گا۔

حدیث ثقلین بھی اس کی تائید کرتی ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تمہارے بھائیوں میں سے کوئی فوت ہو جائے، تم اس پر مٹی ڈال چکو تو کسی ایک کو اس کی قبر کے سر ہانے کھڑا ہو کر کہنا چاہئے اے فلاں فلاں عورت کے بیٹے! (ماں کا نام لیا جانا چاہئے) وہ جواب دیتا ہے اللہ تجھے ہدایت عطا فرمائے، تیرے حال پر رحم فرمائے۔ فرمایا: لیکن تم اس کا شعور نہیں رکھتے۔ پھر اس آدمی کو کہنا چاہئے کہ یاد کر اس شہادت کو جس پر تو اس دنیا سے رخصت ہوا۔ ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ اور اَنْ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ“ اور یاد کر کہ تو اللہ کے رب ہونے، اسلام کے دین ہونے، محمد ﷺ کے نبی ہونے، قرآن کے امام ہونے اور کعبہ کے قبلہ ہونے پر راضی تھا۔ اس پر منکر نکیر ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑتے ہیں اور کہتے ہیں چلو اس آدمی کے پاس نہ ٹھہرو جسے اس کی حجت تلقین کر دی گئی ہے۔ یہ (تلقین) ان کے سوالات کی راہ میں حائل ہو جاتی ہے۔

ایک آدمی نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اگر اس کی ماں کے نام کا پتہ نہ ہو تو؟ فرمایا: پھر حوا کا نام لے لیا جائے۔ امام سخاوی نے اسے ”الْمَقَاصِدُ الْحَسَنَةُ“ میں ذکر کیا اور اس کی اسانید کو صحیح قرار دیا۔ اسی طرح امام قرطبی نے اپنے ”التذکرہ“ میں نقل کیا۔

اس سے دو چیزیں سمجھ میں آتی ہیں۔ تلقین کے وقت کھڑے ہونا اور یہ کہ آدمی کو اس کے نام کے ساتھ اور اس کی ماں کے نام کے ساتھ پکارا جائے گا باپ کے نام کے ساتھ نہیں۔

الاسراء ۱۷: ۷۰۔ یوم ندعوا کل اناس بامامهم

حبیب سے فرمایا: جوتے نہ اتاریئے۔

حبیب سے فرمایا گیا جوتوں سمیت عرش کی بساط پر آگے بڑھیئے تاکہ عرش آپ کے

قدموں کے جوتوں کے غبار سے شرف حاصل کرے۔ اور اے دونوں جہانوں کے سردار!

عرش کے نور کا فیض آپ تک پہنچے۔

طہ ۲۰: ۱۲۔ فاخلع نعلیک

اولیاء اللہ سے مدد۔

اللہ پاک نے فرمایا: ”هُوَ الَّذِي آيَدُكَ بِنَصْرِهِ وَ بِالْمُؤْمِنِينَ“ اللہ وہ ذات ہے جس نے آپ کی مدد فرمائی اپنی تائید کے ساتھ اور اہل ایمان کے ذریعے۔ اس میں اللہ کی مدد سے مراد آسمانی مدد اور مؤمنین کی مدد سے مراد زمینی مدد ہے۔ ان دونوں کے ذریعے مطلق امداد حاصل ہوتی ہے۔ کاشفی نے ”الرسالة العلیہ“ میں اور ابن الکمال نے ”الاربعین“ میں حدیث نقل کی ہے۔ ”جب تم اپنے امور میں پریشان ہو تو اہل قبور سے مدد طلب کرو“ اہل قبور سے مراد روحانی لوگ ہیں وہ کثیف اجسام میں ہوں (یعنی ان ظاہری اجسام میں) یا لطیف اجسام میں (یعنی روح کوئی مثالی جسم اختیار کر لے۔ اس بات کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے

طہ ۳۶۔ قال قد اوتیت سؤلک یا موسیٰ

بِحَقِّ مُحَمَّدٍ ﷺ۔

حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جب آدم ﷺ نے اپنی خطا کا اعتراف کیا تو عرض کیا: میں بحق محمد سوال کرتا ہوں کہ مجھے بخش دے۔ اللہ نے فرمایا: اے آدم! تو نے محمد ﷺ کو کیسے پہچانا حالانکہ ابھی میں نے اسے پیدا نہیں کیا؟ عرض کیا: اس لئے جب تو نے مجھے اپنے ہاتھوں سے پیدا کیا، اور مجھ میں اپنی روح پھونکی، میں نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا، میں نے عرش کے پایوں پر لکھا دیکھا۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ تو میں نے سمجھ لیا کہ تو نے اپنے نام کے ساتھ ساری مخلوق سے زیادہ پیارے کا نام ہی ملایا ہے۔ اللہ نے ارشاد فرمایا: اے آدم! تو نے سچ کہا، وہ

میری مخلوق میں مجھے سب سے زیادہ پیارا ہے اور اگر محمد نہ ہوتا میں تجھے بھی پیدا نہ کرتا۔
 رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي دَلَالِيهِ.

سورة طه ۱۲۱ فعصى آدم ربه

نبی اکرم ﷺ کے جنازہ کی کیفیت۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ کا وقت رخصت قریب آیا تو ہم عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں جمع ہوئے۔ آپ نے ہماری طرف دیکھا، آپ کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور کہا: مرحبا، اللہ تمہیں زندہ رکھے، تمہارے حال پر رحم فرمائے۔ میں تمہیں اللہ کی ناراضی سے بچنے اور اس کی اطاعت کی وصیت کرتا ہوں۔ تم سے رخصت، سدرۃ المنتہی، جحۃ المأوی اور اللہ کی طرف کوچ کا وقت آن پہنچا۔

میرے اہل بیت میں سے مرد مجھے غسل دیں گے اگر چاہیں تو میرے انہی کپڑوں میں اور چاہیں تو حله یمانی میں مجھے کفن دیں گے۔ جب تم مجھے غسل دے چکو، کفن پہنا لو، مجھے میری چار پائی پر اسی گھر میں لحد کے کنارے رکھ دو تو سب تھوڑی دیر کے لئے باہر چلے جانا۔

سب سے پہلے میرے حبیب جبرائیل مجھ پر نماز پڑھیں گے، پھر میکائیل، پھر اسرافیل، پھر ملک الموت اپنے اپنے لشکروں کے ساتھ۔ پھر تم گروپوں کی صورت میں داخل ہونا اور جنازہ ادا کرنا۔ جب صحابہ نے آپ ﷺ کے فراق کا سنا تو دھاڑیں مار کر رونے لگے۔

انہوں نے کہا یا رسول اللہ! آپ ہمارے رب کا نور، ہماری محافل کی شمع، ہمارے امور کے سلطان ہیں۔ جب آپ تشریف لے جائیں گے تو ہم اپنے امور میں کس کی طرف رجوع کریں گے؟ فرمایا: میں تمہارے ہاں روشن دلیل یعنی ایک وسعت والے، واضح رستہ کو چھوڑ کر جا رہا ہوں جس کی رات دن کی طرح واضح ہے۔ اور میں تمہارے پاس دو واعظ چھوڑ کر جا رہا ہوں ایک خاموش دوسرا بولنے والا۔ بولنے والا واعظ قرآن سے اور خاموش واعظ موت۔ جب تمہارے لئے

کون کام مشقت ہو جائے تو قرآن اور سنت کی طرف رجوع کرنا اور جب دل سخت ہو جائے تو انہیں موت کے احوال کو یاد کر کے نرم کر لینا۔

الانبیاء ۲۱: ۱۰۔ لقد انزلنا الیکم کتابا

زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو ایک غیبی آواز نے بچا لیا۔

روایت ہے کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ ایک آدمی کے ہمراہ مکہ سے طائف کی طرف نکلے۔ آپ نہیں جانتے تھے کہ وہ منافق ہے۔ وہ ایک ویران جگہ میں داخل ہوئے اور سو گئے۔ منافق نے زید کے ہاتھ باندھ لئے اور انہیں قتل کرنے کا ارادہ کیا۔ زید نے پکارا: اے رحمن میری مدد فرما۔ منافق نے ایک کہنے والے کو سنا جو کہہ رہا تھا تیری بربادی اسے قتل نہ کر۔ منافق باہر نکلا مگر کوئی بھی نظر نہ آیا۔ دوبارہ پھر ایسا ہی ہوا۔ تیسری بار ایک سوار نے اسے قتل کر دیا اور زید کی رسیاں کھول دیں اور فرمایا: میں جبرائیل ہوں۔ میں ساتویں آسمان پر تھا جب تو نے اللہ کو پکارا، اور اللہ نے مجھے حکم فرمایا کہ میرے بندے کی مدد کو پہنچ۔

الانبیاء ۷۷ و نصرته من القوم الذین کذبوا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اصل کائنات ہیں۔

”عرانس البقلی“ میں ہے: اے سمجھدار! اللہ نے ہمیں خبر دی کہ نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم وہ

چیز ہے جسے اللہ نے سب سے پہلے پیدا کیا۔ پھر عرش سے لے کر ٹری تک ہر چیز اس کے نور کے جزء سے پیدا کی۔ آپ کا وجود شہود کی طرف مبعوث ہونا تمام موجودات کے لئے رحمت ہے کیونکہ ہر چیز آپ ہی سے ہے۔ پس آپ کا ہونا مخلوق کا ہونا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود مخلوق کے وجود کا سبب اور ساری مخلوق پر اللہ کی رحمت کا سبب ہے۔ پس آپ رحمت کا فیہ ہیں۔

اور جان لے کہ ساری مخلوق ایک صورت ہے جو قدرت کی فضا میں روح کے بغیر محمد

ﷺ کی تشریف آوری کے انتظار میں پڑی ہوئی تھی، جب آپ جہان میں تشریف لے آئے تو سارا جہان آپ کے وجود سے زندہ ہو گیا کیونکہ آپ ساری مخلوق کی روح ہیں۔

الانبیاء ۲۱: ۱۰۷۔ وما ارسلناك الا رحمة للعالمين

نور محمدی۔

جان لو کہ جب حق تعالیٰ کا ارادہ مخلوق کو پیدا کرنے کا ہوا تو اس نے حضرت احدیہ سے حقیقت احمدیہ کو ظاہر فرمایا اور اسے امکان کے میم سے ممتاز فرمایا اور رحمۃ للعالمین بنایا اور نوع انسان کو ان سے شرف بخشا۔ پھر اس سے ارواح کے چشمے پھوٹے۔ پھر عالم اجساد و اشباح (جملہ عالم) میں نمود ہوئی۔ جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: میں اللہ سے ہوں اور مومنین میرے نور کے فیض سے ہیں۔ پس آپ ہی کائنات کے مبادی کی اصلی غرض و غایت ہیں۔ جیسا کہ اللہ پاک نے فرمایا: لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاكَ۔ اے پیارے نبی اگر تجھے پیدا نہ کرنا ہوتا تو افلاک کو پیدا نہ کرتا۔

سرور اولاد بنی آدم اوست

علت غائبہ بر عالم اوست

رابطہ بود و نبود ہم

واسطہ فیض و جود ہی ہم

الانبیاء ۲۱: ۱۰۷۔ وما ارسلناك الا رحمة للعالمين

جلد ششم

منصور بن عمار کی چار دعائیں۔

یثرب میں ایک آدمی تھا اس نے اپنے دوستوں کی ایک جماعت کو اکھٹا کیا۔ اپنے ایک غلام کو چار درہم دیئے اور مہمانوں کے لئے کچھ پھل وغیرہ خریدنے کا کہا۔ وہ منصور بن عمار رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ کی مسجد کے دروازے کے پاس سے گزرا۔ اس وقت آپ کسی فقیر کے لئے سوال کر رہے تھے اور فرما رہے تھے کہ جو آدمی چار درہم دے گا میں اس کے لئے چار دعائیں کروں گا۔ غلام نے درہم آپ کے حوالے کر دیئے۔ منصور رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ نے پوچھا: تمہارے لئے کیا دعا کروں؟ اس نے کہا میرا ایک مالک ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس سے آزادی مل جائے۔ آپ نے دعا کی۔ پوچھا اور؟ کہا: اللہ مجھے میرے درہم کا بہتر صلہ عطا فرمائے۔ آپ نے دعا کی۔ پوچھا اور؟ کہا: اللہ میرے مالک کو توبہ کی توفیق دے۔ آپ نے دعا کی اور پوچھا کوئی اور دعا؟ اس نے کہا کہ اللہ ہمیں میرے مالک کی، اس کے پاس جو لوگ ہیں ان کی اور آپ کی مغفرت فرمائے۔ آپ نے دعا فرمائی۔

غلام اپنے مالک کے پاس واپس لوٹا تو اس نے پوچھا اتنی دیر کیوں لگائی؟ اس نے سارا واقعہ بیان کر دیا۔ پوچھا انہوں نے کیا دعا کی؟ کہا: میں نے اپنے لئے آزادی مانگی۔ اس نے کہا: جا تو آزاد ہے۔ پھر پوچھا دوسری کونسی چیز؟ کہا: اللہ مجھے ان درہم کا بہتر صلہ عطا فرمائے۔ اس نے کہا: تجھے چار ہزار درہم دیتا ہوں۔ پوچھا تیسری چیز کیا تھی؟ اس نے کہا کہ اللہ آپ کو توبہ کی توفیق دے۔ اس نے کہا: میں نے توبہ کی۔ پھر پوچھا اور چوتھی شے؟ اس نے کہا کہ اللہ میری، آپ کی، مذکور (منصور) کی اور ان لوگوں کی مغفرت فرمائے جو آپ کے

پاس ہیں۔ اس نے کہا یہ ایک ایسی چیز ہے جو میرے اختیار میں نہیں ہے۔ جب وہ رات کو سویا تو اس نے دیکھا کہ کوئی اسے کہہ رہا تھا، جو تیرے اختیار میں تھا تو نے کیا۔ تیرا کیا خیال ہے جو میرے اختیار میں ہے وہ میں نہیں کروں گا؟ میں نے تیری، غلام کی، منصور کی اور حاضرین کی مغفرت فرمادی۔

الحج ۲۲:۲۴۔ وهدوا الی صراط الحمید

جھوٹی گواہی کی سزا۔

حضرت عمرؓ جھوٹی گواہی دینے والے کو چالیس کوڑے مارتے تھے اور اس کا منہ سیاہی کے ساتھ کالا کر کے بازاروں میں پھراتے تھے۔

الحج ۲۲:۳۰۔ واجتنبوا قول الزور

نبی کریم ﷺ کھانے کے محتاج نہ تھے۔

حضرت شیخ الزہیر بافادہ آفندی قدس سرہ نے فرمایا: آنحضرت ﷺ اپنے رب کے ہاں رات بسر کرتے وہ آپ کو اپنی متنوع تجلیات سے کھلاتا پلاتا۔ ظاہری طور پر آپ کا کھانا اپنی کمزور امت کے لئے تھا ورنہ آپ کھانے پینے کے محتاج نہ تھے۔ یہ جو روایت کیا گیا ہے کہ آپ ﷺ اپنے پیٹ پر پتھر باندھتے تھے یہ بھوک کی وجہ سے نہیں تھا بلکہ کمال لطافت کی بنا پر تھا تا کہ آپ ملکوت کی طرف پرواز نہ کر جائیں۔ بلکہ اسی جہان میں لوگوں کی ہدایت کے لئے جلوہ گر رہیں۔

المؤمنون ۲۳:۴۱۔ فجعلناہم غناء

سیدنا زین العابدینؑ کی مناجات۔

اصمعی کہتے ہیں: میں ایک چاندنی رات میں خانہ کعبہ کا طواف کر رہا تھا۔ میں نے ایک بڑی غمزہ آواز سنی۔ میں اس کے پیچھے گیا۔ کیا دیکھا کہ ایک خوبصورت نوجوان کعبہ کے پردوں کے ساتھ چمٹا کہہ رہا ہے:

آنکھیں سو گئیں۔ تارے جھرمٹ کر آئے۔ اور توجی و قوم بادشاہ ہے۔ دنیا کے بادشاہوں نے اپنے دروازے بند کر لئے اور ان پر پیرے دار کھڑے کر دیئے۔ تیرا دروازہ سانلوں کے لئے کھلا ہے۔ میں تیرے دروازے پر سائل بن کے کھڑا ہوں۔ ایک گنہگار فقیر مسکین اسیر آیا ہوں تیری رحمت کا منتظر بن کر اے سب سے بڑے رحم کرنے والے۔

پھر اس نے یہ شعر پڑھے:

يا مَنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ فِي الظُّلَمِ
يا كاشِفَ الضُّرِّ والبَلْوَى مع القَسَمِ
قد نامَ وفدى حول البيت واتَّهَّروا
وَ اِنَّ يا حَى يا قُيُومَ لَم تَم
أَدْعوكِ رَبِّى و مولائى و مستبِدِى
فأَرْحَمُ بُكَائى بِعَفْوِ البيتِ و الحَرَمِ
اِنَّ الفُؤُورَ لَجَدِّى مِنْكَ مَغْفِرَةٌ
او اَعْفُ عَنِّى يا ذا الجُودِ و النِّعَمِ
اِنْ كانَ عَفْوُكَ لا يَرْجُوهُ ذُو جَرَمِ
لَمَنْ يَجُودُ على الفاسِقينَ بِالْحَرَمِ

ترجمہ: اے وہ جو ظلم میں گھرے ہوئے مجبور لوگوں کی دعاؤں کو سنتا ہے۔ اے تکلیف و

مصیبت کو خیر کے ایک حصے کے ساتھ دور کرنے والے۔

میرے تمام ساتھی گھر کے ارد گرد سوئے اور جاگے لیکن تو اے حی و قیوم کبھی نہیں سوتا

میں تجھے پکار رہا ہوں! اے میرے رب میرے مولا اور میرے سہارے۔ میرے

رونے پر رحم فرما اس گھر اور حرم کے حق کے وسیلہ سے۔

تو مغفرت کرنے والا ہے پس اپنی جناب سے مجھے مغفرت عطا فرمایا۔ مجھے معاف

فرمادے اے جو دو نعم والے۔

اگر مجرم تیری بخشش کا امیدوار نہ ہو تو اپنے کرم کے ساتھ گنہگاروں پر فضل کون

کرے گا۔

پھر اس نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا اور وہ ندا کر رہا تھا: اے میرے الہ، اے

میرے سردار، میرے مولا اگر میں تیری اطاعت کروں تو یہ تیرا احسان ہے۔ اگر میں گناہ

کروں تو یہ میری جہالت کے سبب ہے۔ ایسی صورت میں تیرے لئے میرے خلاف حجت

ہے۔ اے اللہ! مجھ پر اپنے احسان کا اظہار کرتے ہوئے اور میرے پاس اپنی حجت کے

اثبات کے لئے میرے حال پر رحم فرما۔ میرے گناہوں کو بخش دے اور مجھے میرے جدا مجد جو

میری آنکھوں کی ٹھنڈک، تیرے حبیب، تیرے برگزیدہ، اور تیرے نبی محمد ﷺ ہیں، کی

زیارت سے محروم نہ فرما۔

پھر اس نے یہ اشعار پڑھے:

أَلَا أَيُّهَا الْمَأْمُورُ فِي كُلِّ شِدَّةٍ

إِلَيْكَ شَكْوَتُ الضَّرِّ فَارْحَمِ شَكَايَتِي

أَلَا يَا رَجَائِي أَنْتَ كَأَشْفِ كُرْبَتِي
 فَهَبْ لِي ذُنُوبِي كُلَّهَا وَأَقْضِ حَاجَتِي
 فَرَادِي قَلِيلٌ مَا أَرَاهُ مُبْلِغِي
 عَلَى الزَّادِ أَبِكِي أَمْ لِبَعْدِ مَسَافَتِي
 أَتَيْتُ بِأَعْمَالٍ قَبَاحٍ رَدِينَةَ
 وَمَا فِي الْوَرَى خَلْقٌ جَنَى كَجَنَائَتِي

ترجمہ اے وہ ذات جس سے ہر سختی میں امید کی جاتی ہے۔ تیری بارگاہ میں شکوہ پیش کرتا ہوں اپنی تکلیف کا میری شکایت پر رحم فرما۔

اے میری امید! تو ہی میری تکلیف کو رفع کرنے والا ہے۔ میرے سب گناہوں کو معاف فرما اور میری حاجت کو پورا فرما۔

میرا زادراہ قلیل ہے میں نہیں سمجھتا کہ اس کے ساتھ منزل تک پہنچ سکوں اب میں زادراہ کو روؤں یا سفر کی طویل مسافت کو۔

تیرے پاس گندے اور رومی عمل لے کے آیا ہوں۔ ساری مخلوق میں کوئی ایسا نہیں ہے جس نے مجھ جیسے گناہ کئے ہوں۔

وہ یہ ابیات بار بار دہرا رہا تھا حتیٰ کہ بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑا۔ میں قریب ہوا۔ کیا دیکھا کہ وہ زین العابدین علی بن الحسین بن علی بن ابی طالبؑ ہیں۔ میں نے ان کا سر اپنی جھولی میں رکھ لیا اور اس حالت پر ترس کھاتے ہوئے سخت رویا۔ میرا ایک آنسو آپ کے چہرے پر پڑا۔ آپ کو افاقہ ہوا اور آپ نے آنکھیں کھولیں اور فرمایا: یہ کون ہے جس نے مجھے اپنے گناہوں کے بارے میں عرض کیا میں اٹھتی ہوں۔ حضور! یہ رونا کیا ہے

اور یہ جزع کیسی؟ جبکہ آپ اہل بیت، نبوت و معدن رسالت ہیں۔ کیا اللہ ﷻ نے یہ نہیں فرمایا: اللہ ﷻ ارادہ فرماتا ہے کہ اے اہل بیت تم سے جس کو دور کر دے اور تمہیں اس طرح پاک کر دے جس طرح پاک کرنے کا حق ہے۔

آپ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور فرمایا: اے اصمعی! بہت دور کی بات ہے۔ بے شک اللہ ﷻ نے جنت ان لوگوں کے لئے تیار فرمائی جو اس کی اطاعت کرتے ہیں اگرچہ وہ حبشی غلام ہی کیوں نہ ہوں، اور دوزخ ان لوگوں کے لئے پیدا فرمائی ہے جو اس کے نافرمان ہوں اگرچہ وہ قریشی بادشاہ ہی کیوں نہ ہوں۔ تو نے اللہ ﷻ کا فرمان نہیں سنا کہ "جب صور پھونکا جائے گا تو ان کے درمیان کوئی نسب ہوگا اور نہ وہ ایک دوسرے کے بارے میں پوچھیں گے۔"

المؤمنون ۲۳: ۱۰۱۔ فلا انساب بینہم

مَثَلُ نُورٍ

[تعارف: سورۃ النور ۲۴ آیت نمبر ۳۵ میں ہے:

﴿اللَّهُ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ۗ مَثَلُ نُورِهِ كَمِشْكَاةٍ فِيهَا مِصْبَاحٌ ۗ الْمِصْبَاحُ فِي زُجَاجَةٍ ۗ الزُّجَاجَةُ كَأَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُوقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُبْرَكَةٍ زَيْتُونَةٍ لَا شَرْقِيَّةٍ وَلَا غَرْبِيَّةٍ ۗ يَكَادُ زَيْتُهَا يُضِيءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ۗ نُورٌ عَلَى نُورٍ ۗ﴾

ترجمہ: اللہ نور ہے آسمانوں اور زمین کا اس کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے ایک طاق کہ اس میں چراغ ہے۔ وہ چراغ ایک فانوس میں ہے۔ گویا ایک ستارہ ہے موتی سا چمکتا۔ روشن ہوتا ہے برکت والے پیڑزیتون سے جو نہ پورب (مشرق) کا ہے نہ پچھم (مغرب) کا۔ قریب ہے کہ اس کا تیل بھڑک اٹھے اگرچہ اسے آگ نہ چھونے۔ نور پونور ہے۔

اس آیت میں نور، مشکوٰۃ، مصباح، زجاجہ، زیتون سے کیا مراد ہے؟ نور علی نور کا معنی کیا ہے؟ اس سلسلہ میں مفسرین کی بہت سی آراء ہیں۔ ان میں سے ایک رائے مندرجہ ذیل ہے۔

ریاضاً

روح الارواح میں ہے کہ وہ نور حضرت محمد ﷺ کا نور ہے۔ مشکوٰۃ، حضرت آدم علیہ السلام، زجاجہ، نور علیہ السلام، زیتون، ابراہیم علیہ السلام، آپ نہ یہودی تھے جو غربی جانب کو قبلہ مانتے ہیں اور نہ نصرانی جو مشرق کو قبلہ مانتے ہیں اور مصباح حضرت رسالت مآب ﷺ ہیں۔

یا مشکوٰۃ ابراہیم، زجاجہ آپ کا صافی و مطہر دل، مصباح آپ کا علم کامل، اور درخت آپ کا خلق جو تمام خوبیوں کو سمیٹے ہوئے ہے، جس میں کسی طرف جھکاؤ ہو تو افراط نہیں اور کسی جانب تقصیر میں تفریط نہیں بلکہ اعتدال ہے۔ اور فرمایا گیا ہے کہ خَيْرُ الْأُمُورِ أَوْسَطُهَا، سب سے بہتر کام وہ ہے جس میں اعتدال ہو۔ سیدھا راستہ اسی کو کہتے ہیں۔

اور عین المعانی میں ہے کہ حبیب (محمد ﷺ) کا نور محبت، خلیل (ابراہیم علیہ السلام) کے نور خلت سے مل کر نور علی نور ہے۔

پدر نور پسر نور است مشہور از بجا فہم کن نور علی نور

ترجمہ: باپ بیٹا دونوں مشہور نور ہیں۔ یہاں سے ہی نور علی نور کا معنی سمجھ لیجئے۔

النور ۳۵ مثل نورہ

فکر آخرت۔ رابعہ العدویہ کا واقعہ۔

کہتے ہیں جب رابعہ العدویہ کے خاوند فوت ہوئے تو حسن بصری رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ اور ان کے ساتھیوں نے ان کے پاس حاضری کی اجازت چاہی۔ انہوں نے اجازت دے دی۔ ایک پردہ درمیان میں گرا دیا اور اس کے پیچھے بیٹھ گئیں۔ حسن اور ان کے ساتھیوں نے

ان سے کہا کہ آپ کے شوہر فوت ہو گئے اور شوہر کے بغیر تو چارہ نہیں ہے۔ آپ نے کہا ٹھیک ہے لیکن یہ بتاؤ کہ تم میں کون سب سے زیادہ علم والا ہے تاکہ میں اس سے نکاح کر لوں۔ انہوں نے کہا حسن بصری۔ فرمایا: اگر آپ مجھے چار سوالوں کے جواب دے دیں تو میں آپ کے ساتھ نکاح کر لوں گی۔ آپ نے کہا پوچھو، اگر اللہ نے توفیق دی تو جواب دے دوں گا۔

کہا: آپ کیا کہتے ہیں کہ اگر میں مر جاؤں اور دنیا سے رخصت ہو جاؤں تو میری موت ایمان پر ہوگی یا نہیں؟ آپ نے کہا یہ غیب ہے اسے اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ پھر پوچھا: آپ کیا کہتے ہیں کہ جب میں قبر میں رکھی جاؤں اور منکر نکیر مجھ سے سوال کریں تو میں جواب دے سکوں گی یا نہ؟ فرمایا: یہ بھی غیب ہے۔

پھر پوچھا: جب قیامت کے روز لوگوں کا حشر ہوگا اور نامہ ہائے اعمال اڑیں گے تو میرا نامہ عمل میرے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا یا بائیں میں؟ فرمایا: یہ بھی غیب ہے۔ پھر پوچھا: جب مخلوق میں یہ اعلان ہوگا کہ ایک فریق جنت میں اور ایک فریق دوزخ میں، تو میں کون سے فریق میں سے ہوں گی؟ کہا یہ بھی غیب ہے۔

رابعہ نے فرمایا: جسے ان چار باتوں کی فکر ہو وہ کس طرح شادی رچا سکتا ہے؟ پھر آپ نے پوچھا: اے حسن! اللہ نے کتنی عقل پیدا فرمائی ہے؟ کہا دس اجزاء، نو مردوں کے لئے اور ایک عورتوں کے لئے۔ پھر پوچھا: اے حسن! اللہ نے شہوت کتنی پیدا فرمائی ہے؟ فرمایا: دس اجزاء۔ نو عورتوں کے لئے اور ایک مردوں کے لئے۔

انہوں نے کہا: اے حسن! میں ایک جزء عقل کے ساتھ نو اجزاء شہوت پر قابو کی طاقت رکھتی ہوں اور تم ایک جزء شہوت پر نو اجزاء عقل کے ساتھ قابو کی طاقت نہیں رکھتے۔ حسن رحمۃ اللہ علیہ روپڑے اور ان کے پاس سے چلے گئے۔

[تبصرہ: اس حکایت کی بنا پر حسن بصری خمسۃ اللہ علیہ کے بارے میں کسی بد ظنی کا شکار نہیں ہونا چاہیے۔ آپ بلاشبہ ایک بہت بڑے عالم اور صالح انسان تھے۔ صوفیا، کے ہاں ان کا مقام بہت بلند ہے۔ ان لوگوں کی عادت یہ تھی کہ اپنے آپ کو بڑا ناقص تصور کرتے اور معمولی معمولی خطاؤں کو بہت بڑا خیال کرتے تھے۔ آپ کارو کر چل دینا اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ انہیں اپنی شہوت پر قابو نہ تھا۔ کسی کی نصیحت کو ٹھنڈے دل کے ساتھ سننے اور اسے قبول کرنے کی ایک دلیل ہے۔ ریاضاً

بنی اسرائیل کا زاہد۔ دو سو سال عبادت کی مگر شیطان کے فریب کا شکار ہو

گیا۔

کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے واقعہ بیان فرمایا کہ بنی اسرائیل میں ایک زاہد تھا دو سو سال عبادت کی اس آرزو میں تھا کہ کسی وقت شیطان کو دیکھے اور اسے بتائے کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ ان دو سو سالوں میں تیرا مجھ پر بس نہ چل سکا اور تو مجھے راد حق سے ہٹا نہ سکا۔ آخر ایک دن ابلیس اس کے محراب سے اس کے سامنے ظاہر ہوا۔ اس نے اسے پہچان لیا اور کہا کہ اے ابلیس اس طرح کیوں آئے ہو؟ اس نے کہا دو سو سال سے کوشش کر رہا ہوں کہ تجھے گمراہ کر سکوں اور اپنے مقصد کے لئے تجھے استعمال کروں۔ لیکن میری مراد پوری نہ ہوئی۔ اب جبکہ تو نے مجھے دیکھنے کی خواہش کا اظہار کیا ہے تو مجھے دیکھنا تیرے کس کام آئے گا، ابھی تیری عمر کے دو سو سال اور باقی ہیں۔ اتنی بات کہی اور غائب ہو گیا۔

زاہد دو سو سے میں پڑ گیا۔ کہنے لگا: میری عمر کے دو سو سال ابھی باقی ہیں۔ میں نے

اپنے آپ کو قید کر رکھا ہے، ہر قسم کی لذتوں اور شہوتوں سے روکا ہوا ہے۔ مزید دو سو سال اسی

طرح گزاروں گا، یہ تو بڑا دشوار کام ہوگا۔ میری تدبیر یہ ہونی چاہیے کہ ایک سو سال دنیا میں عیش کی زندگی بسر کروں، لذت و شہوات سے حظ اٹھاؤں۔ پھر ان کاموں سے توبہ کر لوں اور اگلے سو سال عبادت میں بسر کروں، اللہ غفور رحیم ہے۔

اس دن وہ اپنے صومعہ سے باہر آیا اور شراب خانہ کی طرف بڑھا اور شراب اور باطل لذات میں منہمک ہو گیا اور یاروں کی صحبت اختیار کر لی۔ جب وہ اس کام میں لگ گیا تو اس کی عمر اخیر کو پہنچی ملک الموت آیا اور اسی فسق و فجور کی حالت میں اس کی روح قبض کر لی۔ وہ دو سو سال کی عبادت و طاعات برباد ہوئیں حکم ازلی پہنچا اور بد بختی دامن گیر ہو گئی۔ ہم اللہ کی بارگاہ میں بد بختی کے چھا جانے اور برے خاتمہ سے پناہ کا سوال کرتے ہیں۔

حافظ نے کہا:

در عمل تکیہ مکن زینکہ در ان روز ازل تو چہ دانی قلم صنع بنا مت چہ نوشت
ترجمہ: اپنے عمل پر تکیہ نہ کر اس لئے کہ تو نہیں جانتا کہ روز ازل تقدیریں لکھنے والے قلم نے تیرے نام کیا لکھا۔

سیدنا محمد ﷺ کا سایہ کیوں نہیں تھا۔

نیشاپوری فرماتے ہیں: آپ ﷺ نے نہیں لکھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ اگر آپ لکھتے اور چھوٹی انگلی کا حلقہ بناتے تو آپ کے قلم اور انگلی کا سایہ اللہ کے اسم مبارک اور اس کے ذکر پر پڑتا۔ جبکہ بات ایسی تھی تو اللہ نے فرمایا: بے شک اے میرے حبیب! تو نے یہ نہیں چاہا کہ تیرا قلم میرے نام کے اوپر ہو اور تو نے نہیں چاہا کہ قلم کا سایہ میرے نام پر پڑے تو میں لوگوں کو حکم دیتا ہوں کہ تیری تعظیم و تشریف کی خاطر وہ تیری آواز سے اپنی آواز اونچی نہ

کریں۔ اور اسی وجہ سے میں تیرا سایہ زمین پر نہیں پڑنے دوں گا تا کہ لوگوں کے قدم اس پر نہ پڑیں۔

بعض علماء نے فرمایا کہ آپ کا سایہ زمین پر نہیں پڑتا تھا اس لئے کہ آپ محض نور تھے اور نور کا سایہ نہیں ہوتا۔

العنكبوت ۴۸ ولا تخطه بيمينك

جلد ہفتم

بغداد کی ایک عاشقہ کا واقعہ۔

شیخ عطار، الہی نامہ میں فرماتے ہیں:

بغایت آتشی سوزندہ افتاد	مگر کیروز در بازار بغداد
وزان آتش قیامت شد بیدار	فغاں افتاد از مردم بیکبار
عصا در دست می آمد ز جایی	بزه بر پیرہ زالی مبتلائی
کہ افتاد آتش اندر خانہ تو	یکی گفتا مگر دیوانہ تو
کہ حق ہرگز نسوزد خانہ من	زنش گفتا توئی دیوانہ من
نہوداں زال راز آتش زیانی	باخرچوں بسوخت عالم جہانی
بگو کز چہ بداستی تو ایس راز	بدو گفتند ہاں ای زال دمساز
کہ یا خانہ بی بسوزد یادل من	چنیں گفت آنکھی زال فروتن
نخواہد سوخت آخر خانہ را	چو سوخت از غم دل دیوانہ را

ترجمہ: ایک دن بغداد کے بازار میں سب کچھ جلادینے والی آگ بھڑک اٹھی۔

لوگوں نے شور مچانا شروع کر دیا کہ اس آگ کی وجہ سے قیامت پنا ہوگئی ہے۔

لاٹھی پکڑے ہوئے سفید بالوں والی ایک بوڑھی عورت اطمینان سے اپنے گھر سے نکلی۔

کسی نے کہا کہ تو دیوانی ہے کہ تیرے گھر کے اندر آگ بھڑک اٹھی (اور تو اطمینان

سے باہر آرہی ہے)

اس عورت نے کہا کہ تو ہی دیوانہ ہے اس لئے کہ اللہ میرے گھر کو کبھی بھی نہیں
جلائے گا۔

آخر جب آگ نے سب کچھ جلا ڈالا تو اس بڑھیا کے گھر کو کوئی نقصان نہیں پہنچا تھا
لوگوں نے اسے کہا کہ اے پیاری بڑھیا بتا کہ یہ راز تجھے کہاں سے ملا؟
اس وقت اس عاجزی کرنے والی بڑھیا نے کہا کہ یا اسے میرا گھر جلانا تھا یا دل۔
جب اس نے میرے دیوانے مول کو جلا رکھا ہے تو کاہے کو وہ میرا گھر جلاتا۔

الروم ۵۷ لا ینفع الذین معذرتهم

ایام عید میں غنا والی احادیث متروکہ ہیں۔

وہ احادیث جو عید کے دنوں میں گانے کی رخصت پر دلالت کرتی ہیں متروکہ ہیں
اب ان پر عمل نہیں ہے اس لئے محتسب کے لئے ضروری ہے کہ وہ عید کے دن گانے بجانے
کے آلات جلا ڈالے۔

لقمان ۶ من یشتری لہو الحدیث

نبی ﷺ کا بھولنا امت کی تعلیم کیلئے تھا۔

نبی ﷺ کے بعض امور میں بھول جانے کی جو روایات ہیں وہ عام لوگوں کے اس
بھول جانے کی طرح نہیں جو طبیعت کی رعونت و غفلت کی وجہ سے ہوتا ہے۔ آپ اس سے
بہت بلند ہیں۔ بلکہ آپ کا بھولنا امت کے لئے رستے کی وضاحت ہے تاکہ وہ ایسی صورت
میں آپ ﷺ کی اقتداء کر سکیں۔ جیسے رکعتوں کی تعداد میں آپ بھولے۔ آپ ﷺ نے ظہر
کی دو رکعتیں پڑھائیں اور سلام پھیر دیا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ! آپ نے دو
رکعتیں پڑھیں۔ آپ کھڑے ہوئے اور دو رکعتیں اور پڑھیں۔

بعض اوقات آپ ﷺ کا بھول جانا (اللہ کی یاد میں) استغراق و انجذاب کی بنا پر ہوتا تھا۔ اسی لئے آپ فرماتے: **كَلِمَتِي يَا حُمَيْرَآءَ**۔

الاحزاب ۵۱ ویرسین بما انتہن

بوقت اذان انگوٹھے چومنے کا ثبوت۔

جن مواقع پر صلوات و تسلیمات پڑھنا چاہئے ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب حضور

ﷺ کا اسم گرامی اذان میں سنا جائے تو درود شریف پڑھے۔

قہستانی نے شرح کبیر میں کنز العباد سے نقل کر کے لکھا کہ مستحب یہ ہے کہ شہادتین

(أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ) میں سے پہلی شہادت کو

سن کر کہے: **صَلَّى اللَّهُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ**۔ اور دوسری شہادت سن کر کہے: **قُرْءَةُ غَيْبِي**

بِك يَا رَسُولَ اللَّهِ۔ اس کے بعد دونوں انگوٹھوں کے ناخن آنکھوں پر رکھے اور کہے: **اللَّهُمَّ**

مَتَّعْنِي بِالسَّمْعِ وَالْبَصْرِ۔ تو قیامت میں حضور ﷺ اسے بہشت میں ساتھ لے جائیں

گے۔

بعض علماء نے فرمایا کہ انگوٹھے کی پشت آنکھ پر مل کر یہ دعا پڑھی جائے۔ **اللَّهُمَّ**

مَتَّعْنِي بِالسَّمْعِ وَالْبَصْرِ۔

صلوات نبی میں ہے کہ انگوٹھوں کو آنکھوں پر رکھنا چاہیے نہ یہ کہ کھینچا جائے۔ محیط

میں ہے کہ حضور ﷺ اشرف الائن اور مسجد کے ستون کے پاس بیٹھ گئے حضرت ابو بکر

رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیٹھے تھے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ انگوٹھے اور اذان پڑھنا شروع کیا۔ جب کہا

أَشْهَدُ أَنْ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ تُو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے دونوں انگوٹھوں کے ناخن دونوں

آنکھوں پر رکھ کر کہا: **قُرْءَةُ غَيْبِي بِك يَا رَسُولَ اللَّهِ**۔ جب حضرت بلال رضی اللہ عنہ اذان سے

فارغ ہوئے تو حضور ﷺ نے فرمایا: اے ابو بکر جو کوئی اس طرح کرے گا جس طرح تو نے کیا تو اللہ تعالیٰ اس کے نئے اور پرانے تمام گناہ بخش دے گا وہ عمار کئے ہوں یا خطا۔

حضرت شیخ امام ابو طالب محمد بن علی المکی رَفَعَ اللّٰهُ دَرَجَاتِهِ نے ”قوت القلوب“ میں ابن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت لکھی ہے۔ پاک پیغمبر ﷺ دسویں محرم کے دن مسجد میں تشریف لائے وہ جمعہ کا دن تھا۔ جمعہ کی نماز کے بعد ستون سے ٹیک لگا کر بیٹھے تھے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنی انگلیوں کے سامنے حصہ سے آنکھوں کا مسح کیا اور کہا: قُرْءَةُ عَيْنِي بِكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ. جب حضرت بلال رضی اللہ عنہ اذان سے فارغ ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ابو بکر! جو کوئی میری ملاقات کے شوق میں کہے جس طرح آپ نے کہا اور کرے جو کچھ آپ نے کیا تو اللہ ﷻ اس کے نئے، پرانے، عمدہ، انھما اور ظاہری و باطنی تمام گناہ بخش دے گا اور میں بھی اس کی شفاعت کروں گا (مضمورات میں اسی طرح منقول ہے)

قصص الانبياء اور دوسری کتابوں میں ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام جنت میں تھے تو آپ محمد ﷺ کی ملاقات کے مشتاق ہوئے۔ اللہ ﷻ نے وحی فرمائی کہ وہ تمہاری صلب میں ہیں اور آخری زمانہ میں ظاہر ہونگے۔ آپ نے جنت ہی میں ملاقات کا سوال کیا۔ اللہ پاک نے وحی فرمائی اور اس نور محمدی کو آپ کی دائیں ہاتھ کی شہادت کی انگلی میں کر دیا۔ اس نور نے تسبیح بیان کی اس لئے اس انگلی کو مُسَبِّحَہ کہتے ہیں۔ (كَذٰلِكَ فِي رُؤُوسِ الْفٰئِقِ)

یا اللہ پاک نے اپنے حبیب کا جمال ان کے انگوٹھوں کے ناخنوں کی صفائی میں شیشے کی طرح کر دیا۔ آدم علیہ السلام نے اپنے انگوٹھوں کے ناخن چوم لئے اور یہ آپ کی اولاد کے لئے اصل بن گئی۔ جب جبرائیل علیہ السلام نے نبی ﷺ کو یہ بات بتائی تو آپ نے فرمایا: جس نے اذان میں میرا نام سنا اور اپنے انگوٹھوں کے ناخنوں کو چوم لیا اور اپنی آنکھوں پر لگایا وہ کبھی اندھا

نہیں ہوگا۔

امام سخاوی نے ”الْمَقَاصِدُ الْحَسَنَةُ“ میں فرمایا کہ یہ حدیث مرفوع حدیث نہیں ہے۔ مرفوع حدیث وہ ہوتی ہے جو کوئی صحابی رسول اللہ ﷺ سے کوئی بات بیان کرے۔ شرح یمانی میں ہے انگوٹھوں کا چومنا اور انہیں آنکھوں پر لگانا مکروہ ہے کیونکہ اس بارے میں کوئی حدیث نہیں ہے۔ جو بیان کیا جاتا ہے وہ صحیح نہیں ہے۔

فقیر (صاحب روح البیان) کہتا ہے کہ علماء نے عمل کے بارے میں کسی بھی حدیث سے دلیل پکڑنے کو جائز قرار دیا ہے۔ اس حدیث کا غیر مرفوع ہونا اس کے مضمون پر عمل کے ترک کو مستلزم نہیں ہے۔ قہستانی نے اس کے مستحب ہونے کا جو قول کیا ہے اس میں وہ درست ہے۔ ہمارے لئے امام الہکی نے اپنی کتاب میں جو لکھا وہ کافی ہے۔ وہ ایسی شخصیت ہیں جن کے وفور علم، کثرت حفظ، اور قوت حال کی گواہی شیخ سہروردی نے عوارف المعارف میں دی ہے۔ اور جو کچھ انہوں نے قوت القلوب میں لکھا اس سب کو قبول کیا ہے۔ اللہ ہی کے لئے ہے خوبی ارباب حال کی حق کے بیان میں اور جدال کے چھوڑ دینے میں۔

الاحزاب ۵۶ صلوا علیہ و سلموا۔۔ الآیہ

نیز جلد ہشتم حم السجدہ ۳۳ ممن دعا الی اللہ

درود شریف پڑھنے کے آداب۔

درود شریف پڑھنے کے آداب میں ہے کہ درود پاک با وضو ہو کر پڑھا جائے۔

سلطان محمود کی حکایت (سورت الاحزاب آیت نمبر ۴۰) مَا كَانَ مُحَمَّدٌ ابَا أَحَدٍ كِي تَفْسِيرِ
میں گزر چکی۔

☆ درود شریف پڑھتے وقت آواز بلند کرے۔

بعض روایات میں ہے کہ درود شریف پڑھتے ہوئے اپنی آواز کو بلند کرو کیونکہ اس وقت آواز بلند کرنا دلوں کے شیشوں سے بدبختی کا غبار اور نفاق کا زنگ دور کرنے میں صیقل کا کام کرتا ہے۔

نام تو صیقلست کہ دلہائے تیرہ را روشن کند چوں آئینہائے سکندری
ترجمہ: تیرا نام وہ صیقل ہے جو تاریک دلوں کو آئینہ سکندری کی طرح روشن بنا دیتا ہے۔

☆ مراقبہ کی کیفیت میں ہو،

مراقبہ غفلت کو دور کرنے اور دل کو حاضر کرنے کا نام ہے۔

☆ نیت درست ہونی چاہئے۔

نیت کی درستی یہ ہے کہ درود شریف اللہ کے حکم کی ادائیگی اس کی رضا کے حصول اور رسول ﷺ کی شفاعت کے حصول کے لئے ہو۔

☆ یہ کہ ظاہر و باطن میں یکسانیت ہو۔

اس لئے کہ زبانی ذکر دل کی فکر کا ترجمان ہوتا ہے اس لئے دونوں میں ہم آہنگی کا ہونا ضروری ہے۔ ورنہ صرف زبانی ذکر حضور قلب کے بغیر مفید نہیں ہے۔

الاحزاب ۵۶ و سلموا تسلیما

یا رسول اللہ کہہ کر درود پڑھنا۔

درود شریف پڑھنے کے مختلف صیغوں میں سے یہ صیغے بھی ہیں۔

الصلوة والسلام علیک یا رسول اللہ

الصلوة والسلام علیک یا حبیب اللہ

الصلوة والسلام علیک یا خلیل اللہ

- الصلوة والسلام عليك يا صفى الله
الصلوة والسلام عليك يا نجى الله
الصلوة والسلام عليك يا خير خلق الله
الصلوة والسلام عليك يا من اختاره الله
الصلوة والسلام عليك يا من زينته الله.
الصلوة والسلام عليك يا من أرسله الله.
الصلوة والسلام عليك يا من شرفه الله.
الصلوة والسلام عليك يا من عظمه الله.
الصلوة والسلام عليك يا من كرمه الله.
الصلوة والسلام عليك يا سيد المرسلين.
الصلوة والسلام عليك يا إمام المتقين.
الصلوة والسلام عليك يا خاتم النبيين.
الصلوة والسلام عليك يا شفيع المذنبين.
الصلوة والسلام عليك يا رسول رب العالمين.
الصلوة والسلام عليك يا سيد الأولين.
الصلوة والسلام عليك يا سيد الآخرين.
الصلوة والسلام عليك يا قائد المرسلين.
الصلوة والسلام عليك يا شفيع الأمة.
الصلوة والسلام عليك يا عظيم الهمة.

الصلوة والسلام عليك يا حامل لواء الحمد.

الصلوة والسلام عليك يا صاحب المقام المحمود

الصلوة والسلام عليك يا ساقى الخوض المورود

الصلوة والسلام عليك يا أكثر الناس تبعاً يوم القيامة

الصلوة والسلام عليك ياسيد ولد آدم.

الصلوة والسلام عليك يا اكرم الأولين والآخرين.

الصلوة والسلام عليك يا بشير.

الصلوة والسلام عليك يا نذير.

الصلوة والسلام عليك يا داعي لله بإذنه والسراج المنير

الصلوة والسلام عليك يا نبي التوبة.

الصلوة والسلام عليك يا نبي الرحمه.

الصلوة والسلام عليك يا مقفى.

الصلوة والسلام عليك يا عاقب.

الصلوة والسلام عليك يا حاشر.

الصلوة والسلام عليك يا مختار.

الصلوة والسلام عليك يا ماجى.

الصلوة والسلام عليك يا احمد.

الصلوة والسلام عليك يا محمد

صَلَوَاتُ اللَّهِ وَ مَلَائِكَتِهِ وَ رُسُلِهِ وَ حَمَلَةَ عَرْشِهِ وَ جَمِيعَ خَلْقِهِ

عَلَيْكَ وَعَلَىٰ آلِكَ وَ أَصْحَابِكَ وَ رَحْمَةُ اللَّهِ وَ بَرَكَاتُهُ

ترجمہ: درود و سلام ہو آپ پر اے اللہ کے رسول۔

درود و سلام ہو آپ پر اے اللہ کے حبیب۔

درود و سلام ہو آپ پر اے اللہ کے خلیل۔

درود و سلام ہو آپ پر اے اللہ کے صفی۔

درود و سلام ہو آپ پر اے اللہ کے نجی۔

درود و سلام ہو آپ پر اے اللہ کی سب مخلوق سے بہتر۔

درود و سلام ہو آپ پر اے جسے اللہ نے جن لیا۔

درود و سلام ہو آپ پر اے جسے اللہ نے زینت دی۔

درود و سلام ہو آپ پر اے جسے اللہ نے مخلوق کی طرف بھیجا۔

درود و سلام ہو آپ پر اے جسے اللہ نے شرف عطا فرمایا۔

درود و سلام ہو آپ پر اے جسے اللہ نے عظمت بخشی۔

درود و سلام ہو آپ پر اے جسے اللہ نے مکرم بنایا۔

درود و سلام ہو آپ پر اے اے سب رسولوں کے سردار۔

درود و سلام ہو آپ پر اے مقیمین کے امام۔

درود و سلام ہو آپ پر اے خاتم النبیین۔

درود و سلام ہو آپ پر اے گنہگاروں کی شفاعت فرمانے والے۔

درود و سلام ہو آپ پر اے رب العالمین کے رسول۔

درود و سلام ہو آپ پر اے اولین کے سردار۔

درود و سلام ہو آپ پر اے آخرین کے سردار۔

درود و سلام ہو آپ پر اے سب رسولوں کے قائد۔

درود و سلام ہو آپ پر اے امت کے شفیع۔

درود و سلام ہو آپ پر اے عظیم ہمت والے۔

درود و سلام ہو آپ پر اے لواء الحمد کے اٹھانے والے۔

درود و سلام ہو آپ پر اے مقام محمود پر فائز۔

درود و سلام ہو آپ پر اے اس حوض کے ساقی جس پر لوگ قیامت کے روز پانی کے لئے حاضر ہونگے۔

درود و سلام ہو آپ پر اے وہ ذات جس کے امتیوں کی تعداد سب سے زیادہ ہو گی۔

درود و سلام ہو آپ پر اے اولاد آدم کے سردار۔

درود و سلام ہو آپ پر اے اولین و آخرین میں سب سے زیادہ عزت والے۔

درود و سلام ہو آپ پر اے بشارت دینے والے۔

درود و سلام ہو آپ پر اے ڈر سنانے والے۔

درود و سلام ہو آپ پر اے اللہ کی اذن سے اس کی طرف بلانے والے اور روشن

چراغ۔

درود و سلام ہو آپ پر اے نبی التوبہ۔

درود و سلام ہو آپ پر اے نبی الرحمہ۔

درود و سلام ہو آپ پر اے معزز و محترم۔

درود و سلام ہو آپ پر اے سب سے بعد میں آنے والے۔

درود و سلام ہو آپ پر اے جس کے بعد حشر ہوگا۔

درود و سلام ہو آپ پر اے مختار۔

درود و سلام ہو آپ پر اے گناہوں کو معاف کروانے والے۔

درود و سلام ہو آپ پر اے احمد (بہت تعریف کرنے والا)

درود و سلام ہو آپ پر اے محمد (جس کی تعریف کی جائے)

اللہ کی طرف سے، اس کے فرشتوں کی طرف سے، اس کے رسولوں کی طرف

سے، عرش کو اٹھانے والے فرشتوں کی طرف سے، اور ساری مخلوق کی طرف سے آپ پر، آپ

کی آل پر اور اصحاب پر درود ہو، رحمت ہو اور برکت ہو۔

اس درود کو درود فتح کہتے ہیں۔ چالیس کلمے ہیں۔ بڑا مبارک درود پاک ہے۔ اور

علماء کے ہاں مشہور معروف۔ جس مراد کے لئے بھی پڑھا جائے وہ پوری ہو جاتی ہے۔ جو کوئی

چالیس صبح فرض نماز کی ادائیگی کے بعد یہ درود شریف پڑھے اس کے رکے ہوئے کام حل ہو

جاتے ہیں، دشمن پر کامیابی حاصل ہوتی ہے۔ اگر قید میں ہو تو اللہ تعالیٰ اسے رہائی عطا فرماتا

ہے۔ اس کی اور بھی بہت ساری خاصیتیں ہیں۔ حضرت عارف صدیقی امیر سید علی ہمدانی فاضل

سیرۃ نے ان میں سے بعض کو "أَوْزَادِ فَتْحِهِ" میں شامل فرمایا ہے۔ اس درود کے پڑھنے کی

شرط یہ ہے کہ پاک پیغمبر ﷺ کو حاضر سمجھے اور اپنے آپ کو ان کے سامنے کھڑا محسوس کر کے

ان سے خطاب کرے۔

الاحزاب ۵۶ صلوا علیہ و سلموا

سات سلام اور ان کی فضیلت۔

marfat.com

Marfat.com

درود پڑھنے کے مختلف طریقوں میں سے ایک یہ ہے کہ کہے:

السلام عليك يا امام الحرمين.

السلام عليك امام الخافقين.

السلام عليك يا رسول الثقلين.

السلام عليك يا سيد من في الكونين وشفيع من في الدارين

السلام عليك يا صاحب القبلتين.

السلام عليك يا نور المشرقين وضياء المغربين.

السلام عليك يا جد السبطين الحسين والحسين

عليك وعلی عترک و اُسرتک و اولادک و اُخفادک و

ازواجک و الفواجک و خلفائک و نُقبائک و نُجَبائک و اصحابک و

اُخزائک و اُتباعک و اُشیاعک

سلامُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِينَ اَلِي يَوْمِ الدِّينِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ

رَبِّ الْعَالَمِينَ.

درود و سلام ہو آپ پر اے امام الحرمین۔ (حرم مکہ اور حرم مدینہ کے امام)

درود و سلام ہو آپ پر اے امام الخافقین۔ (مشرق و مغرب کے امام)

درود و سلام ہو آپ پر اے ثقلین (جن و انس) کے رسول

درود و سلام ہو آپ پر اے ان سب مخلوقات کے سردار جو دو جہاں میں ہیں اور

دونوں جہانوں میں شفاعت فرمانے والے ہیں۔

درود و سلام ہو آپ پر اے دو قبلوں والے۔

درود و سلام ہو آپ پر اے مشرقین کے نور و مغربین کی ضیاء۔

درود و سلام ہو آپ پر اے سبطین، (حسن و حسین) کے جد امجد۔

آپ پر آپ کی عمرت، خاندان، اولاد، نواسے، ازواج، افواج، خلفاء، نقباء، نبیاء، اصحاب، احزاب، پیروکاروں ساتھیوں پر اللہ کا سلام اس کے فرشتوں کا اور سب لوگوں کا قیامت تک، ہو اور سب تعریف اللہ کے لئے جو رب العالمین ہے۔

انہیں ”تَسْلِيمَاتِ سَبْعَةٍ“ (سات سلام) کہتے ہیں۔ یہ سات سلام ہیں۔ جس کسی کا کوئی کام اٹک جائے، مہمات سرنہ ہو رہی ہوں، سات دن تک کسی نماز کے بعد گیارہ بار درود شریف پڑھ کر یہ تسلیمات سب سے سات بار پڑھے اس کی حاجت پوری ہو جائے گی۔

الاحزاب ۵۶ صلوا علیہ و سلموا

وَمَا أَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُورِ كَا مَعْنَى

[تعارف: جب بندہ فوت ہوتا ہے تو اس کے جسم سے روح نکال کی جاتی ہے۔

جسم قبر میں دفن کر دیا جاتا ہے، جہاں یہ گل سڑ جاتا ہے۔ انسان کی ریڑھ کی ہڈی میں نچلے سرے پر کچھ اجزاء ایسے ہیں جو گلتے سڑتے نہیں۔ انہیں آپ یوں سمجھ لیں جیسے درخت کا بیج۔ بیج کے اندر درخت کی پوری صفات موجود ہوتی ہیں۔ جب اسے مٹی میں بویا جاتا ہے اور مناسب قسم کی آب و ہوا میسر ہوتی ہے تو اس سے ویسا ہی درخت پھراگ آتا ہے۔ قیامت کے روز اللہ پاک بارش نازل فرمائے گا جس سے قبروں سے انسانی جسم دوبارہ اٹھ آئیں گے۔

روحیں جسموں سے نکلنے کے بعد مختلف مقامات پر رہتی ہیں۔ یہ فنا نہیں ہوتیں۔

روح جسم کے اندر نہ بھی ہو تو سن سکتی ہے، دیکھ سکتی ہے، تصرف کر سکتی ہے، ایک لمحہ سے

دوسری جگہ جاسکتی ہے۔ یہ جسم کی محتاج نہیں ہوتی۔ جسم اس کا محتاج ہوتا ہے۔

قبر میں پڑے ہوئے جسم کے ساتھ روح کا ایک قسم کا رابطہ تو رہتا ہے کیونکہ عذاب و ثواب قبر، روح و جسم دونوں کو ہوتا ہے۔ لیکن یہ رابطہ اس طرح کا نہیں ہوتا جس طرح دنیا میں ہوتا ہے۔ عملاً جسم کے اعضاء و حواس معطل ہو جاتے ہیں۔ جب کوئی قبر پر آ کر سلام کہتا ہے تو جسم اسے نہیں سنتا، روح سنتی ہے۔ اور جواب بھی وہی دیتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس جواب کو ہم ظاہری کانوں سے نہیں سن پاتے۔ جن لوگوں کو اللہ نے روحانی کان دیئے ہوتے ہیں وہ اس جواب کو سن لیتے ہیں۔

قرآن پاک میں فرمایا گیا وَمَا أَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُورِ۔ تو ان کو نہیں سنا سکتا جو قبروں میں پڑے ہیں۔ یہ بات اپنی جگہ حق ہے کیونکہ جسم نہیں سنتے جو قبروں کے اندر ہیں۔ سننے والی چیز تو روح ہے جو قبر کے اندر مدفون نہیں ہے۔

اگر مَنْ فِي الْقُبُورِ سے مراد واقعی مردہ جسم ہیں تو بھی برحق۔ لیکن بعض مفسرین نے اس سے مراد مردہ جسم نہیں لئے بلکہ اس سے مراد مردہ دلوں والے کفار لئے ہیں۔ درج ذیل عبارت اسی بات کی تائید کرتی ہے۔ ریاضاً

قبور قبر کی جمع ہے اور قبر میت کے ٹھہرنے کی جگہ کو کہتے ہیں۔ قَبْرُهُ كَمَا مَعْنَى هُوَ، میں نے اسے قبر میں رکھا۔ اس میں کفر پر ڈٹے رہنے والوں کی مثال اموات کے ساتھ بیان کی جا رہی ہے۔ اور نبی کریم ﷺ کو ان کے ایمان سے مکمل طور پر ناامید کیا جا رہا ہے۔

اللہ پاک نے ان لوگوں کی تشبیہ جن کے دلوں پر مہر لگ چکی، مردوں کے ساتھ دی ہے۔ کیونکہ وہ جواب دینے کی صلاحیت نہیں رکھتے پس جس طرح قبروں والے نہیں سنتے اور جواب نہیں دیتے اسی طرح کفار بھی ہیں۔ نہ سنتے ہیں نہ حق قبول کرتے ہیں۔

الملائكة ۲۲ ما انت بمسمع من فى القبور

ارواح اجسام کی مدد کرتی ہیں۔

ان رافضیوں کو کافر قرار دینا واجب ہے جو یہ کہتے ہیں کہ علیؑ اور ان کے اصحاب دنیا میں پھر لوٹیں گے اور اپنے دشمنوں سے انتقام لیں گے اور زمین جس طرح ظلم سے بھری ہوئی ہے اسی طرح عدل سے بھر دیں گے۔ یہ قول نص کے خلاف ہے۔

ہاں سیدنا علیؑ کی روحانیت آخری زمانہ میں مہدی کے وزراء میں سے ہوگی جیسا کہ اہل حقائق کا مسلک ہے۔ اس سے کوئی خلاف واقع بات لازم نہیں آتی۔ کیونکہ روحمیں، ارواح اور اجسام کی ہر حال میں اور ہر وقت مدد کرتی ہیں۔ اسے خوب سمجھ لو۔

یس ۳۱ انہم الیہم لا یرجعون

یوم الترویہ، یوم عرفہ، اور یوم النحر کی وجہ تسمیہ۔

کہا گیا ہے کہ آپ (حضرت ابراہیمؑ) نے لیلۃ الترویہ کو دیکھا کہ کوئی کہہ رہا ہے: اللہ پاک نے تجھے اس بیٹے کو ذبح کرنے کا حکم دیا ہے۔ جب صبح ہوئی تو اس بارے میں صبح سے شام تک سوچ بچار کرتے رہے کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے یا شیطان کی طرف سے؟ اسی لئے اس دن کا نام یوم الترویہ پڑ گیا۔ (ترویہ کا معنی ہے سوچ بچار کرنا)

جب رات ہوئی تو دوبارہ اسی طرح کا خواب دیکھا۔ پہچان لیا کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے۔ اسی لئے اسے یوم عرفہ کہتے ہیں۔ (عرف کا معنی پہچان لینا)

پھر تیسری رات وہی خواب دیکھا اور ذبح کرنے کے لئے چھری بیٹے کی گردن پر رکھ دی۔ اس لئے اس دن کو یوم النحر کہنا گیا۔

الصفات ۱۰۲۔ اسی ارى فى المنام

marfat.com

Marfat.com

جلد ہشتم

سیدہ خاتون جنت سَلَامُ اللہِ عَلَیْہَا کی روح خود اللہ نے قبض فرمائی۔
 ”زَهْرَةُ الرِّيَاضِ“ میں ہے کہ اللہ کی طرف وفات کی نسبت کا معنی یہ ہے کہ وہ
 روح کو بدن سے نکل جانے کا حکم دیتا ہے۔ اگر سارے فرشتے جمع ہو جائیں تو بھی اسے نکال
 لینے پر قادر نہ ہوں۔ اللہ اسے نکلنے کا حکم دیتا ہے جس طرح اسے داخل ہونے کا حکم دیتا ہے۔
 فرشتے عمل کرتے ہیں۔ جب روح سانس کی نالی تک پہنچتی ہے تو ملک الموت اسے ایمان پر یا
 کفر پر قبض کر لیتا ہے۔

کچھ خاص بندے ایسے ہوتے ہیں جن کی روح خود اللہ پاک قبض فرماتا ہے۔ جیسا
 کہ سیدہ فاطمۃ الزہراء رَضِيَ اللهُ عَنْهَا کے بارے میں مروی ہے۔ جب ان کے پس ملک
 الموت آیا تو وہ اس کے روح قبض کرنے پر راضی نہ ہوئیں۔ پھر اللہ نے ان کی روح قبض
 فرمائی۔

مگر نبی ﷺ کی روح ملک الموت نے قبض کی۔ کیونکہ آپ امت کے پیشوا
 ہیں۔ (لوگوں کو یہ بتانا مقصود ہے کہ ملک الموت کے روح قبض کرنے سے کسی کی شان میں
 کوئی کمی نہیں ہوتی) اور جس طرح ذوالنون مصری قُدَسَ سِرُّہُ نے عرض کیا: اے میرے اللہ!
 مجھے ملک الموت کے حوالے نہ کرنا بلکہ خود میری روح قبض فرماتا، مجھے رضوان کے حوالے نہ
 کرنا مجھے خود اکرام سے نوازنا، مجھے مالک (داروغہ دوزخ) کے حوالے نہ کرنا خود عذاب دے
 لینا۔ ہم اللہ سے ہر حال میں فضل کا سوال کرتے ہیں۔

الزمر ۴۲ اللہ يتوفى الامم

لَا نَبِيَّ بَعْدِي نَهْ كَبُوهَا مَفْهُوم۔

ابن سلام وغیرہ نے ام المؤمنین عائشہ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا سے روایت کیا ہے کہ آپ نے کہا: یہ نہ کہو کہ محمد ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے، بلکہ کہو کہ آپ خاتم النبیین ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام عادل، حاکم اور انصاف کرنے والے امام کی حیثیت سے تشریف لائیں گے اور دجال کو قتل کریں گے، صلیب کو توڑ دیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، جزیرہ موقوف کر دیں گے اور جنگوں کا سلسلہ ختم ہو جائے گا۔

التَّكْمِيْلَه (کتاب) میں کہا: عائشہ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا کا قول کہ لَا نَبِيَّ بَعْدَ مُحَمَّدٍ نَهْ کہو، اس لئے ذکر کیا گیا (حقیقت حال اللہ ہی خوب جانتا ہے) کہ کوئی وہم کرنے والا یہ وہم نہ کرے کہ آخری زمانہ میں عیسیٰ بن مریم علیہ السلام دوبارہ نازل نہیں ہوں گے۔

فی الحقیقت رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ کیونکہ اگرچہ عیسیٰ علیہ السلام آپ ﷺ کے بعد نازل ہونگے مگر وہ آپ سے پہلے اپنے نزول تک زندہ موجود ہیں۔ جب نازل ہوں گے تو آپ ﷺ کی شریعت کے تابع ہونگے۔ اسی پر وہ قتال کریں گے۔ پس نہ کوئی نبی آپ ﷺ کے بعد پیدا ہوگا نہ آپ کی شریعت کے بعد کوئی نئی شریعت ہوگی۔ اس لئے یہ کہنا صحیح ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔

نبی کریم ﷺ کے اسماء میں ایک نام عاقب ہے۔ ”کِتَابُ الشَّمَائِلِ“ اور دوسری کتابوں میں روایت کیا گیا ہے کہ ”وَالْعَاقِبُ الَّذِي لَيْسَ بَعْدَهُ نَبِيٌّ“ ترجمہ: عاقب اسے کہتے ہیں جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو۔

ان الفاظ کا ذکر امام مالک نے نہیں کیا لیکن آپ کی کتاب موطا کے علاوہ دوسری کتابوں میں مذکور ہیں۔ اس میں دو احتمال ہیں۔ ایک یہ کہ یہ الفاظ نبی کریم ﷺ کے ہوں اور

دوسرا یہ کہ کسی راوی کی طرف سے ہوں۔ اگر یہ نبی ﷺ کی طرف سے ہیں تو بطور دلیل کافی ہیں اور اگر کسی راوی کی طرف سے ہیں تو یہ بات صحیح ثابت ہو چکی کہ اس لفظ کا استعمال ممنوع نہیں ہے۔ اس لئے اس حدیث اور حدیث عائشہ میں کوئی معارضہ نہیں جیسا کہ ہم پہلے ذکر کر چکے۔ لَا تَقُولُوا لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ (یہ نہ کہو کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں) سے مراد یہ ہے کہ دنیا میں کوئی نیا نبی نہیں پایا جائے گا۔

عیسیٰ علیہ السلام دنیا کی طرف نزول فرمائیں گے اور قتال کریں گے ہمارے نبی ﷺ کی شریعت پر قتال کریں گے۔ اور آپ ﷺ کے حدیث میں فرمان ”وَالْعَاقِبُ الَّذِي لَيْسَ بَعْدَهُ نَبِيٌّ“ کا معنی یہ ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی مبعوث نہیں ہوگا جو آپ کی شریعت کو منسوخ کرے۔ اور خاتم النبیین کا معنی وہ جس پر نبوت و رسالت ختم ہوگئی۔ چونکہ عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت آپ کی نبوت سے پہلے ہے، اس لئے آپ ﷺ کی نبوت سے نبوت کا اور آپ ﷺ کی شریعت سے شرائع کا دروازہ بند ہو گیا۔ (التَّكْمِيْلَةُ كِي عِبَارَتٍ خَتْمٌ هُوَ)

المومن ۷۸ منهم من قصصنا

سب سے پہلے اذان کس نے کہی؟

آسمانوں میں سب سے پہلے اذان جبرائیل علیہ السلام نے یا میکائیل علیہ السلام نے بیت المعمور کے نزدیک کہی۔ اسلام میں سب سے پہلے اذان کہنے والے بلال حبشی ہیں۔ سب سے پہلے اذان نماز فجر کے لئے شروع ہوئی۔

زید بن ثابت کی والدہ النوار کہتی ہیں کہ ان کا گھر مسجد کے آس پاس گھروں میں سب سے اونچا تھا۔ شروع میں، بلال اس پر چڑھ کر اذان کہتے تھے یہاں تک کہ رسول ﷺ نے اپنی مسجد بنالی۔ تو آپ مسجد کی چھت پر اذان کہنے لگے، چھت کے اوپر ان کے لئے

کچھ اونچی جگہ بنا دی گئی تھی۔

سب سے جس شخص نے اقامت کہی وہ عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ ہیں۔ بلال رضی اللہ عنہ نے فجر کی اذان میں **حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ** اور **حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ** کے بعد **الضَّلْوَةَ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ** دو بار کا اضافہ کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے برقرار رکھا۔ (اس کا معنی ہے) جاگنا اس راحت سے زیادہ بہتر ہے جو سونے سے حاصل ہوتی ہے۔ سننے والا اس سوت کہے: **صَدَقْتَ وَ بِالْخَيْرِ نَطَقْتَ**۔ تو نے سچ کہا اور اچھی بات کہی۔ اور اقامت میں **قَدْ قَامَتِ الضَّلْوَةُ** نماز کھڑی ہوگئی کے وقت کہے: **أَقَامَهَا اللَّهُ وَ أَدَامَهَا**۔ اللہ سے ہمیشہ قائم و دائم رکھے۔

اقامت اسی آدمی کو کہنی چاہیے جو اذان کہے۔ ہاں اس کی اجازت سے کوئی اور بھی کہہ سکتا ہے۔ بعض روایات میں آتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار سفر میں اپنی سواری پر بیٹھے اذان کہی۔

جمعہ کے روز پہلی اذان کا اضافہ کرنے والے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہیں۔ آپ نے یہ اذان اس لئے شروع کی تاکہ بازار والے لوگ آگاہ ہو جائیں اور مسجد میں آجائیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ایک ہی اذان جب امام منبر پر بیٹھتا تو ہوا کرتی تھی۔ اذان سے پہلے ذکر، جو تسبیح ہے، جمعہ کے روز اس مقصد کے لئے شروع کی گئی کہ لوگ جلدی مسجد میں آسکیں، یہ ذکر انصاری محمد قلوون کے زمانہ میں سات سو سال بعد شروع ہوا۔

اذان مکمل ہونے پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے کا سلسلہ سلطان المنصور الحامی ابن الاشراف شعبان بن حسن بن محمد قلوون کے دور میں آٹھویں صدی کے اختتام پر شروع ہوا۔

دونوں اذانیں اکٹھی دینے کے سلسلہ کا آغاز بنو امیہ کے دور میں ہوا۔ جس آدمی نے سب سے پہلے اذان میں ایک ہاتھ ایک کان پر رکھا وہ ابن الاسم، حجاج بن یوسف کا مؤذن تھا اس سے پہلے مؤذن دونوں ہاتھوں کی انگلیاں اپنے کانوں میں رکھتے تھے۔

سب سے پہلے مصر کے منارہ پر اذان کے لئے چڑھنے والی شخصیت شریحیل کی ہے۔ ان کے علاقہ میں مسلمہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حکم سے اذان کے لئے منبر بنائے تھے، جو اس سے پہلے نہ تھے۔

سب سے پہلے مؤذنین پر جسے امیر مقرر کیا گیا وہ سالم بن عامر تھے۔ عمرو ابن العاص نے انہیں مقرر کیا تھا۔ جب سالم کا انتقال ہوا تو اس کے بھائی شریحیل کو اس منصب پر مامور کیا گیا۔

سب سے پہلے جس نے مؤذنین کو تنخواہیں دیں وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہیں۔

حم السجدہ ۳۳ ممن دعا الی اللہ

[تبصروہ: بعض لوگوں کا خیال ہے کہ دور صحابہ کے بعد شروع ہونے والا

ہر نیا کام بری بدعت ہے۔ مگر یہ معیار درست نہیں ہے۔ درست بات یہ ہے کہ جس کام کی دین اسلام میں کوئی اصل یا بنیاد نہ ہو وہ بری بدعت ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: من احدث فی امرنا ہذا ما لیس منہ فھو رد (مشکوٰۃ) جس کسی نے ہمارے اس امر یعنی دین میں کوئی ایسی بات ایجاد کی جس کی دین میں کوئی اصل نہ ہو تو وہ مردود ہے۔ لہذا اذان کے حوالے سے یہ بحث پڑھنے کے بعد اس وہم میں مبتلا ہونے کی ضرورت نہیں ہے کہ جو بات بعد میں شروع ہوئی وہ ناجائز ہے۔ ریاضاً

ہر سوموار اور ہر جمعرات کو اعمال حضور ﷺ کی بارگاہ میں پیش ہوتے ہیں روایت ہے کہ آپ ﷺ کو آپ کے بعد جو کچھ امت کے ساتھ اچھایا برا پہنچنے والا تھا وہ دکھایا گیا۔ اس کے بعد اپنے وصال تک آپ ﷺ کو کبھی ہنتے مسکراتے نہیں دیکھا گیا۔ ایک حدیث میں ہے میرا اس دنیا میں رہنا تمہارے لئے بہتر ہے اور میرا اس دنیا سے چلے جانا بھی بہتر۔ صحابہ نے عرض کیا کہ آپ کی زندگی ہمارے لئے بہتر ہے، یہ تو ظاہر ہے۔ مگر آپ کا وصال ہمارے لئے کس طرح بہتر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارے اعمال ہر سوموار اور ہر جمعرات کو میرے پاس پیش کئے جاتے ہیں۔ اچھے اعمال پر میں اللہ کی حمد بیان کرتا ہوں اور تمہارے برے اعمال پر اللہ سے مغفرت طلب کرتا ہوں۔ اس لئے سوموار اور جمعرات کو روزہ مستحب قرار دیا گیا ہے۔

آپ ﷺ کا یہ فرمان بھی ہے کہ ہر سوموار اور ہر جمعرات کو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اس لئے کہ سوموار نبی کریم ﷺ کی ولادت کا دن ہے اور جمعرات اللہ کی بارگاہ میں اعمال کے پیش ہونے کا۔

الزخرف ۴۲ او نرینک الذی وعدناہم

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خواہش، امت محمدیہ کا ایک فرد ہونا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: یا اللہ! کیا امتوں میں کوئی امت اس امت سے تیرے نزدیک زیادہ عزت والی ہے جس پر تو نے بادلوں کا سایہ کیا اور من و سلویٰ نازل فرمایا؟ اللہ سبحانہ نے فرمایا: اے موسیٰ بے شک امت محمدیہ کی فضیلت تمام امتوں پر اس طرح ہے جس طرح میری فضیلت تمام مخلوق پر۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی۔ اے اللہ! مجھے امت محمدیہ میں سے بنا دے۔ اللہ پاک نے فرمایا:

اے موسیٰ تم اسے نہیں پاسکتے۔ لیکن کیا تم ان کا کلام سننا چاہو گے؟ عرض کیا ہاں اے میرے رب۔ اللہ ﷻ نے فرمایا: اے امت محمد! تو انہوں نے کہا: لَيْتُكَ اَللّٰهُمَّ لَيْتُكَ لَا شَرِيكَ لَكَ وَالْخَيْرُ كُلُّهُ بِيَدَيْكَ۔ اللہ پاک نے اس جواب کو حج کے شعائر میں سے بنا دیا۔

الزحرف ۴۴ و انه لذكر لك

حضرت عیسیٰ علیہ السلام امامت فرمائیں گے یا امام مہدی؟

شرح العقائد میں ہے: صحیح یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام امامت فرمائیں گے۔ اور مہدی ان کی اقتداء کریں گے۔ کیونکہ وہ افضل ہیں۔ اور ان کی امامت مہدی سے اولیٰ ہے۔ کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام نبی ہیں اور امام مہدی ولی۔ اور ولی نبی کے درجہ کو نہیں پاسکتا۔

فقیر (صاحب روح البیان) کہتا ہے۔ اس میں اعتراض ہے۔ کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام نبوت کے ساتھ نازل نہیں ہوں گے۔ ان کا زمانہ نبوت گزر چکا۔ یہ بات ثابت شدہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ نہ کوئی صاحب شریعت جیسے وہ انبیاء جنہیں کتابیں دے کر بھیجا گیا اور نہ کوئی متابع نبی جیسے انبیاء بنی اسرائیل۔ آپ ہماری شریعت پر نازل ہوں گے اور اس طرح کہ وہ اس امت کے ایک فرد ہوں گے۔ غیرت الہیہ کا تقاضا یہ ہے کہ امام مہدی امام ہوں گے اور عیسیٰ علیہ السلام مقتدی۔ کیونکہ ان کی اقتداء دراصل نبی ﷺ کی اقتداء ہے۔

صحیح روایات میں ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے دیگر انبیاء کے ساتھ ہمارے نبی ﷺ کی شب معراج مسجد اقصیٰ میں اقتداء کی تھی۔ پس واجب ہے کہ آپ آنحضرت ﷺ کے خلیفہ کی

بھی اقتداء کریں کیونکہ وہ آپ کی ہر لحاظ سے جامع اور مکمل صورت کے مظہر ہیں۔

الزحرف ۶۰ ولو نشاء لجعلنا منكم ملائكة فى الارض

نوٹ: حضرت علامہ فیض احمد صاحب اویسی روح البیان کے ترجمہ میں فرماتے

ہیں کہ یہ دلیل اتنی وزنی نہیں ہے کہ اس کی بنا پر عیسیٰ علیہ السلام کو مقتدی ثابت کیا جاسکے۔

(فیوض الرحمن ترجمہ تفسیر روح البیان)

مومن جن جنت میں جائیں گے یا نہیں۔

امام نسفی نے ”تیسیر“ میں فرمایا: امام ابوحنیفہ رَحْمَةُ اللهِ نے جنوں کے ثواب اور

جنت میں جانے کے بارے میں توقف کیا ہے۔ اور فرمایا: کہ بندے کا اللہ پر کوئی حق نہیں

ہے۔ جو ملتا ہے وہ اللہ کے وعدے کی بنا پر ملتا ہے۔ اور جنوں کے بارے میں سوائے مغفرت

اور عذاب الیم سے نجات کے اور کوئی وعدہ نہیں ہے۔

﴿.....يَغْفِرُ لَكُمْ مِنْ ذُنُوبِكُمْ وَيُجِرُكُمْ مِنْ عَذَابِ الْيَمِّ﴾ (الاحقاف ۴۶: ۳۱)

ترجمہ: (اے ہماری قوم اللہ کے منادی کی بات مانو اور اس پر ایمان لاؤ) کہ وہ تمہارے

کچھ گناہ بخش دے اور تمہیں دردناک عذاب سے بچالے۔

یہ بات تو قطعی ہے۔ مگر جنت کی نعمتیں دلیل پر موقوف ہیں۔

سعدی مفتی نے کہا: اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ابوحنیفہ رَحْمَةُ اللهِ اس بارے میں کہ

ان کے لئے کوئی ثواب نہیں، توقف کرتے ہیں، یقین سے نہیں کہتے۔ جیسا کہ قاضی بیضاوی

نے گمان کیا ہے۔ یعنی ابوحنیفہ رَحْمَةُ اللهِ سے جو کچھ مروی ہے وہ یہ ہے کہ انہوں نے اس

بارے میں توقف کیا کہ جنوں کو جو ثواب ملے گا اس کی کیفیت کیا ہوگی، آپ نے یہ نہیں کہا کہ

انہیں سرے سے ثواب ملے گا نہیں۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ جنوں میں مسلمان بھی ہیں، یہودی بھی، عیسائی بھی، مجوسی بھی اور بت پرست بھی۔ پس ان میں جو مسلمان ہیں انہیں لامحالہ ثواب ملے گا۔ اگرچہ ہم اس کی کیفیت کو نہ جان سکیں۔ یہ اس طرح ہے جیسے فرشتوں کو جنت جزا کے طور پر نہیں ملے گی بلکہ صحیح قول کے مطابق انہیں ان کے مناسب حال نعمتوں سے سرفراز کیا جائے گا۔

ربا اللہ ﷻ کا دیدار، تو ایک روایت کے مطابق، جیسا کہ انسان المعین میں ہے، وہ ملائکہ اور جنات کو حاصل نہیں ہوگا۔ مگر ظاہر بات یہ ہے کہ ان کا اللہ ﷻ کو دیکھنا اور طرح کا ہے اور انسانوں کا دیکھنا اور طرح کا۔ جس نے دیدار کی نفی کی اس نے اس معنی میں کی (کہ فرشتوں کا اللہ کو دیکھنا اور طرح کا ہوگا، انسانوں کے دیکھنے کی طرح کا نہیں)۔ وگرنہ فرشتے اہل حضور و شہود ہیں، یہ کس طرح ممکن ہے کہ وہ نہ دیکھیں۔ اسی طرح مومن جن بھی دیکھیں گے اگرچہ ان کی معرفت، کامل بشر مومنین، سے فروتر ہے، جیسا کہ بعض علماء نے تصریح کی ہے۔

بزاز یہ میں ہے: تفاسیر میں ذکر کیا گیا ہے کہ امام الاعظم رحمۃ اللہ نے جنوں کے ثواب میں توقف کیا۔ کیونکہ قرآن پاک میں ان کے بارے میں آیا ہے: **يُنْفِضُ لَكُمْ مِنْ ذُنُوبِكُمْ**۔ تمہارے گناہ بخش دے گا۔ مغفرت سے یہ لازم نہیں آتا کہ ثواب بھی عطا کیا جائے معز لہ نے کہا اللہ ﷻ نے ان میں جو ظالم ہیں انہیں عذاب کی دھمکی دی ہے، اس لئے ان کے جو نیک ہیں وہ ثواب کے حقدار قرار پاتے ہیں۔

اللہ ﷻ نے فرمایا:

﴿وَأَمَّا الْقَاسِطُونَ فَكَانُوا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا﴾ (سورہ ۷۶: ۱۰)

ترجمہ: رہے ظالم تو وہ جہنم کا ایندھن بنیں گے۔

ہم کہتے ہیں ثواب اللہ کی طرف سے ایک فضل ہے۔ حق نہیں، اگر یہ کہا جائے کہ

﴿فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ﴾ (الرحمن ۵۵: ۱۳)

ترجمہ: تم اللہ کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟

کہہ کر اپنی نعمتیں گن کر (جن میں جنت بھی ہے) دونوں، جنوں اور انسانوں کو

خطاب فرمایا۔ اس لئے جو تم نے کہا اس کا رد ہو گیا۔

ہم کہتے ہیں اس سے مراد کھانے، پینے اور لذات کے بارے میں توقف ہے۔ ان

کا جنت میں داخل ہونا جس طرح فرشتے جنت میں سلام، زیارت اور خدمت کے لئے داخل

ہوں گے اس طرح کا داخل ہونا ہے۔

صحیح بات یہ ہے جیسا کہ ”بَحْرُ الْعُلُومِ“ میں ہے، اور زیادہ ظاہر جیسا کہ

”اِرْشَاد“ میں ہے کہ جن بھی ثواب و عقاب میں بنی آدم کی طرح ہیں کیونکہ وہ انہیں کی طرح

مکلف ہیں۔ اس پر اللہ ﷻ کا یہ ارشاد دلالت کرتا ہے۔

﴿وَلِكُلِّ دَرَجَةٍ مِمَّا عَمِلُوا ط.....﴾ (الانعام ۶: ۱۲۳)

ترجمہ: ہر ایک کے لئے درجات ہیں اس سے جو انہوں نے عمل کئے۔

(مغفرت ذنوب و جہنم سے پناہ پر) اقتصار اس لئے کہ انہیں ڈرانا مقصود ہے اور

اس میں انکے گناہوں کا تذکرہ ہے۔

حمزہ بن حبیب علیہ الرحمہ سے پوچھا گیا کہ مومن جنات کے لئے ثواب ہے یا

نہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں ہے۔ آپ نے آیت

﴿..... لَمْ يَطْمِئِنُّنَّ اِنْسَ قَبْلَهُمْ وَلَا جَانٌّ﴾ (الرحمن ۵۵: ۵۶)

ترجمہ: ان سے پہلے ان حوروں کو نہ کسی جن نے ہاتھ لگایا نہ انسان نے تلاوت فرمائی اور کہا کہ انسان عورتیں انسانوں کے لئے اور جن عورتیں جنوں کے لئے۔ یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ جن بھی نہیں چھوئیں گے۔ کیونکہ حوروں کو چھونا تو جنت میں ہوگا۔

”اَكْثَامُ الْمَرْجَانِ فِي احْكَامِ الْجَنِّ“ میں ہے کہ علماء نے مومن جنوں کے بارے میں اختلاف کیا۔ اس بارے میں ان کے کئی اقوال ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ وہ جنت میں داخل ہوں گے۔ یہ جمہور کا قول ہے۔

پھر یہ کہنے والوں میں اختلاف ہے کہ جب وہ جنت میں جائیں گے تو کیا وہاں وہ کھائیں پئیں گے؟ ضحاک کہتے ہیں کہ وہ کھائیں پئیں گے۔

مجاہد سے پوچھا گیا کہ کیا مومن جن جنت میں جائیں گے؟ فرمایا: ہاں جائیں گے مگر وہاں کھائیں پئیں گے نہیں۔ بلکہ انہیں تسبیح و تہجدیں الہام کی جائے گی اور وہ اس میں ایسی لذت پائیں گے جو اہل جنت کو کھانے پینے میں ملے گی۔

حرف محاسبی کہتے ہیں کہ جنت میں جانے والے جن، قیامت کے روز اس طرح ہوں گے کہ ہم انہیں دیکھ سکیں گے مگر وہ ہمیں نہیں دیکھ پائیں گے۔ معاملہ دنیا کے برعکس ہوگا۔

دوسرا قول یہ ہے کہ وہ جنت میں نہیں جائیں گے بلکہ وہ جنت کے ایک جانب ہوں گے۔ انسان انہیں دیکھ سکیں گے مگر وہ انہیں نہیں دیکھ پائیں گے۔

تیسرا قول یہ ہے کہ وہ اعراف پہ ہوں گے۔ جیسا کہ ایک حدیث میں آتا ہے کہ مومن جنوں کے لئے ثواب ہے اور ان پر عقاب بھی ہے۔ وہ امت محمدیہ کے ساتھ اہل

جنت میں سے نہیں ہیں۔ وہ اعراف پہ ہوں گے جو جنت کی دیوار ہے اس میں نہریں چلتی ہیں۔ درخت اور پھل اگتے ہیں۔ (ذَكَرَهُ صَاحِبُ الْفُرْدُوسِ الْكَبِيرِ)۔ اس حدیث کے بارے حافظ ذہبی کہتے ہیں کہ یہ حدیث منکر ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ اللہ ﷻ نے جنوں کو تین قسمیں پیدا فرمایا ہے۔ ایک قسم سانپوں بچھوؤں اور کیڑے مکوڑوں کی صورت میں، ایک قسم ہوا کی مانند اور ایک قسم ایسی جس پر ثواب و عقاب ہے۔ اور اللہ ﷻ نے انسانوں کو بھی تین قسموں میں پیدا کیا۔ ایک قسم جانوروں کی طرح۔ جیسا کہ اللہ ﷻ نے فرمایا:

﴿..... لَهُمْ قُلُوبٌ لَا يَفْقَهُونَ بِهَا..... أُولَئِكَ كَالْأَنْعَامِ.....﴾ (الاعراف ۷: ۱۷۹)

ترجمہ: وہ دل رکھتے ہیں جن میں سمجھ نہیں..... وہ چوپایوں کی طرح ہیں.....

دوسری قسم ان کی جن کے جسم بنی آدم کی طرح اور ان کی روہیں شیاطین کی روہوں کی طرح ہیں۔ اور ایک قسم اللہ کے سائے تلے ہوگی اس دن جس دن اس کے سائے کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا۔ (رَوَاهُ أَبُو ذَرْدَاءَ رضی اللہ عنہ)

چوتھا قول یہ ہے کہ توقف کیا جائے۔

پہلے قول (مومن جن جنت میں جائیں گے اور نعمتوں سے استفادہ کریں گے)

کے کئی دلائل ہیں۔

۱۔ عموماً: اللہ ﷻ کا ارشاد ہے:

﴿وَأُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِينَ﴾ (الشعراء ۲۶: ۹۰)

ترجمہ: متقین کے لئے جنت قریب کر دی جائے گی۔

نبی ﷺ کا فرمان کہ مَنْ شَهِدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ خَالِصًا دَخَلَ الْجَنَّةَ.

ترجمہ: جس کسی نے سچے دل کے ساتھ کہا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ جنت میں جائے گا۔

تو جس طرح وہ (جن) عموماً وعید میں بالا جماع شامل ہیں اسی طرح وہ عموماً وعید میں بھی بطریق اولی شامل ہیں۔ اس سلسلہ میں سب سے ظاہر دلیل اللہ کا یہ فرمان ہے:

﴿وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّاتٍ ۖ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ﴾ الرحمن ۴۷:۵۵-۴۶

ترجمہ: اور جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرے اس کے لئے دو جنتیں ہیں۔ تو اپنے رب کی کوئی نعمت جھٹلاؤ گے؟

آخر سورت تک۔ خطاب جنوں اور انسانوں دونوں کے لئے ہے۔ اللہ پاک نے ان پر جنت کی جزاء کا احسان بتایا اس کی صفات ان کے لئے بیان فرمائیں اور اس کا شوق دلایا۔ یہ اس بات پر دلیل ہے کہ جس چیز کے ساتھ ان پر احسان بتایا گیا ایمان لانے کی صورت میں وہ انہیں ملنے والی ہے۔

حدیث میں آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا: جب میں نے ان پر سورہ الجن کی تلاوت کی تو ان کا جواب تمہاری نسبت زیادہ اچھا تھا۔ جب میں کوئی آیت تلاوت کرتا تو وہ کہتے اے ہمارے رب تیری نعمتوں میں کوئی ایسی چیز نہیں جس کی ہم تکذیب کرتے ہیں۔

دوسری دلیل جس سے ابن حزم نے دلیل پکڑی وہ یہ کہ اللہ نے فرمایا:

﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ۖ أُولَٰئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ..... جَزَاءُ لَهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنَّاتُ عَدْنٍ.....﴾ (البینہ ۹۸:۸-۷)

ترجمہ: بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے اور اچھے عمل کئے وہی سب سے بہتر مخلوق ہیں۔
ان کی جزاء ان کے رب کے پاس بسنے کے باغ ہیں۔.....

ابن حزم نے کہا کہ یہ صفت جن و انس دونوں کے لئے عام ہے۔ یہ جائز نہیں ہے کہ کسی ایک نوع کو اس کے ساتھ خاص کیا جائے۔ اور یہ محال ہے کہ اللہ ﷻ ہمیں ایک عام خبر دے اور اس کی مراد اس سے بعض کی ہو اور وہ اسے ہمارے لئے بیان بھی نہ کرے۔ یہ اس بیان کی ضد ہے جس کی ضمانت اللہ ﷻ نے ہمیں دی ہے۔ پھر یہ کیسے ممکن ہے حالانکہ اللہ ﷻ نے اس بات پر نص فرمائی کہ وہ ان مومنین میں سے ہیں جو جنت میں داخل ہوں گے۔

تیسری دلیل (حوروں کو) چھونے والی بات جو اس سے پہلے مذکور ہو چکی۔

چوتھی دلیل یہ کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا مخلوق چار قسم کی ہے۔ ایک وہ جو سب کے سب جنت میں جائیں گے، دوسرے وہ جو سب کے سب دوزخ میں جائیں گے، اور دو مخلوقیں ایسی ہیں کہ ان میں سے کچھ جنت میں جائیں گے اور کچھ دوزخ میں۔

سارے جنت میں جانے والے، ملائکہ ہیں۔ جو سارے دوزخ میں جائیں گے وہ شیاطین ہیں۔ وہ جو کچھ جنت میں اور کچھ دوزخ میں جائیں گے وہ جن اور انسان ہیں۔ ان کے لئے ثواب بھی ہے اور عقاب بھی۔

پانچویں دلیل یہ کہ عقل اگرچہ اس کو واجب قرار نہیں دیتی مگر اس کی تائید ضرور کرتی ہے۔ یہ اس طرح کہ اللہ ﷻ نے ان میں سے جو کوئی کفر کرے اور نافرمانی کرے اسے آگ کی وعید سنائی۔ تو ان میں سے جو فرمانبرداری کرے وہ جنت میں کیوں داخل نہ ہوگا، جبکہ اللہ ﷻ عدل کرنے والا حاکم ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ اللہ ﷻ نے ملائکہ میں سے اگر کوئی کہے کہ میں ہالہ ہوں اسے دوزخ کی وعید سنائی اس کے باوجود وہ جنت میں نہیں ہوں گے۔

جواب اس کا یہ ہے کہ اس سے مراد ابلیس ہے اس نے اپنی عبادت کی طرف بلایا

اس پر یہ آیت اس کے بارے میں نازل ہوئی۔ آیت یہ ہے:

﴿وَمَنْ يُقْلُ مِنْهُمْ إِنِّي إِلَهُ مِنْ دُونِهِ فَذَلِكَ نَجْزِيهِ جَهَنَّمَ.....﴾ (الانبیاء ۲۱: ۲۹)

ترجمہ: اور جو کوئی ان میں سے کہے کہ میں اللہ کے سوا اللہ ہوں تو اسے ہم جہنم سزا کے طور پر دیں گے۔

پھر یہ بھی کہ اگر ہم مان لیں کہ اس میں عموم کا ارادہ ہے (یعنی فرشتے بھی مراد ہیں)

تو یہ ایسی چیز ہے جو ملائکہ سے وقوع پذیر نہیں ہوتی۔ یہ شرط ہے اور ضروری نہیں شرط واقع بھی ہو۔ یہ ایسے ہے جیسے اللہ نے فرمایا:

﴿..... لَنْ أَسْرُكَتَ لِيُحِبَطَنَّ عَمَلُكَ.....﴾ (الزمر ۳۹: ۶۵)

ترجمہ: اگر تو نے شرک کیا تو ہم تیرے اعمال کو برباد کر دیں گے۔

(یہ نبی علیہ السلام سے فرمایا گیا) جنات میں کافر بھی پائے جاتے ہیں وہ دوزخ میں

داخل ہوں گے۔

دوسرے قول (جن جنات میں داخل نہیں ہوں گے بلکہ جنت کے ایک کونے میں

رہیں گے) والوں نے یہ دلیل پیش کی کہ اللہ نے فرمایا: ﴿يَغْفِرُ لَكُمْ﴾ تمہیں بخش

دے گا۔ دخول جنت کا ذکر نہیں فرمایا۔ یہ اس بات پر دلیل ہے کہ وہ جنت میں داخل نہیں ہوں گے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ ان کے بارے میں سکوت یا ان کے جنت میں داخلے سے

عدم علم سے دخول جنت کی نفی ثابت نہیں ہوتی۔ پھر یہ بھی کہ اللہ نے خبر دی کہ وہ اپنی قوم

کی طرف لوٹے ڈر سنا تے ہوئے۔ تو یہ مقام ڈر سنانے کا مقام ہے بشارت کا مقام نہیں

ہے۔ پھر یہ بھی کہ یہ عبارت نفی دخول جنت کا تقاضا نہیں کرتی کیونکہ پہلے رسول اپنی قوموں کو عذاب سے ڈراتے رہے اور جنت میں داخلے کا ذکر کرتے تھے کیونکہ عذاب سے ڈرانا اثر کے لحاظ سے جنت کے وعدے کی نسبت زیادہ تاثیر رکھتا ہے۔ جیسا کہ اللہ ﷻ نے نور العظیمہ کے بارے میں بتایا:

﴿.....إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمِ الْيَوْمِ﴾ (مود ۱۱: ۲۶)

ترجمہ: میں تم پر دردناک دن کے عذاب کا خوف رکھتا ہوں۔

حضرت ہود العظیمہ نے فرمایا:

﴿قُلْ إِنِّي أَخَافُ أَنْ عَصَيْتُ رَبِّي عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ﴾ (الانعام ۶: ۱۵)

ترجمہ: تم فرماؤ اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو مجھے بڑے دن کے عذاب کا ڈر ہے

شعیب العظیمہ نے فرمایا:

﴿.....إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ مُّحِيطٍ﴾ (مود ۱۱: ۸۴)

ترجمہ: اور مجھے تم پر گھیر لینے والے دن کے عذاب کا ڈر ہے۔

اسی طرح دوسرے انبیاء بھی۔ یہ دخول جنت کو مستلزم ہے کیونکہ جس کے گناہ بخش

دیئے گئے اور عذاب سے نجات دی گئی اور وہ شرائع کا مکلف بھی ہو تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔

تیسرے اور چوتھے قول کی دلیل پہلے گزر چکی اور علم اس اللہ ﷻ کے پاس ہے جو

بادشاہ ہے بلند ہے اور اسی کی طرف لوٹ کے جانا ہے۔

الاحقاف ۳۱ احیوا داعی اللہ

نبی اکرم ﷺ کے باطن کو سجدہ۔

کسی مخلوق کو سجدہ جائز نہیں ہے ہاں نبی ﷺ کے باطن کو سجدہ جائز ہے کیونکہ وہ حق

ہے۔

سورۃ محمد ۱۹ متقلبکم و مشواکم

جلد نهم

حافظ و ناظر نبی ﷺ

(تعارف: متکلمین کے نزدیک آپ ﷺ کا علم تدریجی تھا۔ جوں جوں قرآن پاک کا نزول ہوتا گیا آپ ﷺ کا علم مکمل ہوتا گیا۔ قرآن پاک کا نزول مکمل ہوا اور آپ ﷺ کا علم تکمیل کو پہنچا۔ اس وقت ماکان و ما یكون (جو ہو چکا اور جو ہونے والا ہے) کی کوئی شے ایسی نہ تھی جو آپ ﷺ کے علم سے باہر ہو۔ اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس عقیدہ کی ترجمانی فرمائی ہے۔

صوفیاء کرام کے نزدیک رسول اللہ ﷺ کو ماکان و ما یكون کا علم اس وقت عطا فرمایا گیا جب آپ کی روح مبارکہ کی تخلیق ہوئی۔ آپ کی روح پاک سب سے پہلی مخلوق ہے۔ باقی ہر شے بعد میں معرض وجود میں آئی۔ جو کچھ بنا رہا آپ ﷺ کی روح پاک اس کا مشاہدہ فرماتی رہی۔ زیر نظر عبارت میں اسی عقیدہ کی ترجمانی ہے۔ (بیاض)

رسول اللہ ﷺ کی تعظیم و توقیر کا معنی یہ ہے کہ ظاہر و باطن میں ان کی سنت کی اتباع کی جائے اور یہ جانا جائے کہ آپ زبدۃ الموجودات (تمام موجودات کا بہترین حصہ) اور خلاصہ ہیں وہی محبوب ازلی ہیں ان کے ماسوا سب ان کے تابع ہیں۔ اسی لئے اللہ ﷻ نے انہیں اپنی وحدانیت اور ربوبیت کا شاہد بنا کر بھیجا اور ان تمام چیزوں پر شاہد جو پردہ عدم سے وجود میں آئیں۔ وہ ارواح ہوں، نفوس ہوں، اجرام ہوں، ارکان ہوں، اجسام ہوں، اجساد ہوں، معاون ہوں، نبات ہوں، حیوان ہوں، فرشتے ہوں یا جن ہوں، شیطان ہوں انسان ہوں یا کوئی اور تاکہ کوئی بھی ایسی چیز نہ جائے جس کا اس کے افعال کے اسرار، اس کی

صنعت کے عجائب اور اس کی قدرت کے غرائب کو جاننا اس طرح کہ اس میں اور کوئی بھی شریک نہ ہو، ممکن ہو۔

اسی لئے آپ ﷺ نے فرمایا: عَلِمْتُ مَا كَانَ وَ سَيَكُونُ۔

کیونکہ آپ ﷺ نے ہر ایک شے کا مشاہدہ کیا، اور ایک لحظہ بھی آپ ﷺ سے پوشیدہ نہ ہوا۔ آپ نے آدم علیہ السلام کی تخلیق کا مشاہدہ کیا اسی لئے فرمایا:

كُنْتُ نَبِيًّا وَ آدَمُ بَيْنَ الْمَاءِ وَ الْعَيْنِ .

معنی یہ ہے کہ میں مخلوق ہو چکا تھا اس بات کو جانتا تھا کہ میں نبی ہوں میرے لئے نبوت کا فیصلہ ہو چکا تھا اور آدم ابھی جسم و روح کے درمیان تھے۔

ان میں ہر ایک کی تخلیق کا آپ ﷺ نے مشاہدہ کیا۔ جس طرح انہیں اکرام سے نوازا گیا اور پھر نغزش کے باعث جنت سے نکالا گیا۔ آپ کی توبہ کا قبول ہونا اور جو کچھ اس کے بعد ہوا، ابلیس کی تخلیق، اور جو کچھ اس کے ساتھ ہوا، آدم کو سجدہ نہ کرنا، اسے لے کر عرصے تک عبادت میں مصروف رہنے اور اس کی علمی وسعت کے باوجود ایک حکم کی مخالفت کی بنا پر دھتکار دیا جانا۔ پس آپ ﷺ کو تمام انبیاء و رسل اور ان کی امتوں کے ساتھ جو کچھ ہوا اس کا علم و فہم حاصل ہوا۔ پھر اللہ نے ان کی روح کو ان کے قالب میں ڈالنا کہ آپ کے لئے نور میں اور اضافہ ہو۔ پس ہر شے کا وجود آپ کے وجود سے ہے اور تمام انبیاء اور اولیاء کے علوم آپ کے علوم سے حتیٰ کہ صحف آدم و ابراہیم و موسیٰ اور دیگر آسمانی کتابیں بھی۔

الفتح ۹ و توفروہ

نبی اکرم ﷺ کا ظاہر مخلوق اور باطن حق ہے۔

حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو اپنے کمالات کا مظہر اور اپنی تجلیات کا

آئینہ بنایا ہے۔ اسی لئے آپ ﷺ نے فرمایا جس نے مجھے دیکھا اس نے حق کو دیکھا اور جب آپ ﷺ اپنی ذات و صفات و افعال سے فنا ہو گئے تو اللہ ﷻ کی ذات و صفات و افعال میں اس کے نائب ہو گئے۔ جیسا کہ کہا گیا ہے:

تأخست دست اودست خدا۔ آپ کا ہاتھ اللہ کے ہاتھ کا نائب ہے۔

اسی مقام میں حلاج نے کہا: اَنَا الْحَقُّ.

بایزید بسطامی نے کہا: سُبْحَانِي مَا أَعْظَمُ شَانِي.

اور ابوسعدا الخزاز نے کہا: لَيْسَ فِي الْعُجْبَةِ غَيْرُ اللَّهِ.

واسطی نے کہا کہ اس آیت میں اللہ ﷻ نے خبر دی کہ اس کے نبی ﷺ میں

بشریت عاریت اور اضافی شے ہے اس کی حقیقت نہیں ہے۔ یعنی اس کا ظاہر تو مخلوق ہے لیکن

باطن حق ہے۔ اسی لئے آپ ﷺ کے باطن کو سجدہ جائز ہے ظاہر کو نہیں۔ کیونکہ آپ کا ظاہر

عالم تقیید سے ہے اور باطن عالم اطلاق سے۔ جب نماز مردوں پر جائز ہے تو زندوں کے

بارے میں تمہارا کیا خیال ہے۔ اسے خوب جان لو کہ مردوں پر نماز اس لئے جائز ہے کہ وہ

حقیقت محمدیہ کے ایک حصے پر مشتمل ہیں جو جامعہ کلیہ ہے۔

الفتح : ۱۰ ید اللہ فوق ایدیہم

مشکوٰۃ مال کو جائز بنانے کا حیلہ۔

امام غزالی کی منہاج العابدین میں ہے کہ جب کسی انسان کا ظاہری حال یہ ہو کہ وہ

اچھا انسان ہے اور اگر کوئی خرابی ہے بھی تو لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ ہے تو تجھ پر اس میں

کوئی حرج نہیں ہے کہ اس کی نماز کو مقبول سمجھو اور اس کا صدقہ قبول کر لو۔ اور یہ کہہ کر کہ زمانہ

فساد کا شکار ہو چکا، اس سے بحث کرنا تمہارے لئے ضروری نہیں ہے۔ کیونکہ یہ اس مسلمان

سے بدظنی ہے جبکہ مسلمانوں کے ساتھ حسن ظن ایسی شے ہے جس کا حکم دیا گیا ہے۔ انتہی
ایک حدیث میں آتا ہے: جس آدمی کو بغیر سوال کے رزق ملے اور وہ اسے قبول نہ
کرے تو وہ اسے اللہ پر لوٹاتا ہے۔ حسن فرماتے ہیں کہ امراء کے دیئے ہوئے عطیات صرف
وہی لوگ لوٹاتے ہیں جو ریاکار ہوتے ہیں یا احمق۔

بعض پرانے بزرگ اس طرح کرتے کہ اپنی حاجات کے لئے قرض لے لیتے۔
پھر عطیات قبول کر لیتے اور انہیں قرض کی ادائیگی میں دے دیتے۔ اس میں حیلہ یہ ہے کہ
مطلق مال سے کوئی چیز لے لی جائے اور پھر جس مال میں سے چاہے اس کی ادائیگی کر دے۔
امام اعظم زجسہ اللہ سے روایت ہے کہ وہ آدمی جو کسی سلطان کے طعام یا ظلمت
سے ابتلاء میں ڈالا جائے اسے چاہئے کہ وہ تخری کرے اگر اس کے دل میں اس کا حلال ہونا
آئے تو قبول کر لے ورنہ نہیں کیونکہ نبی ﷺ نے فرمایا: اسْتَفْتِ قَلْبَكَ. اپنے دل سے
فتویٰ طلب کر۔

الحجرات ۱۲ اجتنبوا کثیرا من الظن

دیکھنی ہے حشر میں عزت رسول اللہ کی۔

کہتے ہیں کہ (قیامت کے روز) مخلوق کے زمین سے باہر آنے سے پہلے جبرائیل و
میکائیل علیہما السلام مصطفیٰ ﷺ کے لئے براق، وحلہ و تاج لے کر زمین پر آئیں گے۔
اس دن کے ہول کی وجہ سے یہ نہ جان سکیں گے کہ سید دو عالم ﷺ کا روضہ کہاں ہے۔ زمین
سے پوچھیں گے۔ زمین کہے گی اس ہول کی وجہ سے مجھ پر قیامت طاری ہے، نہیں جانتی کہ
میرے اندر کیا ہے۔

اس جگہ سے جہاں سید دو عالم ﷺ کی خوابگاہ ہے ایک نور باہر آئے گا۔ جبریل

اس جگہ لپک کر جائیں گے، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم قبر سے باہر تشریف لائیں گے۔

جیسا کہ حدیث میں بھی ہے۔ اَنَا أَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْأَرْضُ۔

ترجمہ: میں ہوں جس کے لئے سب سے پہلے زمین شق ہوگی۔

سب سے پہلی بات جو آپ فرمائیں گے وہ یہ ہوگی کہ اے جبریل! میری امت کا حال کیا ہے؟ تیرے پاس کیا خبر ہے؟ وہ کہیں گے اے سید! سب سے پہلے آپ اٹھے وہ تو ابھی مٹی میں پڑے ہوئے ہیں۔ اے سید! یہ حلقہ پہن لیجئے، تاج سر پہ رکھ لیجئے، اور براق پہ تشریف رکھیے اور مقام شفاعت پر تشریف لے جائیے تاکہ امت بھی وہاں پہنچے۔ **مصطفیٰ** صلی اللہ علیہ وسلم اس جگہ تشریف لے جائیں گے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ستائش کریں گے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ارشاد ہوگا: اے سید! آج کا دن خدمت کا دن نہیں ہے بلکہ عطا و نعمت کا دن ہے۔ سجدے میں گرنے کا دن نہیں، کرم و جود کا دن ہے۔ سزا ٹھائیے اور شفاعت کیجئے، جو آپ چاہیں گے وہی کر دوں گا۔ کیونکہ ہم نے کہہ رکھا ہے کہ تمہیں وہ سب عطا کیا جائے گا جو تم چاہو گے۔

﴿وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ﴾ (الضحیٰ ۹۳: ۵)

ترجمہ: عنقریب تیرا رب تجھے اتنا دے گا کہ تو راضی ہو جائے گا۔

ق ۴۲ ذالک یوم الخروج

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود پاک۔

﴿وَالنَّجْمِ إِذَا هَوَىٰ﴾ (النجم ۵۳: ۱)

ترجمہ: اس پیارے چمکتے تارے محمد کی قسم جب یہ معراج سے اترے۔

کا جواب ہے۔

marfat.com

Marfat.com

﴿ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوَى ﴾ (النجم ۲:۵۲)

ترجمہ: تمہارے صاحب نہ بہکے نہ بے راہ چلے۔

اس سے اشارہ اس طرف ہے کہ نبی ﷺ کا وجود جب اول نور و وحدانی بسیط علوی لطیف عثمانی ہے اس کے ساتھ حق تعالیٰ نے تجلی فرمائی اور قدیم ازلی قدرت کسی واسطہ کے بغیر اس سے متعلق ہوئی جیسا کہ آپ ﷺ نے اس کے بارے میں خبر دی۔

أَنَا مِنَ اللَّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ مِنِّي۔ میں اللہ سے ہوں اور مومن مجھ سے ہیں۔

اس میں امکانی واسطوں جو اس گمراہی کا موجب بنتے ہیں جس کا نتیجہ غی ہے کی ظلمت نہیں ہے۔ بلکہ وہ اپنی اصلی بسیط عثمانی نوریت پر ہیں، جو ہدایت و تقویٰ کی مقتضی ہے، ہدایت کی طرف بلانے والی ہے۔ اپنی اصلی حالت میں باقی رہنے والی ہے۔ تمہاری طبی مصاحبت نے اس میں اثر نہیں کیا نہ ہی تمہاری عنصری صورت کی مخالفت کا کوئی اثر ہے۔ نہ تو وہ طبیعت کی وجہ سے گمراہ ہوئے نہ بشریت کی بنا پر راہ سے ہٹے۔ پس بے شک آپ ﷺ حق کے ساتھ قائم اور طبع سے خارج تھے۔ جیسا کہ خود اپنے شریف قدسی نفس کے بارے میں یہ کہہ کر خبر دی:

لَسْتُ كَأَحَدِكُمْ أَبِيثُ عِنْدَ رَبِّي يُطْعِمُنِي وَيُسْقِينِي۔

ترجمہ: میں تمہاری طرح نہیں ہوں میں اللہ ﷻ کے ہاں رات گزارتا ہوں وہ مجھے کھلاتا پلاتا ہے۔

یہ بات اس بات پر دلیل ہے کہ آپ قائم بحق ہیں اور طبیعت اور اس کے احکام سے خارج ہیں۔

النجم ۲ وما ضل صاحبكم وما غوى

اولیاء اللہ کا بیک وقت مختلف مقامات پر ہونا۔

یہ بات ممکنات میں سے ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی فرشتے کی روح میں اتنی طاقت پیدا فرمادے جس سے وہ اپنے معبود جسم کے علاوہ کسی اور جسم میں بھی تصرف کر لے جیسا کہ ابدال کی شان ہے۔ کیونکہ وہ ایک جگہ کی طرف رحلت کرتے ہیں اور اپنی جگہ بھی اصلی وجود کی جگہ ایک اور وجود کے ساتھ قیام کرتے ہیں۔

ابن السبکی نے طبقات میں ذکر کیا کہ اولیاء اللہ کی کرامات کی کئی قسمیں ہیں۔ اور ان میں ایک یہ بھی گنوائی کہ ان کے کئی جسم ہو سکتے ہیں۔ اور کہا: یہ وہ چیز ہے جسے صوفیاء عالم مثال کہتے ہیں۔ اسی قبیل سے قضیب البان کا قصہ اور دیگر واقعات ہیں۔ جیسے شیخ عبدالقادر طہمطوطی کا واقعہ ہے۔ جلال الدین سیوطی نے ذکر کیا کہ ان کے پاس ایک سوال پیش کیا گیا کہ ایک آدمی نے کہا: شیخ عبدالقادر طہمطوطی فلاں رات کو اس کے پاس تھے۔ اگر یہ بات غلط ہو تو اس کی بیوی کو طلاق۔ ایک اور آدمی نے بھی اسی رات شیخ کے اپنے پاس ہونے پر قسم کھائی کہ اگر اس کی بات غلط ہو تو اس کی بیوی کو طلاق۔ کیا ان میں سے کسی کی بیوی پر طلاق واقع ہو گی؟

میں نے اپنا قاصد شیخ عبدالقادر طہمطوطی کی خدمت میں بھیجا اور اس کے بارے میں پوچھا۔ انہوں نے فرمایا: اگر چالیس آدمی بھی یہ کہیں کہ میں ایک ہی وقت میں ان کے پاس تھا تو انہوں نے سچ کہا۔ اس پر میں نے فتویٰ دیا کہ ان دونوں میں سے کوئی بھی حانث نہیں ہوا۔ کیونکہ تخیل و تشکل کی بنا پر کئی صورتوں کا ہونا ممکن ہے جیسا کہ جنات کے لئے ہوتا ہے۔

امام شعرانی فرماتے ہیں: مجھے ایک ایسے آدمی نے بتایا جو شیخ محمد الخضری کی صحبت میں رہا کہ شیخ نے پچاس شہروں میں ایک ہی دن جمعہ کا خطبہ دیا اور ان کی امامت بھی

فرمائی۔ شیخ ابوعلی جو مصر میں مدفون ہیں ان کے بارے میں ان کے اصحاب نے مجھے بتایا کہ کئی شکلوں میں ظاہر ہونا آپ کا رات دن کا مشغلہ تھا۔ حتیٰ کہ بعض اوقات درندوں اور جانوروں کی صورت میں بھی۔ ایک دفعہ ان کے دشمن ان کے پاس انہیں قتل کرنے کے لئے آئے، انہیں پالیا، تلواروں کے ساتھ رات کو انہیں قتل کر دیا اور دور لے جا کر مٹی کے ایک ڈھیر پر انہیں گرادیا۔ صبح ہوئی تو انہیں کھڑے نماز پڑھتے پایا۔

جواہر شعرانی میں ہے کہ مختلف شکلیں بدلنے کی صورت یہ ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ روح کو طاقت دے دیتا ہے وہ کُن کی خلعت سے جتنے چاہے اجسام کی تدبیر کر لیتی ہے۔ اولیاء اللہ کے لئے اس دنیا میں یہ خرق عادت کے طور پر ہوتا ہے۔ آخرت میں اہل جنت کی نشاۃ انہیں یہ طاقت دے دے گی۔ پھر جس طرح ایک روح سارے جسم کے اعضاء کی تدبیر کرتی ہے اور وہ سنتے، دیکھتے، پکڑتے اور چلتے ہیں، اسی طرح ایک روح کئی اجسام کی تدبیر کر سکے گی۔

فتوحات مکیہ میں ہے کہ کشف صحیح کے ساتھ جو معلوم ہوا ہے وہ یہ کہ اہل جنت کے اجسام ان کی ارواح میں لپیٹ دیئے جائیں گے، پھر دنیا کی حالت کے برعکس، روہیں اجسام کے لئے ظرف بن جائیں گی۔ آخرت میں ظہور اور حکم جسم کے لئے ہوگا روح کے لئے نہیں۔ اسی لئے وہ جس صورت میں چاہیں گے ظاہر ہو سکیں گے۔ جیسا کہ آج فرشتوں اور عالم ارواح کے لئے ہے۔

النعم ۶ ذومرہ فاستوی

رب تعالیٰ کو دیکھا۔

جان لو کہ اگر (شب معراج) جسے دیکھا وہ جبرائیل تھے تو دیکھنا آنکھ سے دیکھنا

marfat.com

Marfat.com

تھا، اگر وہ اللہ ﷻ کی ذات تھی، جیسا کہ بعض کا قول ہے تو علماء اس سلسلہ میں اختلاف رکھتے ہیں کہ اسراء کی رات آپ ﷺ نے رب تعالیٰ کو دل سے دیکھا یا سر کی آنکھوں سے۔ بعض نے کہا: آپ ﷺ کی بصارت کو دل میں رکھا گیا اور آپ ﷺ نے دل کے ساتھ دیکھا، ایسی صورت میں معنی یہ ہوگا کہ

﴿ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَى ﴾ (النجم ۱۱:۵۳)

ترجمہ: دل نے جھوٹ نہ کہا جو دیکھا۔

یعنی دل نے یہ نہیں کہا کہ جو تم نے دیکھا وہ تو شیطانی وسوسہ ہے تیری یہ شان نہیں ہے کہ تو اللہ کو دیکھ لے، بلکہ یقین تھا کہ جو آپ نے دل کے ساتھ دیکھا، وہ حق تھا، صحیح تھا۔ بعض نے کہا کہ آپ ﷺ نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ کیونکہ آپ ﷺ کا فرمان ہے: اللہ ﷻ نے موسیٰ علیہ السلام کو اپنے ساتھ کلام اور مجھے اپنی رویت عطا فرمائی۔ اور آپ ﷺ کا فرمان ہے: میں نے رب تعالیٰ کو احسن صورت یعنی صفت میں دیکھا۔

کوشی میں مصنف نے کہا: یہ ایسی بات ہے جس میں (آنکھ سے دیکھنے پر) کوئی دلیل نہیں ہے۔ کیونکہ ممکن ہے آپ ﷺ نے اس سے دل کے ساتھ دیکھا مراد لیا ہو اس طرح کہ دوسروں کے مقابلے میں معرفت زیادہ عطا فرمادی ہو۔

فقیر (اسماعیل حقی) کہتا ہے۔ رویت کو کلام کے مقابلہ میں لانا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ رویت بالعمین (آنکھ سے دیکھنا) مراد ہے۔ کیونکہ موسیٰ علیہ السلام نے رویت کا سوال کیا اور انہیں منع کر دیا گیا۔ پس اس بات کا تقاضا یہ ہے کہ نبی علیہ السلام کو ان پر اس چیز کے ساتھ فضیلت عطا فرمائی گئی ہو جو انہیں عطا نہیں کی گئی تھی اور وہ ہے آنکھ سے دیکھنا۔

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ رویت قلبی جو اسلاخ سے حاصل ہوتی ہے اس میں

سارے انبیاء مشترک ہیں بلکہ اولیاء بھی۔ یہ بات صحیح روایات سے ثابت ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے رب تعالیٰ کو اس وقت دل کی آنکھ سے دیکھا جب آپ طور پر بے ہوش ہو کر گرے تھے۔ اسے اس بات پر محمول کرنا (کہ دل کی آنکھ سے دیکھنا نہ تھا بلکہ) معرفت زیادہ ہو گئی بے فائدہ سی بات ہے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا فرمایا کرتی تھیں کہ جس نے کہا محمد ﷺ نے رب کو دیکھا اس نے اللہ پر بہت بڑا جھوٹ باندھا۔ اس کے جواب میں کشف الاسرار میں فرمایا گیا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول میں روایت کی نفی ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول کہ آپ ﷺ نے دیکھا، اثبات ہے۔ فیصلہ ثابت کرنے والے کے حق میں ہوتا ہے، نفی کرنے والے کے حق میں نہیں۔ کیونکہ نفی کرنے والا اس لئے نفی کرتا ہے کہ اس نے سنا نہیں اور اثبات والا اس لئے ثابت کرتا ہے کہ اس نے سنا ہوتا ہے اور جانا ہوتا ہے۔ انتہی

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے پوچھا: کیا آپ نے رب کو دیکھا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: نَسُودَانِي اَرَاهُ۔ وہ نور ہے اسے کیسے دیکھ سکتا تھا۔ یہ اللہ پاک کی ذات کے نسب اور اضافات سے تجرد کی بنا پر تھا۔ معنی یہ ہے کہ وہ نور مجرد ہے اسے دیکھنا (اس اعتبار سے) ممکن نہیں ہے۔ اس کی تحقیق اس سے پہلے گزر چکی ہے۔

”غَيْبُ الْمَعَانِي“ میں ہے اس طرح کے مسائل یعنی روایت بالعين اجماع (سب علماء کا ایک رائے پر متفق ہو جانا) کے بغیر ثابت نہیں ہو سکتے۔ کشف الاسرار میں ہے کہ بعض لوگوں کا خیال ہے آپ ﷺ نے دل کی آنکھ سے دیکھا ظاہری آنکھ سے نہیں، یہ بات سنت اور مذہب صحیح کے خلاف ہے، حقیقت یہ کہ نبی ﷺ نے رب تعالیٰ کو سر کی آنکھوں سے دیکھا۔ انتہی

”الْكَوْاشِي“ میں ہے اس دنیا میں عقلا رویت باری تعالیٰ محال ہے۔ اور محمد ﷺ

کے علاوہ کسی اور کے لئے رویت بالعين تسلیم نہیں کی جاسکتی۔ انتہی

ابن الشیخ کہتے ہیں: جان لو کہ اس دنیا میں اللہ ﷻ کا دیدار عقلا جائز ہے۔ کیونکہ

اس کے دیدار کے جائز ہونے کے دلائل آخرت کے ساتھ مخصوص نہیں ہیں۔ اور اس لئے بھی

کہ اہلسنت کا مذہب زُوَيْتٌ بِالْاِرَاةِ (اللہ کے دکھلانے سے دیکھنا) ہے، بندے کی اپنی

طاقت سے نہیں۔ جب کسی شے کا علم آنکھ سے دیکھ کر حاصل ہوتا ہے تو اسے زُوَيْتٌ بِالْاِرَاةِ

کہتے ہیں۔ اور اگر علم دل کے ذریعے سے حاصل ہو تو اسے معرفت کا نام دیا جاتا ہے۔ اللہ

ﷻ اس بات پر قادر ہے کہ جس طرح اس نے دل میں ایسی چیز پیدا فرمائی جو کسی شے کا

ادراک کر لیتی ہے۔ اسی طرح وہ انسان کی آنکھ میں کوئی ایسی چیز پیدا کر دے جو (دل کی طرح)

کسی شے کو سمجھ لے۔

(سر کی آنکھوں سے رویت باری تعالیٰ کے) مسئلہ میں صحابہ کے درمیان بھی

اختلاف پایا جاتا تھا۔ یہ اختلاف اس بات کی دلیل ہے کہ سب کا اس بات پر اتفاق تھا کہ عقلا

رویت باری تعالیٰ جائز ہے۔ انتہی

حسن بصری رَجَمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی قسم کھا کر کہا کرتے تھے کہ سیدنا محمد ﷺ نے معراج

کی رات رب کو دیکھا۔ نقاش نے امام احمد بن حنبل رَجَمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی سے روایت کیا فرمایا: میں

حدیث ابن عباس کی بنیاد پر کہتا ہوں: اپنی آنکھوں سے دیکھا، دیکھا، دیکھا آپ ایک سانس

میں جتنی بار کہہ سکتے تھے اتنی بار کہا: دیکھا، دیکھا، دیکھا۔

آپ ﷺ نے سردی کلام کو بے نقل سنا اور خداوند تعالیٰ کو بے جہت دیکھا۔

دران دیدن کہ حیرت حاصلش بود دلش در چشم و چشمش در دلش بود

اس دیکھنے میں کہ جس میں حیرت حاصل تھی۔ آپ ﷺ کا دل آنکھ میں اور آنکھ دل میں تھی۔

بعض بزرگوں نے فرمایا: حق تعالیٰ کی رویت کے اس دنیا میں نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اللہ کی کامل معرفت سے عاجز ہیں۔ ورنہ وہ اسے دیکھتے تو ہیں مگر نہیں پہچانتے کہ وہ وہی ہے۔ کیونکہ عقل کی وہاں تک رسائی نہیں ہے۔ مخلوق خود اس کے آگے حجاب ہے۔ اللہ ﷻ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی کیفیت سے پاک ہے۔ اس بات کو خوب سمجھ لو کہ وہ اسے دیکھتے ہیں اور نہیں بھی دیکھتے۔ اس سے زیادہ وضاحت ممکن نہیں ہے۔ انتہی

فقیر (صاحب تفسیر روح البیان) کہتا ہے۔ ہاں! اللہ ﷻ دونوں جہانوں میں کیفیت سے پاک ہے لیکن دنیا و آخرت میں فرق کثافت و لطافت کا ہے۔ ہمارے نبی ﷺ کے علاوہ (جنہوں نے اللہ کا دیدار سر کی آنکھوں سے کیا) دنیا میں اوروں کے لئے شہود صرف سر کے ساتھ ہوتا ہے جبکہ آخرت میں اس کے برعکس ہوگا۔ وہاں دل جسم بن جائے گا اور جسم دل کی جگہ لے گا، اور جسم وہاں وہ کام کرے گا جو یہاں دل اور سر کرتا ہے۔ جب نبی ﷺ کے جسم پاک کی لطافت اتنی ہے کہ اسے دنیا میں دیدار عطا کیا گیا تو آخرت میں آپ کی لطافت اور رویت کا اندازہ کیسے کیا جاسکتا ہے۔ آپ کا شہود دونوں جہانوں میں سب سے زیادہ کامل شہود ہے کیونکہ آپ نے اپنے رب کو اپنے سر اور روح کے ساتھ جو جسم کی صورت میں تھے رب تعالیٰ کو دیکھا۔

النجم ۱۱ ما کذب الفواد ما رآی

آپ ﷺ کا علم ساری کائنات پر محیط ہے۔

فقیر (صاحب تفسیر روح البیان) کہتا ہے۔ (شب معراج) اللہ ﷻ کی آیات کو دیکھنا رویت باری تعالیٰ پر بھی مشتمل ہے۔ شیخ کبیر رحمۃ اللہ علیہ نے فلوک میں فرمایا: رویت و ادراک کا نہ ہونا اس اعتبار سے ہے کہ وہ ذات مظاہر، نسب اور اضافات سے پاک ہے۔ مگر قدرت کے مظاہر میں مراتب کے حجابات کے پیچھے سے ادراک ممکن ہے۔ جیسا کہ کہا گیا:

كالشمس تمنعك اجتلاءك وجهها

فاذا اکتست برفیق غیم امکنا

سورج تجھے اپنا چہرہ دیکھنے نہیں دیتا مگر جب کوئی پتلا سا بادل کا ٹکڑا اس کے سامنے آجائے تو دیکھنا ممکن ہو جاتا ہے۔

یہ بات کہ آیات کا دکھایا جانا اللہ کے دیدار پر مشتمل ہے تو جب وہ ملکوتی آیات ملکی آیات سے اوپر تھیں اللہ نے ان مشاہد کے اندر آپ ﷺ کو اپنا مشاہدہ کروا دیا تا کہ تمام مراتب و مشاہد میں آپ ﷺ کی رویت تمام ہو جائے۔

یہ بات ناممکنات میں سے ہے کہ ایک کریم کسی کریم کو اپنے گھر بلائے، ایک حبیب اپنے حبیب کی اپنے محل میں ضیافت کرے اور پھر اپنے آپ کو اس سے چھپائے اور اپنا چہرہ نہ دکھائے۔

النجم ۱۸ لقد رأى من آیات ربہ الكبرى

وقت ولادت۔

نبی اکرم ﷺ کے صحابہ سے روایت ہے کہ انہوں نے آپ ﷺ سے پوچھا: یا رسول اللہ! ہمیں اپنے بارے میں کچھ بتائیے۔ فرمایا: میں راہم الطیف کی دنیا اور نسی الغیب کی

بشارت ہوں اور اپنی ماں کا وہ خواب جو انہوں نے حمل کے دوران دیکھا۔ میری ماں نے دیکھا کہ ان سے ایک نور نکلا ہے جس سے بصری کے محلات روشن ہو گئے۔
بصری جُہلی کے وزن پر ہے اور یہ شام میں ایک جگہ کا نام ہے۔

الصف ٦ مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد

جلد و ہم

ن نبی اکرم ﷺ کا نام ہے۔

اہل فہم سے فرماتے ہیں: نون اللہ ﷻ کے ناموں میں سے ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ اگر تین سورتوں، المر، حم، اور ن، کے پہلے حروف کو جمع کیا جائے تو الرحمن بنتا ہے۔

یہ بھی کہا گیا کہ یہ نبی ﷺ کے ناموں میں سے ہے۔ (کَمَا فِي التَّحْمِيلَةِ) شاید یہ بات کہنے والے کا اشارہ نبی ﷺ کے ارشاد کی طرف ہے جس میں آپ ﷺ نے فرمایا:

أَوَّلُ مَا خَلَقَ اللَّهُ نُورِي۔ اس صورت میں نور نبی ﷺ کا نام ہوگا۔ اگر یہ کہا جائے کہ اس صورت میں تو تکرار ہوگی۔ کیونکہ قلم بھی آپ ﷺ کے ناموں میں سے ہے۔ جیسا کہ فرمایا: أَوَّلُ مَا خَلَقَ اللَّهُ الْقَلَمَ۔

میں کہتا ہوں کہ عنوان میں تغایر ذات میں تغایر کے قائم مقام ہے۔ اپنی نورانیت کے اعتبار سے آپ نور ہیں اور اس اعتبار سے کہ آپ صاحب قلم ہیں، آپ کا نام قلم ہے۔ جیسا کہ خالد بن الولید کو سَيْفِ اللَّهِ الْمَسْلُوبِ۔ (اللہ کی ننگی تلوار) کہا گیا کیونکہ آپ صاحب سیف تھے۔

بعض کا خیال یہ بھی ہے کہ ن سے مراد نور کی ایک تختی ہے۔ یا پھر جنت کے اندر ایک

نمبر کا نام ہے۔

علم مَا كَانَ وَ مَا يَكُونُ.

”تَاوِيلَاتِ نَجْمِيَّة“ میں ہے:

﴿ مَا أَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُونٍ ﴾ (القلم ۶۸: ۲)

کا معنی مَا أَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَسْتُورٌ.

ترجمہ: آپ اللہ کی نعمت سے مستور نہیں ہیں یعنی آپ سے وہ پوشیدہ نہیں ہے جو کچھ ازل میں تھا اور جو کچھ ابد تک ہوگا۔ کیونکہ الْجِنّ کا معنی ہے السُّتْر۔ جنات کو جن اس لئے کہا گیا کہ وہ انسانوں کی نظروں سے پوشیدہ رہتے ہیں۔ آپ جاننے والے ہیں اس کے، جو ہو چکا، اور خبر رکھنے والے ہیں اس کی جو آئندہ ہونے والا ہے۔

آپ ﷺ کے ہر شے پر محیط علم کی دلیل آپ ﷺ کا یہ فرمان ہے:

فَوَضَعَ كَفَّهُ بَيْنَ كَتَفَيْ فَوَجَدَتْ بَرْدَهَا بَيْنَ ثَدْيَيْ فَعَلِمَتْ مَا فِي

السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ.

ترجمہ: اللہ ﷻ نے اپنا دست قدرت میرے کندھوں کے درمیان رکھا۔ اس کی ٹھنڈک میں نے اپنے سینے میں محسوس کی اور میں نے جان لیا جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں۔

ن ۲ ما بنعمت ربك بمجنون

جنات کے بارے میں حکم۔

مومن جنات کے لئے ثواب بھی ہے اور عذاب بھی۔ وہ مٹی نہیں ہو جائیں گے۔ یہی بات زیادہ صحیح ہے۔ ان میں سے مومن، مومن انسانوں کے ساتھ جنت میں، یا اعراف میں ہوں گے اور ان کو وہ نعمتیں دی جائیں گی جو ان کے حال کے مناسب ہوں گی۔

اور ان میں سے جو کافر ہیں وہ انسان کافروں کے ساتھ ہوں گے۔ ان کا عذاب اس طرح کا ہوگا جو ان کے حال سے مناسبت رکھتا ہے۔

النبا ۴۰ و يقول الكافر يليتني كنت ترابا

الجزء الأول:

ملائکہ موکلین صرف ان اعمال کو بارگاہِ خداوندی میں پیش ہونے دیتے ہیں جو خلوص نیت کے ساتھ کئے جائیں۔

وَلِي تَوْصِيَةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ لِمُعَاذٍ (يَا مُعَاذُ إِنِّي مُحَدِّثُكَ بِحَدِيثٍ
 إِنَّكَ حَفِظْتَهُ نَفَعَكَ وَإِنْ أَنْتَ ضَيَعْتَهُ انْقَطَعَتْ حُجَّتُكَ عِنْدَ اللَّهِ تَعَالَى. يَا
 مُعَاذُ! إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى خَلَقَ سَبْعَةَ أَمْلَاقٍ قَبْلَ أَنْ يُخْلَقَ السَّمَوَاتِ
 وَالْأَرْضَ فَجَعَلَ لِكُلِّ سَمَاءٍ مِنَ السَّبْعَةِ مَلَكَ يَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ لِحَفِظَةِ بِعَمَلِ
 الْعَبْدِ مِنْ حِينَ أَصْبَحَ إِلَى حِينَ أَمْسَى لَهُ نُورٌ كَنُورِ الشَّمْسِ حَتَّى إِذَا طَلَعَتْ بِهِ
 الْمَلَكَةُ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا زَكَّتُهُ وَكَثَّرَتْهُ فَيَقُولُ الْمَلِكُ الْمُوَكَّلُ لِلْحَفِظَةِ
 قِفُوا وَاضْرِبُوا بِهَذَا الْعَمَلِ وَجْهَ صَاحِبِهِ أَنَا صَاحِبُ الْغَيْبَةِ أَمْرِي رَبِّي أَنْ لَا
 أَدَّعِ عَمَلٌ مِنَ اغْتَابَ النَّاسَ يَتَجَاوَزُنِي إِلَهُ كَانَ يَغْتَابُ النَّاسَ)

زباں آماز بہر شکر و سپاس بغیب نکر و اندیش حق شناس

قَالَ (ثُمَّ يَأْتِي الْحَفِظَةُ بِعَمَلِ صَالِحٍ مِنْ أَعْمَالِ الْعَبْدِ فَتَزَكِّيهِ وَ
 تُكثِّرُهُ حَتَّى تَبْلُغَ بِهِ إِلَى السَّمَاءِ الْفَائِيَةِ فَيَقُولُ لَهُمُ الْمَلِكُ الْمُوَكَّلُ بِالسَّمَاءِ
 الْفَائِيَةِ قِفُوا وَاضْرِبُوا بِهَذَا الْعَمَلِ وَجْهَ صَاحِبِهِ أَنَا مَلِكُ الْفُجْرِ إِنَّهُ أَرَادَ بِعَمَلِهِ
 هَذَا عَرَضَ الدُّنْيَا أَمْرِي رَبِّي أَنْ أَدَّعِ عَمَلَهُ يَتَجَاوَزُ إِلَيَّ غَيْرِي إِنَّهُ كَانَ يَفْتَخِرُ
 عَلَى النَّاسِ فِي مَجَالِيهِمْ)

چند تاریخ در میان ہے چوتھوں کو یہ پیش از بہر چہ دار خلق

قَالَ ۛ (وَ يَصْعَدُ الْحَفْظَةَ بِعَمَلِ عَبْدٍ يَتَهَيَّجُ نُورًا مِنْ صَلَافَةِ وَ صِيَامِ وَ
 صَلَوةِ قَدْ اَعْجَبَ الْحَفْظَةَ فَيَتَجَاوِزُونَ بِهِ اِلَى السَّمَاءِ الثَّالِثَةِ لِيَقُولَ لَهُمْ
 الْمَلِكُ الْمُوَكَّلُ بِهَا قِفُوا وَ اضْرِبُوا بِهَذَا الْعَمَلِ وَجْهَ صَاحِبِهِ اَنَا مَلِكُ الْكَبْرِ
 اَمْرِي رَبِّي اَنْ لَا اَدْعَ عَمَلَهُ يُجَاوِزُنِي اِنَّهُ كَانَ يَتَكَبَّرُ عَلَي النَّاسِ فِي مَجَالِسِهِمْ

فروتن بود، هوشمند گزین نهد شاخ پر میوه سر بر زمین

قَالَ ۛ (وَ يَصْعَدُ الْحَفْظَةَ بِعَمَلِ عَبْدٍ يَزْهُو كَمَا يَزْهُو الْكَوْكَبُ الدَّرِي
 مِنْ صَلَوةِ وَ تَسْبِيحِ وَ حَجِّ وَ عُمْرَةٍ حَتَّى يُجَاوِزُونَ بِهِ اِلَى الرَّابِعَةِ لِيَقُولَ لَهُمْ
 الْمَلِكُ الْمُوَكَّلُ بِهَا قِفُوا وَ اضْرِبُوا بِهَذَا الْعَمَلِ وَجْهَ صَاحِبِهِ اَنَا مَلِكُ
 الْعُجْبِ اَمْرِي رَبِّي اَنْ لَا اَدْعَ عَمَلَهُ يُجَاوِزُنِي اِنَّهُ كَانَ اِذَا عَمِلَ عَمَلًا اَدْخَلَ
 الْعُجْبَ فِيهِ)

چوروی بخدمت نبی بر زمین خدارشا گوی خود را بسین

قَالَ ۛ (وَ يَصْعَدُ الْحَفْظَةَ بِعَمَلِ عَبْدٍ حَتَّى يُجَاوِزُونَ بِهِ اِلَى السَّمَاءِ
 الْخَامِسَةِ كَاَنَّهُ الْعُرُوسُ الْمَرْفُوقَةُ اِلَى اَهْلِهَا لِيَقُولَ لَهُمْ الْمَلِكُ الْمُوَكَّلُ بِهَا
 قِفُوا وَ اضْرِبُوا بِهَذَا الْعَمَلِ وَجْهَ صَاحِبِهِ اَنَا مَلِكُ الْحَسَدِ اِنَّهُ كَانَ يَحْسَدُ مَنْ
 يَتَعَلَّمُ الْعِلْمَ وَ يَعْمَلُ لِلَّهِ وَ كُلُّ مَنْ يَأْخُذُ بِنَصِيبٍ مِنَ الْعِبَادَةِ كَانَ يَحْسَدُ هُمْ وَ
 يُعِيْبُهُمْ اَمْرِي رَبِّي اَنْ لَا اَدْعَ عَمَلَهُ يُجَاوِزُنِي)

عقبه زین صعب تر در راه نیست ای خنک آنگس حسد همراه نیست

قَالَ ۛ (وَ يَصْعَدُ الْحَفْظَةَ بِعَمَلِ عَبْدٍ مِنْ صِيَامِ وَ صَلَوةِ وَ زَكَاةِ وَ حَجِّ
 وَ عُمْرَةٍ فَيُجَاوِزُونَ بِهِ اِلَى السَّمَاءِ السَّادِسَةِ لِيَقُولَ لَهُمْ الْمَلِكُ الْمُوَكَّلُ بِهَا

قِفُوا وَاضْرِبُوا بِهَذَا الْعَمَلِ وَجْهَ صَاحِبِهِ إِنَّهُ كَانَ لَا يَرْحَمُ إِنْسَانًا مِنْ عِبَادِ اللَّهِ قَطُّ وَإِذَا أَصَابَهُمْ بَلَاءٌ وَضُرٌّ كَانَ يَشْمَتُ فِيهِمْ أَنَا مَلِكٌ مُوَكَّلٌ بِالرَّحْمَةِ أَمْرِي رَبِّي أَنْ لَا أَدَعَ عَمَلَهُ يُجَاوِزُنِي

اشک خواہی رحم کن بر اشک بار
رحم خواہی بر ضعیفان رحم آر

قَالَ ن (وَ يَصْعَدُ الْحَفْظَةُ إِلَى السَّمَاءِ السَّابِعَةِ بِعَمَلِ عَبْدٍ مِنْ صَلَاةٍ وَ صَوْمٍ وَ فِقْهِ وَ اجْتِهَادٍ وَ وَرَعَ لَهَا دَوِيٌّ كَدَوِيٌّ النَّخْلِ وَ ضَوْءٌ كَضَوْءِ الشَّمْسِ مَعَهَا ثَلَاثَةُ آلَافٍ مَلَكٍ فَيَجَاوِزُونَ بِهَا إِلَى السَّمَاءِ السَّابِعَةِ فَيَقُولُ لَهُمُ الْمَلِكُ الْمُوَكَّلُ بِهَا قِفُوا وَاضْرِبُوا بِهَذَا الْعَمَلِ وَجْهَ صَاحِبِهِ وَاقْفُلُوا عَلَى قَلْبِهِ أَنَا أَحْجُبُ عَنْ رَبِّي كُلَّ عَمَلٍ لَمْ يَرُدَّ بِهِ رَبِّي إِنَّهُ كَانَ يَعْمَلُ لِغَيْرِ اللَّهِ إِنَّهُ رَادَ بِهِ رِفْعَةً عِنْدَ الْفُقَهَاءِ وَ ذِكْرًا عِنْدَ الْعُلَمَاءِ وَ صِيَّتًا فِي الْمَدَائِنِ أَمْرِي رَبِّي أَنْ لَا أَدَعَ عَمَلَهُ يُجَاوِزُنِي إِلَى غَيْرِي وَ كُلُّ عَمَلٍ لَمْ يَكُنْ لِلَّهِ تَعَالَى خَالِصًا فَهُوَ رِيَاءٌ)

بروی ریاء خرق سہلست و دخت
کرش با خدا در تو آئی فروخت

قَالَ ن (وَ يَصْعَدُ الْحَفْظَةُ بِعَمَلِ عَبْدٍ مِنْ زَكَاةٍ وَ صَوْمٍ وَ صَلَاةٍ وَ حَجٍّ وَ عُمْرَةٍ وَ خُلِقَ حَسَنٌ وَ ذِكْرٌ لِلَّهِ وَ يَشِيعُهُ مَلَائِكَةُ السَّمَوَاتِ حَتَّى يَقْطَعُونَ الْحُجُبَ كُلَّهَا إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ فَيَقْفُونَ بَيْنَ يَدَيْهِ لِيَشْهَدُوا لَهُ بِالْعَمَلِ الصَّالِحِ الْمُخْلِصِ لِلَّهِ فَيَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ أَنْتُمْ الْحَفْظَةُ عَلَى عَمَلِ عَبْدِي وَأَنَا الرَّقِيبُ عَلَى قَلْبِهِ إِنَّهُ لَمْ يَرِدْنِي بِهَذَا الْعَمَلِ وَ أَرَادَ بِهِ غَيْرِي فَعَلَيْهِ لَعْنَتِي لَقَوْلِ الْمَلَائِكَةِ كَلِّمُوا عَلَيْهِ لَعْنَتَكَ وَ لَعْنَتَنَا لَعْنَةُ السَّمَوَاتِ السَّبْعِ وَ مَنْ فِيهِنَّ)

قَالَ مُعَاذُ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَكَيْفَ لِي بِالنَّجَاةِ وَالْخُلُوصِ؟ قَالَ (اِقْتَدِ بِي وَ
عَلَيْكَ بِالْيَقِينِ وَإِنْ كَانَ فِي عَمَلِكَ تَقْصِيرٌ وَحَافِظٌ عَلَى لِسَانِكَ مِنَ
الْوَقِيعَةِ) أَيِ الْغِيْبَةِ (فِي إِخْوَانِكَ مِنْ حَمَلَةِ الْقُرْآنِ وَلَا تُزَكِّ نَفْسَكَ
عَلَيْهِمْ وَلَا تُدْخِلْ عَمَلَ الدُّنْيَا بِعَمَلِ الْآخِرَةِ وَلَا تَمْزُقِ النَّاسَ فَيَمْزُقَكَ
كِلَابُ النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي النَّارِ وَلَا تَرَاءَ بِعَمَلِكَ النَّاسَ)
قَالَ سَعْدِيُّ:

اے ہنر ہا نہادہ بر کف دست
تا چہ خواہی خریدن ای مغرور
عیبہا بر گرفتہ زیر بغل
روز در ماندگی بسیم وغل

البقرہ ۲: ۲۲ - فلا تجعلوا لله اندادا..... ص: ۷۶، ۷۷

حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ کی قبولیت۔

وَعَنِ النَّبِيِّ ﷺ (أَنَّ آدَمَ قَالَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ أَنْ تَغْفِرَ لِي. قَالَ وَ
كَيْفَ عَرَفْتَ مُحَمَّدًا قَالَ لَمَّا خَلَقْتَنِي وَ نَفَخْتَ فِي الرُّوحِ فَتَحْتُ عَيْنِي
فَرَأَيْتُ عَلَى سَاقِ الْعَرْشِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ فَعَلِمْتُ أَنَّهُ أَكْرَمُ
الْخَلْقِ عَلَيْكَ حَتَّى قَرَنْتَ إِسْمَهُ بِإِسْمِكَ فَقَالَ نَعَمْ وَ غَفَرَ لَهُ بِشَفَاعَتِهِ)

البقرہ ۲: ۳۷ - فتلقى آدم من ربه كلمات..... ص: ۱۱۳

قرآن پاک کی تعلیم اور اذان پر اجرت لینا۔

قَدْ اِخْتَلَفَ الْعُلَمَاءُ فِي اخْتِذِ الْأَجْرَةِ عَلَى تَعْلِيمِ الْقُرْآنِ وَالْعِلْمِ لِهَذِهِ
الآيَةِ ﴿..... وَلَا تَشْتَرُوا بِآيَاتِي ثَمَنًا قَلِيلًا.....﴾ وَالْفَتَاوَى فِي هَذَا الزَّمَانِ عَلَى
جَوَازِ الْإِسْتِجَارِ لِتَعْلِيمِ الْقُرْآنِ وَالْفِقْهِ وَ غَيْرِهِ لِنَلَا يَضِيعُ قَالَ ﷺ (إِنَّ أَحَقَّ

marfat.com

Marfat.com

مَا أَخَذْتُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا كِتَابُ اللَّهِ) وَالْآيَةُ فِي حَقِّ مَنْ تَعَيَّنَ عَلَيْهِ التَّعْلِيمُ قَابِي حَتَّى يَأْخُذَ عَلَيْهِ أَجْرًا فَأَمَّا إِذَا لَمْ يَتَّعَيَّنْ فَيَجُوزُ لَهُ أَخْذُ الْأَجْرَةِ بِدَلِيلِ السُّنَّةِ فِي ذَلِكَ كَمَا إِذَا كَانَ الْفَسَالُ فِي مَوْضِعٍ لَا يُوْجَدُ مَنْ يُغْسِلُ الْمَيِّتَ غَيْرُهُ كَمَا فِي الْقُرَى وَالنَّوَاحِي فَلَا أَجْرَ لَهُ لِتَعَيُّنِهِ لِذَلِكَ وَأَمَّا إِذَا كَانَ ثَمَّةَ نَاسٍ غَيْرُهُ كَمَا فِي الْأَمْصَارِ وَالْمُدُنِ فَلَهُ الْأَجْرُ حَيْثُ لَمْ يَتَّعَيَّنْ عَلَيْهِ فَلَا يَأْتُمُّ بِالتَّرْكِ وَ قَدْ يَتَّعَيَّنُ عَلَيْهِ إِلَّا أَنَّهُ لَيْسَ عِنْدَهُ مَا يُنْفِقُهُ عَلَى نَفْسِهِ وَلَا عَلَى عِيَالِهِ فَلَا يَجِبُ عَلَيْهِ التَّعْلِيمُ وَلَهُ أَنْ يَقْبَلَ عَلَى صَنْعَتِهِ وَ حِرْفَتِهِ.

وَيَجِبُ عَلَى الْإِمَامِ أَنْ يُعَيِّنَ لَهُ شَيْئًا وَ إِلَّا فَعَلَى الْمُسْلِمِينَ لِأَنَّ الصِّدِّيقَ ص لَمَّا وُلِّيَ الْخِلَافَةَ وَ عَيَّنَ لَهَا لَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ مَا يُقِيمُ بِهِ أَهْلَهُ فَأَخَذَ ثِيَابًا وَ خَرَجَ إِلَى السُّوقِ فَقِيلَ لَهُ فِي ذَلِكَ فَقَالَ وَ مِنْ أَيْنَ اتَّفَقَ عَلَى عِيَالِي فَرُدُّوهُ وَ فَرَضُوا لَهُ كِفَايَتَهُ وَ كَذًا يَجُوزُ لِلْإِمَامِ وَالْمُؤَدِّنِ وَ امْتَالِهِمَا أَخْذُ الْأَجْرَةِ . وَ بَيْعُ الْمُصْحَفِ لَيْسَ بَيْعُ الْقُرْآنِ بَلْ هُوَ بَيْعُ الْوَرَقِ وَ عَمَلُ أَيْدِي الْكَاتِبِ.

وَ قَالُوا فِي زَمَانِنَا تَغْيُرُ الْجَوَابِ فِي بَعْضِ الْمَسَائِلِ لِتَغْيِيرِ الزَّمَانِ وَ خَوْفِ انْدِرَاسِ الْعِلْمِ وَ الدِّينِ مِنْهَا مَلَا زَمَةَ الْعُلَمَاءِ أَبْوَابَ السَّلَاطِينِ وَ مِنْهَا خُرُوجُهُمْ إِلَى الْقُرَى لِطَلْبِ الْمَعِيشَةِ وَ مِنْهَا أَخْذُ الْأَجْرَةِ لِتَعْلِيمِ الْقُرْآنِ وَ الْأَذَانِ وَ الْإِمَامَةِ وَ مِنْهَا الْعَزْلُ عَنِ الْحَرَّةِ بِغَيْرِ إِذْنِهَا وَ مِنْهَا السَّلَامُ عَلَى شَرِبَةِ الْخُمُورِ وَ نَحْوِهَا فَاتَتْ بِالْجَوَازِ فِيهَا خَشْيَةُ الْوُقُوعِ فِي مَا هُوَ أَشَدُّ مِنْهَا وَ أَضْرُّ كَذًا فِي نِصَابِ الْأَحْسَابِ وَ غَيْرِهِ.

البقرہ ۲: ۴۱۔ لا تشنروا بآياتي ثمنا قليلا..... ص: ۱۲۱

سفید گدھا علم نجوم میں زیادہ ماہر۔

حِكِيَّ أَنْ نَصِيرَ الدِّينِ الطُّوسِيَّ دَخَلَ عَلَيَّ وَلِيَّ مِنْ أَوْلِيَاءِ اللَّهِ تَعَالَى
لِأَجْلِ الزِّيَارَةِ فَقِيلَ لَهُ هَذَا عَالِمُ الدُّنْيَا نَصِيرُ الدِّينِ الطُّوسِيُّ قَالَ الْوَلِيُّ: مَا
كَمَالُهُ؟ قِيلَ لَيْسَ لَهُ عَدِيلٌ فِي عِلْمِ النُّجُومِ. قَالَ الْوَلِيُّ: الْحِمَارُ الْأَبْيَضُ أَعْلَمُ
مِنْهُ. فَانْحَرَفَ الطُّوسِيُّ وَقَامَ مِنْ مَجْلِسِهِ فَاتَّفَقَ أَنَّهُ نَزَلَ تِلْكَ اللَّيْلَةَ عَلَيَّ بَابِ
بَيْتِ طَاحُونَةَ. فَقَالَ الطَّحَّانُ: أَدْخُلِ الْبَيْتَ فَإِنَّهُ سَيَكُونُ اللَّيْلَةَ مَطَرٌ عَظِيمٌ
حَتَّى لَوْ لَمْ يُغْلَقِ الْبَابُ لَأَخَذَهُ السَّيْلُ فَسَأَلَ الطَّحَّانَ عَنْ وَجْهِهِ فَقَالَ لِي حِمَارٌ
أَبْيَضٌ إِذَا حَرَّكَ ذَنْبَهُ إِلَى جَانِبِ السَّمَاءِ ثَلَاثًا لَمْ تَمْطُرِ السَّمَاءُ وَإِذَا حَرَّكَهُ
إِلَى جَانِبِ الْأَرْضِ يَقَعُ الْمَطَرُ فَلَمَّا سَمِعَهُ اعْتَرَفَ بِعَجْزِهِ وَصَدَّقَ الْوَلِيُّ وَ
زَالَ غَيْظُهُ.

البقرہ ۲: ۱۰۱۔ نبد فریق من الذین اوتوا الكتاب ص: ۱۹۰

عظمت و شان مصطفیٰ ﷺ

وَ ذَكَرَ الرَّاعِبُ الْأصفهَانِي فِي الْمُحَاضِرَاتِ أَنَّهُ قَالَ الْإِمَامُ الشَّاذِلِيُّ
صَاحِبُ حِزْبِ الْبَحْرِ اضْطَجَعْتُ فِي الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى فَرَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ قَدْ
نُصِبَ تَحْتِ خَارِجِ الْأَقْصَى فِي وَسْطِ الْحَرَمِ قَدْ خَلَّ خَلْقٌ كَثِيرٌ أَفْوَاجًا أَفْوَاجًا
فَقُلْتُ مَا هَذَا الْجَمْعُ؟ فَقَالُوا جَمْعُ الْأَنْبِيَاءِ وَالرُّسُلِ قَدْ حَضَرُوا لِیَشْفَعُوا فِي
حُسَيْنِ الْحَلَّاجِ عِنْدَ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ أَفْضَلُ الصَّلَاةِ وَالسَّلَامِ لِإِسَاءَةِ الْأَدَبِ
وَقَعْتُ مِنْهُ فَنَظَرْتُ إِلَى التُّحْتِ فَإِذَا نَبِيًّا مُحَمَّدٌ رَجُلًا جَالِسًا عَلَيْهِ بِإِنْفِرَادِهِ وَ

marfat.com

جَمِيعُ الْأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى الْأَرْضِ جَالِسُونَ مِثْلَ إِبْرَاهِيمَ وَ
 مُوسَى وَعِيسَى وَنُوحٍ. فَوَقَفْتُ أَنْظُرُ وَأَسْمَعُ كَلَامَهُمْ فَخَاطَبَ مُوسَى نَبِيَّنَا
 عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ وَقَالَ لَهُ إِنَّكَ قَدْ قُلْتَ عُلَمَاءُ أُمَّتِي كَأَنْبِيَاءِ بَنِي
 إِسْرَائِيلَ. فَأَرِنَا مِنْهُمْ وَاحِدًا فَقَالَ هَذَا.

وَإِشَارَ إِلَى الْإِمَامِ الْغَزَالِيِّ فَسَأَلَهُ مُوسَى سُؤَالَ فَاجِبَةٍ بَعْشَرَةِ أَجْوِبَةٍ
 فَأَعْتَرَضَ عَلَيْهِ مُوسَى بِأَنَّ السُّؤَالَ يَنْبَغِي أَنْ يُطَابِقَ الْجَوَابَ وَالسُّؤَالَ وَاحِدًا
 وَالْجَوَابُ عَشْرَةٌ. فَقَالَ الْإِمَامُ هَذَا الْإِعْتِرَاضُ وَارِدٌ عَلَيْكَ أَيْضًا حِينَ سَأَلْتَ
 وَمَا تِلْكَ بِيَمِينِكَ يَا مُوسَى وَكَانَ الْجَوَابُ عَصَايَ فَعَدَدْتُ صِفَاتٍ كَثِيرَةً
 قَالَ فَبَيْنَمَا أَنَا مُتَفَكِّرٌ فِي جَلَالَةِ قَدْرِ مُحَمَّدٍ وَ كَوْنِهِ جَالِسًا عَلَى التَّخْتِ
 بِأَنْفِرَادِهِ وَالْخَلِيلُ وَالْكَلِيمُ وَالرُّوحُ جَالِسُونَ عَلَى الْأَرْضِ إِذْ رَفَسَنِي شَخْصٌ
 بِرِجْلِهِ رَفْسَةً مَرُوعَةً فَانْتَبَهْتُ فَإِذَا يُقِيمُ ثُمَّ غَابَ عَنِّي فَلَمْ أَجِدْهُ إِلَى يَوْمِي
 هَذَا وَمِنْ هَذَا قَالَ :

فَانْسَبْ إِلَى ذَاتِهِ مَا شِئْتَ مِنْ شَرَفٍ

وَانْسَبْ إِلَى قَدْرِهِ مَا شِئْتَ مِنْ عَظَمٍ

اللَّهُمَّ يَسِّرْ لَنَا شَفَاعَتَهُ.

البقره ۲: ۱۴۳۔ و يكون الرسول عليكم شهيدا.....ص: ۲۴۹-۲۴۸

محلے کی مسجد میں نماز افضل۔

وَفِي غُنْيَةِ الْفَتَاوَى مَنْ حَضَرَ الْمَسْجِدَ الْجَامِعَ لِكَثْرَةِ جَمَاعَةٍ فِي

الصَّلَاةِ. فَمَسْجِدٌ مَحَلَّتِهِ الْفَضْلُ قَلَّ أَهْلُ الْمَسْجِدِ أَوْ كَثُرَ لِأَنَّ لِمَسْجِدِهِ حَقًّا

عَلَيْهِ لَا يُعَارِضُهُ كَثْرَةُ الْجَمَاعَةِ وَلَا زِيَادَةُ تَقْوَى غَيْرِهِ أَوْ عِلْمَهُ وَ يُبَادِرُ الصَّفَّ
 الْأَوَّلَ عَلَى مُحَاذَاةِ الْإِمَامِ وَ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ (يُكْتَبُ لِلَّذِي خَلْفَ
 الْإِمَامِ بِحَدَائِهِ مِائَةٌ صَلَاةٍ وَ لِلَّذِي فِي الْجَانِبِ الْأَيْمَنِ خَمْسٌ وَ سَبْعُونَ صَلَاةً
 وَ لِلَّذِي فِي جَانِبِ الْأَيْسَرِ خَمْسُونَ صَلَاةً وَ لِلَّذِي فِي سَائِرِ الصُّفُوفِ خَمْسٌ
 وَ عِشْرُونَ صَلَاةً) كَذَا فِي الْقِنِيَةِ.

البقره ۲: ۲۳۹ - فاذا اتمتم فاذا كروا الله كما علمكم ص: ۳۷۴-۳۷۳

بندہ مومن کے دل میں سما سکتا ہوں۔

من تلک نجم ہجج در بالا و پست	گفت پیغمبر کہ حق فرمودہ است
من تلک نجم این یقین دان اے عزیز	در زمین و آسمان و عرش نیز
گر مرا جوئی دران دلہا طلب	در دل مومن تلک نجم ای عجب
لیک صورت کیست چوں معنی رسید	خود بزرگی عرش باشد بس مدید

البقره ۲: ۲۵۵ - وسیع کرسیہ السموات و الارض ص: ۴۰۴

الجزء الثاني

بغير سود قرض نہ ملتا ہو تو سود دینا جائز۔

وَإِذَا احتَاجَ إِلَى اسْتِقْرَاضٍ فَاسْتَقْرِضْ مِنْ رَجُلٍ قَلَّمَ يُعْطِيهِ إِلَّا بِالرِّبَا
فَالْإِثْمُ عَلَى آخِذِ الرِّبَا دُونَ مُعْطِيهِ لِأَنَّ لِيهِ ضَرُورَةً وَهَذَا إِذَا كَانَ الْآخِذُ غَنِيًّا كَمَا
عَرَفْتُ. فَالْمَرْءُ الصَّالِحُ يَتَبَاعَدُ عَنْ مِثْلِ هَذِهِ الْمُعَامَلَاتِ فَإِنَّ الرِّبَا يَضُرُّ بِإِيمَانِ
الْمُؤْمِنِينَ وَهُوَ وَإِنْ كَانَ زِيَادَةً فِي الْحَالِ لَكِنَّهُ نَقْصَانٌ فِي الْحَقِيقَةِ فَإِنَّ الْفُقَرَاءَ
الَّذِينَ يُشَاهِدُونَ أَنَّ الْمُرَابِيَّ يَأْخُذُ أَمْوَالَهُمْ بِسَبَبِ الرِّبَا يَلْعَنُونَهُ وَيَدْعُونَ عَلَيْهِ وَ
ذَلِكَ يَكُونُ سَبَبًا لِزَوَالِ الْخَيْرِ وَالْبَرَكَاتِ عَنْهُ فِي نَفْسِهِ وَمَالِهِ بَلْ عَمَّا يَنْفَرُ مِنْ
نَقْصِ عَرْضِهِ وَقَدْرِهِ وَتَوَجُّهِ مُذْمَةِ النَّاسِ إِلَيْهِ وَسُقُوطِ عَدَالَتِهِ وَزَوَالِ أَمَانَتِهِ وَ
فِسْقِ الْقَلْبِ وَغِلْظَتِهِ.

آل عمران ۳: ۱۳۲۔ واطيعوا الله والرسول لعلكم ترحمون..... ص: ۹۳، ۹۴

واقعہ ابراہیم اودھم علیہ الرحمہ۔

شہنید ستم کہ ابراہیم اودھم	شمس بر تخت دولت خفت خرم
ز سقف خود شنید آواز پائے	ز جابر جست چوں آشفته رائے
بتدی گفت او کین کیست بر بام	کہ دارد بر سپہر قصر ما کام
جواب آمد کہ اے شاہ جہانگیر	شترگم کردہ مرد مظلم پیر
ز خندہ گشت شاہ بر جائے خود دست	کہ بر بام آدمی ہرگز شتر جست
دگر باروخ آمد کای جواں بخت	خدا جوئی کسی کردست بر تخت

خدا جوئی و خوردو خواب و آرام
 شتر جوئی بود بر گوشه بام
 چون شنید این پیام از ہاتھ غیب
 فراغت کرد از دنیا بلا ریب
 رسید از راہ تجریدی بمنزل
 پس از ادبار شد مقبول و مقبل

آل عمران ۳: ۱۳۵۔ ولم یصروا علی ما فعلوا... ص: ۹۷

ذکر بالجہر۔

وَاعْلَمُ أَنَّ الْآيَةَ تَدُلُّ عَلَى جَوَازِ ذِكْرِ اللَّهِ قَائِمًا وَلِهَذَا قَالَ الْمَشَائِخُ
 وَلَا بَأْسَ أَنْ يَقُومُوا تَرْوِيحًا لِقُلُوبِهِمْ وَلَا يَتَحَرَّكُوا فِي ذَلِكَ وَلَا يَسْتَظْهِرُوا
 بِحَالٍ لَيْسَ عِنْدَهُمْ مِنْهُ حَقِيقَةٌ.

وَالْحَاصِلُ أَنَّ التَّوَجُّهَ إِذَا قَرَنَ بِالْآدَابِ فَلَيْسَ لَهُ وَضْعٌ مَخْصُوصٌ
 يَجُوزُ قَائِمًا وَقَاعِدًا وَمُضْطَجِعًا وَلَكِنْ وَرَدَ فِي الْأَحَادِيثِ مَا يَدُلُّ عَلَى
 اسْتِحْبَابِ الْإِخْفَاءِ فِي ذِكْرِ اللَّهِ وَذَكَرَ شَارِحُ الْكُشَافِ أَنَّ هَذَا بِحَسَبِ
 الْمَقَامِ وَالشَّيْخُ الْمُرْشِدُ يَأْمُرُ الْمَبْدَأَ بِرَفْعِ الصَّوْتِ لِتَقْلِعِ عَنْ قَلْبِهِ الْخَوَاطِرَ
 الرَّاسِخَةَ فِيهِ كَذَا فِي شَرْحِ الْمَشَارِقِ وَيُؤَافِقُهُ مَا ذَكَرَ فِي الْمَظْهَرِ حَيْثُ قَالَ
 الذِّكْرُ بِرَفْعِ الصَّوْتِ جَائِزٌ بَلْ مُسْتَحَبٌّ إِذَا لَمْ يَكُنْ عَنِ رِيَاءٍ لِيَغْتَنِمَ النَّاسَ
 بِإِظْهَارِ الدِّينِ وَوُجُودِ بَرَكَاتِ الذِّكْرِ إِلَى السَّامِعِينَ فِي الدُّورِ وَالْبُيُوتِ
 وَالْحَوَائِثِ وَيُؤَافِقُ الذَّاكِرَ مَنْ سَمِعَ صَوْتَهُ وَيَشْهَدُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كُلُّ رَطْبٍ
 وَيَابِسٍ سَمِعَ صَوْتَهُ وَبَعْضُ الْمَشَائِخِ اخْتَارَ الْإِخْفَاءَ لِأَنَّهُ أَبْعَدُ عَنِ الرِّيَاءِ وَ
 هَذَا يَتَعَلَّقُ بِالنِّيَّةِ فَمَنْ كَانَتْ نِيَّتُهُ صَادِقَةً فَرَفَعَ صَوْتَهُ بِقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ وَالذِّكْرِ
 أَوْلَى لِمَا ذَكَرْنَا وَمَنْ خَافَ مِنْ نَفْسِهِ الرِّيَاءَ فَأَلْوَى لَهُ إِخْفَاءُ الذِّكْرِ لِنَلَا يَقَعُ

آل عمران ۳: ۱۹۱ - ربنا ما خلقت هذا باطلا ص: ۱۴۷

نورانییت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم -

وَاعْلَمَ أَنَّ اللَّهَ تَعَالَى بَعَثَ النَّبِيَّ ﷺ نُورًا يَبِينُ حَقِيقَةَ حَظِّ الْإِنْسَانِ مِنَ
اللَّهِ تَعَالَى وَ أَنَّ تَعَالَى سَمَّى نَفْسَهُ نُورًا بِقَوْلِهِ تَعَالَى ﴿اللَّهُ نُورُ السَّمَوَاتِ
وَالْأَرْضِ﴾ لِأَنَّهُمَا كَانَتَا مَخْفِيَّتَيْنِ فِي ظُلْمَةِ الْعَدَمِ فَاللَّهُ تَعَالَى أَظْهَرَهُمَا بِالْإِجَادِ
وَ سَمَّى الرَّسُولَ نُورًا لِأَنَّ أَوَّلَ شَيْءٍ أَظْهَرَهُ الْحَقُّ بِنُورِ قُدْرَتِهِ مِنْ ظُلْمَةِ الْعَدَمِ
كَانَ نُورُ مُحَمَّدٍ ﷺ كَمَا قَالَ (أَوَّلُ مَا خَلَقَ اللَّهُ نُورِي)

ثُمَّ خَلَقَ الْعَالَمَ بِمَا فِيهِ مِنْ نُورِهِ بَعْضُهُ مِنْ بَعْضٍ فَلَمَّا أَظْهَرَتِ
الْمَوْجُودَاتِ مِنْ وَجُودِ نُورِهِ سَمَاهُ نُورًا وَ كُلُّ مَا كَانَ أَقْرَبُ إِلَى الْإِخْتِرَاعِ كَانَ
أَوْلَى بِاسْمِ النُّورِ كَمَا أَنَّ عَالَمَ الْأَرْوَاحِ أَقْرَبُ إِلَى الْإِخْتِرَاعِ مِنْ عَالَمِ الْأَجْسَامِ
فَلِذَلِكَ سَمَّى عَالَمَ الْأَنْوَارِ وَالْعُلُويَّاتِ نُورًا نِسْبَةً إِلَى السِّفَلِيَّاتِ فَأَقْرَبُ
الْمَوْجُودَاتِ إِلَى الْإِخْتِرَاعِ لَمَّا كَانَ نُورُ النَّبِيِّ ﷺ كَانَ أَوْلَى بِاسْمِ النُّورِ
وَلِهَذَا كَانَ يَقُولُ (أَنَا مِنَ اللَّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ مِنِّي) وَ قَالَ تَعَالَى ﴿قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ
اللَّهِ نُورٌ﴾

وَ رَوَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ (كُنْتُ نُورًا بَيْنَ يَدَيْ رَبِّي قَبْلَ خَلْقِ
آدَمَ بِأَرْبَعَةِ عَشَرَ أَلْفَ عَامٍ وَ كَانَ يُسَبِّحُ ذَلِكَ النُّورُ وَ تُسَبِّحُ الْمَلَائِكَةُ
بِتَسْبِيحِهِ فَلَمَّا خَلَقَ اللَّهُ آدَمَ ألقى ذَلِكَ النُّورَ فِي صُلْبِهِ).

المائدة ۵: ۱۵ - قد جاءكم من الله نور..... ص: ۳۷۰

الجزء الثالث:

علم غیب۔ (علامہ اسماعیل حقی کا عقیدہ)

فإنه ﷺ كان يُخبر عما مضى و عما سيكُونُ بِإِغْلَامِ الْحَقِّ وَ قَدْ
 قَالَ ﷺ لَيْلَةَ الْمِعْرَاجِ (قَطَرْتُ فِي حَلْقِي قَطْرَةَ عَلِمْتُ مَا كَانَ وَمَا سَيَكُونُ)
 فَمَنْ قَالَ إِنَّ نَبِيَّ اللَّهِ لَا يَعْلَمُ الْغَيْبَ فَقَدْ أَخْطَأَ فِيمَا أَصَابَ.
 الانعام 6: ٥٠ - لا اقول لكم عندى خزائن الله..... ص ٣٥

قصہ بنی اسرائیل کی ایجاد۔

أما الرقص والتواجُد فأول من أحدثه أصحاب السامري فلما
 اتخذوا عجلاً جسداً له خوار قاموا يرقصون حوله و يتواجدون فهو دين
 الكفار و عبادة العجل و إنما كان يجلس النبي ﷺ مع أصحابه كأنما على
 رؤسهم الطير من الوقار فينبغي للسلطان و نوابه أن يمنعهم من الحضور في
 المساجد و غيرها و لا يحل لأحد يؤمن بالله و اليوم الآخر أن يحضر معهم
 و لا يعينهم على باطلهم هذا مذهب مالك و الشافعي و أبي حنيفة و أحمد
 و غيرهم من أئمة المسلمين كذا في حيوحة الحيوان.

الاعراف 7: ١٤٨ - من حليهم عجلاً..... ص ٢٤٢

کفن پر کلمہ پاک لکھنے کی وجہ۔

قَالُوا لَوْ وُضِعَ شَعْرُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَوْ عَصَاهُ أَوْ سَوْطُهُ عَلَى قَبْرِ عَاصٍ لَنَجَا ذَلِكَ الْعَاصِي بِبَرَكَاتِ تِلْكَ الذَّخِيرَةِ مِنَ الْعَذَابِ وَإِنْ كَانَتْ فِي دَارِ إِنْسَانٍ أَوْ بَلَدَةٍ لَا يُصِيبُ سُكَّانَهَا بَلَاءٌ بِبَرَكَاتِهَا وَإِنْ لَمْ يَشْعُرُوا بِهَا وَمِنْ هَذَا الْقَبِيلِ مَاءٌ زَمْزَمٌ وَالْكَفْنُ الْمَبْلُورُ بِهِ وَبِطَانَةُ أَسْتَارِ الْكَعْبَةِ وَالْتَكْفُنُ بِهَا.

قَالَ الْإِمَامُ الْغَزَالِيُّ رَحِمَهُ اللَّهُ وَإِذَا أَرَدْتُ مِثَالًا مِنْ خَارِجِ فَاعْلَمْ أَنَّ كُلَّ مَنْ أَطَاعَ سُلْطَانًا وَ عَظْمَةً فَإِذَا دَخَلَ بَلَدَتَهُ وَ رَأَى فِيهَا سَهْمًا مِنْ جَعْبَتِهِ أَوْ سَوْطًا لَهُ فَإِنَّهُ يُعْظَمُ تِلْكَ الْبَلَدَةَ وَ أَهْلَهَا فَالْمَلِكَةُ يُعْظَمُونَ النَّبِيُّ ﷺ فَإِذَا رَأَوْا ذَخَائِرَهُ فِي دَارٍ أَوْ بَلَدَةٍ أَوْ قَبْرِ عَظْمًا صَاحِبَهُ وَ خَفُّوا عَنْهُ الْعَذَابَ وَ لِذَلِكَ السَّبَبِ يَنْفَعُ الْمَوْتَى أَنْ تُوَضَعَ الْمَصَاحِفُ عَلَى قُبُورِهِمْ وَ يُتْلَى عَلَيْهِمُ الْقُرْآنُ وَ يُكْتَبُ الْقُرْآنُ عَلَى الْقَرَاطِيسِ وَ تُوَضَعُ فِي أَيْدِي الْمَوْتَى كَذَا فِي الْأَسْرَارِ الْمُحَمَّدِيَّةِ.

الاعراف ۷: ۱۵۸۔ رسول اللہ ایکم حبیباً... ص ۲۵۹

سخاوت آل رسول۔

رَوَى أَنَّ فَاطِمَةَ أَعْطَتْ قَمِيصَهَا عَلِيًّا لِيَشْتَرِيَ لَهَا مَا اشْتَهَاهُ الْحَسَنُ فَبَاعَهُ بِسِتَّةِ دَرَاهِمٍ فَسَأَلَهُ سَائِلٌ فَاَعْطَاهُ إِيَّاهَا فَاسْتَقْبَلَهُ رَجُلٌ وَ مَعَهُ نَاقَةٌ فَاشْتَرَاهَا عَلَى الْمِئَةِ بِسِتِّينَ دِينَارًا ثُمَّ اسْتَقْبَلَهُ رَجُلٌ فَاشْتَرَاهَا مِنْهُ النَّاقَةَ بِسِتِّينَ دِينَارًا وَ سِتَّةَ دَرَاهِمٍ ثُمَّ طَلَبَ بَائِعَ النَّاقَةِ لِيُدْفَعَ لَهُ ثَمَنُهَا فَلَمْ يَجِدْهُ

marfat.com

Marfat.com

فَعَرَضَ الْقِصَّةَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ ﷺ (أَمَّا السَّائِلُ فَرِضْوَانٌ وَأَمَّا الْبَائِعُ
فَمِيكَائِيلُ وَأَمَّا الْمُشْتَرِي فَجِبْرَائِيلُ)

الانفال ۸: ۴ - اولائك هم المؤمنون حقا..... ص ۳۱۴

سختی کی فضیلت۔

وَفِي الْحَدِيثِ (يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَرْبَعَةٌ عَلَى بَابِ الْجَنَّةِ بِغَيْرِ حِسَابٍ
الْحَاجُّ الَّذِي حَجَّ الْبَيْتِ بِغَيْرِ إِفْسَادٍ وَالشَّهِيدُ الَّذِي قُتِلَ فِي الْمَعْرَكَةِ
وَالسَّخِيُّ الَّذِي لَمْ يَلْتَمِسْ بِسَخَاوَتِهِ رِيَاءَ وَالْعَالِمُ الَّذِي عَمِلَ بِعِلْمِهِ
فَيَنَازِعُونَ فِي دُخُولِ الْجَنَّةِ أَوْلَا فَيُرْسِلُ اللَّهُ جِبْرَائِيلَ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ بِالْعَدْلِ
فَيَقُولُ لِلشَّهِيدِ مَا فَعَلْتَ فِي الدُّنْيَا حَتَّى تُرِيدَ أَنْ تَدْخُلَ الْجَنَّةَ أَوْلَا فَيَقُولُ
قُتِلْتُ فِي الْمَعْرَكَةِ لِرِضَى اللَّهِ تَعَالَى فَيَقُولُ مِمَّنْ سَمِعْتَ أَنْ مَنْ قُتِلَ فِي سَبِيلِ
اللَّهِ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ فَيَقُولُ مِنَ الْعُلَمَاءِ فَيَقُولُ إِحْفَظِ الْأَدَبَ وَلَا تَتَقَدَّمْ عَلَى
مُعَلِّمِكَ ثُمَّ يَسْأَلُ الْحَاجَّ وَالسَّخِيَّ كَذَلِكَ ثُمَّ يَقُولُ لَهُمَا إِحْفَظَا الْأَدَبَ وَلَا
تَتَقَدَّمَا عَلَى مُعَلِّمِكُمَا ثُمَّ يَقُولُ الْعَالِمُ إِلَهِي أَنْتَ تَعَلَّمْتَ إِنِّي مَا حَصَلْتُ الْعِلْمَ إِلَّا
بِسَخَاوَةِ السَّخِيِّ وَأَنْتَ لَا تُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ فَيَقُولُ اللَّهُ صَدَقَ الْعَالِمُ يَا
رِضْوَانُ افْتَحِ الْبَابَ وَادْخُلِ السَّخِيَّ أَوْلَا)

وَفِي ذَلِكَ إِشَارَةٌ إِلَى أَنَّ الْمُرَادَ بِالْعَالِمِ هُوَ الَّذِي يَعْمَلُ بِعِلْمِهِ فَإِنَّ
الْإِنْصَافَ مِنْ شَأْنِهِ إِذَا الْإِنْصَافَ لَا يَنْحَصِلُ إِلَّا بِصَلَاحِ النَّفْسِ وَلَا يُمَكِّنُ
ذَلِكَ إِلَّا بِالْعَمَلِ فَلَا يَغْتَرُّ أَهْلُ الْهَوَى مِنْ عُلَمَاءِ الظَّاهِرِ بِذَلِكَ فَإِنَّ كَوْنَ
الْعِلْمِ الْمُجَرَّدِ مُنْجِيًا مَذْهَبٌ فَاسِدٌ فَإِنَّ الْعَالِمَ الْفَاجِرَ أَشَدُّ عَذَابًا مِنَ الْجَاهِلِ

بَلِ الْعَالَمِ هُوَ الَّذِي يَعْمَلُ بِعِلْمِهِ وَيَصِلُ إِلَى الْعِرْفَانِ بِتَصْفِيَةِ الْقَلْبِ.

الانفال ۸: ۴ - اولئك هم المؤمنون حقا..... ص ۳۱۴

اولیاء اللہ کے مزارات پر دیا جانے کی منت ماننا جائز ہے۔

قَالَ الشَّيْخُ عَبْدُ الْغَنِيِّ النَّابُلِسِيُّ فِي كَشْفِ النُّورِ عَنْ أَصْحَابِ الْقُبُورِ مَا خُلِصَتْهُ أَنْ الْبِدْعَةَ الْحَسَنَةَ الْمُوَافِقَةَ لِمَقْصُودِ الشَّرْعِ تُسَمَّى سُنَّةَ قِبْنَاءِ الْقَبَابِ عَلَى قُبُورِ الْعُلَمَاءِ وَالْأَوْلِيَاءِ وَالصُّلَحَاءِ وَوَضَعَ الشُّرُورِ وَالْعَمَائِمِ وَالشِّيَابِ عَلَى قُبُورِهِمْ أَمْرٌ جَائِزٌ إِذَا كَانَ الْقَصْدُ بِذَلِكَ التَّعْظِيمِ فِي أَعْيُنِ الْعَامَّةِ حَتَّى لَا يَحْتَقِرُوا صَاحِبَ هَذَا الْقَبْرِ وَكَذَا إِيقَادُ الْقَنَادِيلِ وَالشَّمْعِ عِنْدَ قُبُورِ الْأَوْلِيَاءِ وَالصُّلَحَاءِ مِنْ بَابِ التَّعْظِيمِ وَالْإِجْلَالِ أَيْضًا لِلأَوْلِيَاءِ فَالْمَقْصِدُ فِيهَا مَقْصِدٌ حَسَنٌ.

وَنَذَرُ الزَّيْتِ وَالشَّمْعِ لِلأَوْلِيَاءِ يُوقَدُ عِنْدَ قُبُورِهِمْ تَعْظِيمًا لَهُمْ وَ مَحَبَّةً فِيهِمْ جَائِزٌ أَيْضًا لَا يَنْبَغِي النَّهْيُ عَنْهُ.

التوبة ۹: ۱۸ - انما يعمر مساجد الله..... ص ۴۰۰

”لا مَهْدِي إِلَّا عِيسَى بْنُ مَرْيَمَ“ كَامَعْنَى -

وَمَعْنَاهُ لَا يَكُونُ أَحَدٌ صَاحِبَ الْمَهْدِيِّ إِلَّا عِيسَى بْنُ مَرْيَمَ فَإِنَّهُ يَنْزِلُ لِنُصْرَتِهِ وَصُحْبَتِهِ وَالْمَهْدِيُّ الَّذِي مِنْ عِتْرَةِ النَّبِيِّ ﷺ إِمَامٌ عَادِلٌ لَيْسَ بِنَبِيِّ وَلَا رَسُولٍ وَالْفَرْقُ بَيْنَهُمَا أَنَّ عِيسَى هُوَ الْمَهْدِيُّ الْمُرْسَلُ الْمُوْحَى إِلَيْهِ وَالْمَهْدِيُّ لَيْسَ بِنَبِيِّ مُوْحَى إِلَيْهِ وَ أَيْضًا أَنَّ عِيسَى خَاتَمُ الْوِلَايَةِ الْمُطْلَقَةِ وَالْمَهْدِيُّ خَاتَمُ الْخِلَافَةِ الْمُطْلَقَةِ وَكُلُّ مَنَّهُمَا يَخْدُمُ هَذَا الدِّينَ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ

الْأَدْيَانِ وَ أَحَبُّهَا إِلَى اللَّهِ تَعَالَى.

التوبه ۹: ۳۳۔ لیظہرہ علی الدین کلہ..... ص ۱۶ ۴

جنازہ کی ابتداء۔

رَوَى أَنَّ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمَّا تُوْفِيَ أُتِيَ بِحَنُوطٍ وَ كُفِّنَ مِنَ الْجَنَّةِ وَ نَزَلَتْ
الْمَلَائِكَةُ فَفَسَلَتْهُ وَ كَفَّنَتْهُ فِي وَتْرِ مِنَ الثِّيَابِ وَ حَنَطُوهُ وَ تَقَدَّمَ مَلَكٌ مِنْهُمْ
فَصَلَّى عَلَيْهِ وَ صَلَّتِ الْمَلَائِكَةُ خَلْفَهُ.

وَ فِي رِوَايَةٍ قَالَ وَلَدُهُ شَيْثُ لِحَبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ صَلَّى عَلَيْهِ فَقَالَ لَهُ حَبْرِيْلُ
تَقَدَّمَ أَنْتَ فَصَلِّ عَلَى أَبِيكَ فَصَلَّى عَلَيْهِ فَكَبَّرَ ثَلَاثِينَ تَكْبِيرَةً ثُمَّ أَقْبَرُوهُ ثُمَّ
الْحَدُوهُ وَ نَصَبُوا اللَّبْنَ عَلَيْهِ وَ ابْنَهُ شَيْثُ الَّذِي هُوَ وَصِيَّةٌ مَعَهُمْ فَلَمَّا فَرَعُوا
قَالُوا لَهُ هَكَذَا فَاصْنَعْ بِوَلَدِكَ وَ إِخْوَتِكَ فَإِنَّهَا سُنَّتُكُمْ وَ مِنْهُ يُعْلَمُ أَنَّ الْفَسَلَ
وَ التَّكْفِيْنَ وَ الصَّلَاةَ وَ الدَّفْنَ وَ اللَّحْدَ مِنَ الشَّرَائِعِ الْقَدِيمَةِ.

وَ قَالَ بَعْضُهُمْ صَلَاةَ الْجَنَازَةِ مِنْ خَصَائِصِ هَذِهِ الْأُمَّةِ وَ لَا مُنَافَاةَ لِأَنَّهُ
لَا يَلْزَمُ مِنْ كَوْنِهَا مِنَ الشَّرَائِعِ الْقَدِيمَةِ أَنْ تَكُونَ مَعْرُوفَةً لِقَرِيْشٍ إِذْ لَوْ كَانَتْ
كَذَلِكَ لَفَعَلُوا ذَلِكَ وَ فِي كَلَامِ بَعْضِهِمْ كَانُوا فِي الْجَاهِلِيَّةِ يَفْسَلُونَ
مَوْتَاهُمْ وَ كَانُوا يُكْفِنُونَهُمْ وَ يُصَلُّونَ عَلَيْهِمْ وَ هُوَ أَنْ يَقْرَأَ وَلِيُّ الْمَيِّتِ بَعْدَ أَنْ
بُوضِعَ عَلَى سَرِيْرِهِ فَيَذْكُرُ مَحَاسِنَهُ كُلَّهَا وَ يُشْنِي ثُمَّ يَقُولُ عَلَيْكَ رَحْمَةُ اللَّهِ
ثُمَّ يُدْفِنُ.

رَوَى أَنَّ النَّبِيَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمَّا قَدَّمَ الْمَدِيْنَةَ وَ جَدَّ الْبَرَاءَ بْنَ مَعْرُورٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَدْ
مَاتَ فَذَهَبَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَ أَصْحَابُهُ فَصَلَّى عَلَى قَبْرِهِ وَ كَبَّرَ فِي صَلَاتِهِ

أَرْبَعًا فَصَلَاةَ الْجَنَازَةِ فُرِضَتْ فِي السَّنَةِ الْأُولَى مِنَ الْهِجْرَةِ عَلَى مَا قَالُوا وَمَنْ
انْكَرَ فَرُضِيَّةَ صَلَاةِ الْجَنَازَةِ كُفِرَ كَمَا فِي الْقُنْيَةِ.

التوبة ۹: ۱۰۳ - ان صلواتك سكن لهم ص ۴۹۶

اوليت مصطفیٰ ﷺ

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه أَنَّهُ رضي الله عنه سَأَلَ جِبْرَائِيلَ رضي الله عنه فَقَالَ (يَا جِبْرِيْلُ كَمْ
عُمُرُكَ مِنَ السِّنِّينِ؟) فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَسْتُ أَعْلَمُ غَيْرَ أَنْ فِي الْجَنَابِ الرَّابِعِ
نَجْمًا يَطْلُعُ فِي كُلِّ سَبْعِينَ أَلْفَ سَنَةٍ مَرَّةً رَأَيْتُهُ اثْنَيْ وَ سَبْعِينَ أَلْفَ مَرَّةٍ فَقَالَ رضي الله عنه (يَا
جِبْرِيْلُ وَعِزَّةُ رَبِّي أَنَا ذَالِكَ الْكَوْكَبُ)

وَلَمَّا خَلَقَ اللَّهُ آدَمَ جَعَلَ نُورَ حَبِيْبِهِ فِي ظَهْرِهِ فَكَانَ يَلْمَعُ فِي حَبِيْبِهِ ثُمَّ
انْتَقَلَ إِلَى وَلَدِهِ شَيْثِ الَّذِي هُوَ وَصِيُّهُ وَالثَّالِثُ مِنْ وَلَدِهِ وَكَانَتْ حَوَاءُ تِلْدًا ذَكَرًا وَ
أُنْثَى مَعًا وَ لَمْ تِلْدٌ وَ لَدَا مُنْفَرَدًا إِلَّا شَيْثُ كَرَامَةٍ لِهَذَا النُّورِ ثُمَّ انْتَقَلَ إِلَى وَاحِدٍ بَعْدَ
وَاحِدٍ مِنْ أَوْلَادِهِ إِلَى أَنْ وَصَلَ إِلَى عَبْدِ الْمُطَّلِبِ ثُمَّ إِلَى ابْنِهِ عَبْدِ اللَّهِ ثُمَّ إِلَى آمِنَةَ.

وَ كَانَ رضي الله عنه عِلَّةً غَائِبَةً لَوْجُودِ كُلِّ كَوْنٍ فَوْجُودُهُ الشَّرِيفُ وَ
عُنْصُرُهُ اللَّطِيفُ أَفْضَلُ الْمَوْجُودَاتِ الْكَوْنِيَّةِ وَ رُوحُهُ الْمُطَهَّرُ أَمْثَلُ الْأَرْوَاحِ
الْقُدْسِيَّةِ وَ قَبِيْلَتُهُ أَفْضَلُ الْقَبَائِلِ وَ لِسَانُهُ خَيْرُ الْأَلْسِنَةِ وَ كِتَابُهُ خَيْرُ الْكُتُبِ
الْإِلَهِيَّةِ وَ آلُهُ وَ أَصْحَابُهُ خَيْرُ آلٍ وَ خَيْرُ الْأَصْحَابِ وَ زَمَانٌ وَ لَادِيهِ خَيْرُ
الْأَزْمَانِ وَ رَوْضَتُهُ الْمُنَوَّرَةُ أَعْلَى الْأَمَاكِنِ مُطْلَقًا وَ سَمَاءُ الَّذِي نَبَعٌ مِنْ أَصَابِعِهِ
الشَّرِيفَةِ أَفْضَلُ الْمِيَاهِ مُطْلَقًا ثُمَّ بَعْدَهُ الْأَفْضَلُ مَاءُ زَمْزَمَ لِأَنَّهُ غُسِلَ مِنْهُ صَدْرُهُ
رضي الله عنه لَيْلَةَ الْمِعْرَاجِ وَ لَوْ كَانَ مَاءٌ أَفْضَلُ مِنْهُ يُغْسَلُ بِهِ صَدْرُهُ رضي الله عنه.

التوبة ۹: ۱۲۸ - عزيز عليه ما عنتم ص ۴۴۳

الجزء الرابع:

ایام خمس وسعد۔

وَقَدْ جَاءَ فِي الصَّحِيحِ (إِنَّ اللَّهَ خَلَقَ التُّرْبَةَ (يَعْنِي الْأَرْضَ) يَوْمَ
السَّبْتِ وَ خَلَقَ فِيهَا الْجِبَالَ يَوْمَ الْأَحَدِ وَ خَلَقَ الشُّجَرَ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَ خَلَقَ
الْمَكْرُوهَةَ يَوْمَ الثَّلَاثَاءِ وَ خَلَقَ النُّورَ يَوْمَ الْأَرْبَعَاءِ وَ بَتَّ فِيهَا الدَّوَابَّ يَوْمَ
الْخَمِيسِ وَ خَلَقَ آدَمَ بَعْدَ الْعَصْرِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ آخِرَ الْخَلْقِ فِي آخِرِ سَاعَةِ
مِنْ سَاعَاتِ الْجُمُعَةِ فِيمَا بَيْنَ الْعَصْرِ إِلَى اللَّيْلِ)

فَإِنْ قِيلَ الْقُرْآنُ يَدُلُّ عَلَى أَنَّ خَلْقَ الْأَشْيَاءِ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ وَالْحَدِيثُ
الصَّحِيحُ الْمَذْكُورُ عَلَى أَنَّهَا سَبْعَةٌ؟ فَأَلْجَوَابُ أَنَّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا
بَيْنَهُمَا خُلِقَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ وَ خُلِقَ آدَمُ مِنَ الْأَرْضِ فَأَلْأَرْضُ خُلِقَتْ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ
وَ آدَمُ كَالْفَرْعِ مِنْ بَعْضِهَا كَمَا فِي فَتْحِ الْقَرِيبِ .

یونس ۱۰: ۳۔ خلق السموات والارض في ستة ايام ص: ۸

قرآن پاک کی تعظیم اور اس کا اجر

حُكِيَ أَنَّ عِثْمَانَ الْغَازِيَّ جَدَّ السَّلَاطِينِ الْعُثْمَانِيَّةِ إِنَّمَا وَصَلَ إِلَى مَا
وَصَلَ بِرِعَايَةِ كَلَامِ اللَّهِ تَعَالَى وَ ذَلِكَ أَنَّهُ كَانَ مِنْ أَسْحِيَاءِ زَمَانِهِ يَبْدُلُ النِّعَمَ
لِلْمُتَرَدِّدِينَ فَتَقَلَّ ذَلِكَ عَلَى أَهْلِ قَرِيْبِهِ وَ نَفَّضُوا عَلَيْهِ فَلَمَّ بَلِيَّتْكَى مِنْ
أَهْلِ الْقَرْيَةِ إِلَى الْحَاجِّ بَكْتاشِ أَوْ غَيْرِهِ مِنْ الرِّجَالِ فَنَزَلَ بَيْتَ رَجُلٍ قَدْ عُلِقَ
فِيهِ مُصْحَفٌ فَسَأَلَ عَنْهُ فَقَالُوا هُوَ كَلَامُ اللَّهِ فَقَالَ لَيْسَ مِنَ الْاَدَبِ أَنْ نَقْعُدَ

عند كلام الله تعالى فقام و عقد يديه مستقبلاً إليه فلم يزل قائماً إلى الصبح
 فلما أصبح ذهب إلى طريقه فاستقبله رجل و قال أنا مطلبك ثم قال له إن
 الله تعالى عظمك و أعطاك و ذريتك السلطنة بسبب تعظيمك
 لكلامه ثم أمر بقطع شجرة و ربط برأسها منديلاً و قال ليكن ذلك لواء ثم
 اجتمع عنده جماعة فجعل أول غزوة بلاجك و فتح بعناية الله تعالى ثم
 أذن له السلطان علاء الدين في الظاهر ايضاً فصار سلطاناً ثم بعد ارتحاله
 صار ولده أورخان سلطاناً ففتح هو بروسة المحروسة بالعون الإلهي فمن
 ذلك الوقت إلى هذا الآن الدولة العثمانية على الإزدياد بسبب تعظيمه
 كتاب الله و كلامه القديم كذا في الوقعات المحمودية.

يونس ۱۰ : ۲۰ - اذا اذقنا الناس رحمة من بعد ضراء..... ص ۲۹-۲۸

بہن کے ساتھ نکاح نوح علیہ السلام کے زمانے میں حرام ہوا۔

قال في البستان كان اسم نوح شاكراً وإنما يسمى نوحاً لكثرة
 نوحه و بكائه من خوف الله و هو أول من أمر بنسخ الأحكام و أمر بالشرائع
 و كان قبله نكاح الأخت حلالاً فحرم ذلك على عهده و بعثه الله نبياً و هو
 يومئذ ابن أربعين سنة و ثمانين سنة.

يونس ۱۰ : ۷۱ - واتل عليهم نبأ نوح..... ص ۶۵

یوم عاشورا اور محرم کے ابتدائی دنوں میں واقعات کربلا کی مجالس روافض

کے ساتھ مشابہت ہے۔

قال حجة الإسلام الفزالي يحرم على الواعظ و غيره رواية مقتل

marfat.com

Marfat.com

.....
 الْحُسَيْنِ وَحِكَايَتُهُ وَمَا جَرَى بَيْنَ الصَّحَابَةِ مِنَ التَّشَاوُجِ وَالتَّخَاصُمِ فَإِنَّهُ
 يَهِيْجُ بَغْضَ الصَّحَابَةِ وَالطَّغْنَ فِيهِمْ وَهُمْ أَعْلَامُ الدِّينِ وَمَا وَقَعَ بَيْنَهُمْ مِنَ
 الْمُنَازَعَاتِ فَيُحْمَلُ عَلَى مَعَامِلٍ صَحِيحَةٍ وَ لَعَلَّ ذَلِكَ لِنَحْطِ فِي الْاجْتِهَادِ
 لِأَلْطَلْبِ الرِّيَاسَةِ وَالذُّنْيَا كَمَا لَا يَخْفَى .

ہود ۱۱ : ۴۸۔ قبل یا نوح اہبط ص ۱۴۳

الحشر ۵۹ : ۱۰۔ ولاخوانا الذین سبقونا ج ۹ ص ۴۳۷

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کا قاتل آگ کے تابوت میں۔

قَالَ فِي عَقْدِ الدَّرَرِ وَيُحِ قَاتِلِ الْحُسَيْنِ كَيْفَ خَالَه مَعَ أَبِيهِ وَ جَدِّهِ

وَأَنْشَدُوا

لَا بُدَّ أَنْ تَرِدَ الْقِيَامَةَ فَاطِمَةُ وَقَمِيصُهَا بِدَمِ الْحُسَيْنِ مُلَطَّخٌ

وَيُلِّ لِمَنْ شَفَعَاؤُهُ خَصْمَاؤُهُ وَالصُّورُ فِي يَوْمِ الْقِيَامَةِ يُنْفَخُ

وَفِي الْحَدِيثِ (قَاتِلُ الْحُسَيْنِ فِي تَابُوتِ مَنْ نَارٍ عَلَيْهِ نِصْفُ عَذَابِ

أَهْلِ الدُّنْيَا)

ہود ۱۱ : ۴۸۔ قبل یا نوح اہبط ص ۱۴۳

ایمان زلیخا۔

حُكِيَ أَنَّ زُلَيْخَا بَعْدَ مَا تُوفِّي قِطْفِيرًا انْقَطَعَتْ عَنْ كُلِّ شَيْءٍ وَ سَكَتَتْ

فِي خَرَابَةٍ مِنْ خَرَابَاتِ مِصْرَ سِنِينَ كَثِيرَةً وَ كَانَتْ لَهَا جَوَاهِرُ كَثِيرَةٌ جَمَعَتْ

فِي زَمَانِ زَوْجِهَا فَإِذَا سَمِعَتْ مِنْ وَاحِدٍ خَيْرِ يَوْسُفَ أَوْ اسْمَهُ بِذَلِكَ مِنْهَا

مَحَبَّةً لَهُ حَتَّى نَفَدَتْ وَ لَمْ يَبْقَ لَهَا شَيْءٌ .

marfat.com

Marfat.com

وَقَالَ بَعْضُهُمْ أَصَابَ زَلِيخًا مَا أَصَابَ النَّاسَ مِنَ الضَّرِّ وَالْجُوعِ فِي
 أَيَّامِ الْقَحْطِ فَبَاعَتْ خُلَيْهَا وَحُلَّلَهَا وَجَمِيعَ مَا كَانَتْ تَمْلِكُهُ وَذَهَبَ بَعْتُهَا وَ
 بَكَتْ بُكَاءَ الشُّرْقِيِّ لِيُوسُفَ وَهَرَمَتْ.

جوانی تیرہ گشت از چرخ پیرش
 برآمد صبح و شب ہنگامہ برچید
 برنگ شیرشد موی جو قیرش
 بمشکستان او کافور پارید
 بہ پشت خم از ان بودی سرش پیش
 کہ جستی کم شدہ سرمایہ خویش

ثُمَّ لَمَّا غَيَّرَهَا الْجُهْدُ وَاشْتَدَّ حَالُهَا بِمَقَامَةِ شَدَائِدِ الْخَلْوَةِ فِي تِلْكَ
 الْخَرَابَةِ اتَّخَذَتْ لِنَفْسِهَا بَيْتًا مِنَ الْقَصَبِ عَلَى قَارِعَةِ الطَّرِيقِ الَّتِي هِيَ مَمَرٌ
 يُوسُفَ وَكَانَ يُوسُفُ يَرْكَبُ فِي بَعْضِ الْأَحْيَانِ وَلَهُ قَوْمٌ يُسْمَعُ صَهِيلُهُ عَلَى
 مِيلِينَ وَلَا يَصْهَلُ إِلَّا وَقَتَ الرُّكُوبِ فَيَعْلَمُ النَّاسُ أَنَّهُ قَدْ رَكِبَ فَتَقِفُ زَلِيخَا
 عَلَى قَارِعَةِ الطَّرِيقِ فَإِذَا مَرَّ بِهَا يُوسُفُ تُنَادِيهِ بِأَعْلَى صَوْتِهَا فَلَا يُسْمَعُ لِكثْرَةِ
 اِخْتِلَاطِ الْأَصْوَاتِ.

ز بس بر گوشها میزد ز ہرجا
 ز بس بر آسمان میشد ز ہرسوی
 صہیل مرکبان باد بیجا
 کس از غوغا بحال او نیفتاد
 نفیر چاؤشان طرقتا گوی
 چو کردی گوش آن حیران و مہجور
 بحالی شد کہ اورا کس مہنواد
 زدی افغان کہ من عمریست دورم
 ز چاؤ و شان صدای دور شودور
 ز جانان تا کی مہجور باشم
 بصد محنت و ران دوری صبورم
 ہماں بہتر کہ از خود دور باشم
 ز خود کردہ فراموش اوفتادی
 بگفتی این و بیہوش اوفتادی

فَأَقْبَلْتُ يَوْمًا عَلَى صَنِيعِهَا الَّذِي كَانَتْ تَعْبُدُهُ وَلَا تُفَارِقُهُ وَقَالَتْ لَهُ تَبَا
لَكَ وَ لِمَنْ يَسْجُدُ لَكَ أَمَا تَرْحَمُ كِبْرِي وَ عِمَامِي وَ فَقْرِي وَ ضَعْفِي فِي
قَوَايِ فَإِنَّا الْيَوْمَ كَافِرَةٌ بِكَ.

خلیل آسا شکستش پارہ پارہ	بگفت این را بزد بر سنگ خارہ
بدرگاہ خدائے پاک نالید	تضرع کرد و رو بر خاک مالید
بان بر خود جفا کردم خدایا	اگر رو در بت آوردم خدایا
خطا کردم خطای من پیامرز	بلطف خود جفا می پیامرز
ستاندی گوهر بینسالی از من	ز پس راه خطا پیمای از من
بمن وہ باز آنچہ از من ستاندى	چو آن کرد خطا از من فشاندى
بچشم لاله از باغ یوسف	بود دل فارغ از داغ تأسف

فَأَمِنْتُ بِرَبِّ يَوْسُفَ وَ صَارَتْ تَذَكُّرُ اللَّهِ تَعَالَى صَبَاحًا وَ مَسَاءً
فَرَكِبَ يَوْسُفُ يَوْمًا بَعْدَ ذَلِكَ فَلَمَّا صَهَلَ فَرَسُهُ عَلِمَ النَّاسُ أَنَّهُ رَكِبَ
فَاجْتَمَعُوا لِمُطَالَعَةِ جَمَالِهِ وَ رُؤْيَةِ إِحْتِشَامِهِ فَسَمِعَتْ زُلَيْخَا الصَّهِيلَ فَخَرَجَتْ
مِنْ بَيْتِ الْقَصَبِ فَلَمَّا مَرَّتْ بِهَا يَوْسُفُ نَادَتْ بِأَعْلَى صَوْتِهَا مُبْحَنًا مَنْ جَعَلَ
الْمُلُوكَ عِبِيدًا بِالْمَعْصِيَةِ وَ جَعَلَ الْعَبِيدَ مُلُوكًا بِالطَّاعَةِ فَأَمَرَ اللَّهُ تَعَالَى الرِّيحَ
فَأَلْقَتْ كَلَامَهَا فِي مَسَامِعِ يَوْسُفَ فَأَثَرَفَ فِيهِ فَبَكَى ثُمَّ انْتَهَتْ فَرَأَاهَا فَقَالَ لِغَلَامِهِ
إِقْضِ لِهَذِهِ الْمَرَأَةِ حَاجَتَهَا فَقَالَ لَهَا مَا حَاجَتُكَ؟ قَالَتْ إِنَّ حَاجَتِي لَا يَقْضِيهَا
إِلَّا يُوْسُفُ فَحَمَلَهَا إِلَى دَارِ يُوْسُفَ.

فَلَمَّا رَجَعَ يُوْسُفُ إِلَى قَصْرِ نَزْعِ ثِيَابِ الْمَلِكِ وَ لَبَسَ مِلْرَعَةً مِنْ

الشعرِ وَ جَلَسَ فِي بَيْتِ عِبَادَتِهِ يَذْكُرُ اللَّهَ تَعَالَى وَ ذَكَرَ الْعُجُوزَ وَ دَعَا بِالْفَلَامِ
 وَ قَالَ مَا فَعَلْتَ الْعُجُوزَ فَقَالَ إِنَّهَا زَعَمْتُ أَنَّ حَاجَتَهَا لَا يَقْضِيهَا غَيْرُكَ.
 فَقَالَ إِنِّي بِهَا فَاخْضَرَهَا بَيْنَ يَدَيْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ وَ هُوَ مُنْكَسِرُ الرَّأْسِ فَرَّقَ لَهَا
 وَرَدَّ ^{الشيء} وَ قَالَ لَهَا يَا عُجُوزُ إِنِّي سَمِعْتُ مِنْكَ كَلَامًا فَأُعِيدِيهِ فَقَالَتْ إِنِّي
 قُلْتُ سُبْحَانَ مَنْ جَعَلَ الْمُلُوكَ عِبِيدًا بِالْمَعْصِيَةِ وَ جَعَلَ الْعَبِيدَ مُلُوكًا
 بِالطَّاعَةِ فَقَالَ نَعَمْ مَا قُلْتَ فَمَا حَاجَتُكَ؟ قَالَتْ يَا يَوْسُفُ مَا أَسْرَعُ مَا نَسِيْتِي
 فَقَالَ مَنْ أَنْتِ وَ مَا لِي بِكَ مَعْرِفَةٌ.

ترا از جمله عالم بر گزیدم	بگفت آنم که چوں روی تو دیدم
دل و جان وقف کردم در بهوایت	فشاندم گنج و گوهر در بهایت
بدین پیری کمی بنی قیام	جویانی در غمت برباد دام
مرا یکبار تو کردی فراموش	گرفتی شاهد ملک اندر آغوش

أَمَا أَنَا زُلَيْخَا فَقَالَ يُوسُفُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الَّذِي يُحْيِي وَ يُمِيتُ وَ هُوَ
 حَيٌّ لَا يَمُوتُ وَ أَنْتِ بَعْدَ فِي الدُّنْيَا يَا رَأْسَ الْفِتْنَةِ وَ أَسَاسَ الْبَلِيَّةِ فَقَالَتْ يَا
 يُوسُفُ أَبْخَلْتُ عَلَى بِحَيَاةِ الدُّنْيَا فَبَكَى يُوسُفُ وَ قَالَ مَا صَنَعَ حُسْنُكَ وَ
 جَمَالُكَ وَ مَا لَكَ قَالَتْ ذَهَبَ بِهِ الَّذِي أَخْرَجَكَ مِنَ السِّجْنِ وَ أَوْرَثَكَ
 هَذَا الْمُلْكَ فَقَالَ لَهَا مَا حَاجَتُكَ قَالَتْ أَوْ تَفْعَلُ؟ قَالَ نَعَمْ وَ حَقِّ شَيْبَةِ
 إِبْرَاهِيمَ فَقَالَتْ لِي ثَلَاثَ حَوَائِجَ الْأُولَى وَ الثَّانِيَةَ أَنْ تَسْأَلَ اللَّهَ أَنْ يُرَدَّ عَلَيَّ
 بَصْرِي وَ شَبَابِي وَ جَمَالِي فَإِنِّي بَكَيْتُ عَلَيْكَ حَتَّى ذَهَبَ بَصْرِي وَ نَحَلَ
 جِسْمِي فَدَعَا لَهَا يُوسُفُ فَرَدَّ اللَّهُ عَلَيْهَا بَصْرَهَا وَ شَبَابَهَا وَ حُسْنَهَا

سفیدی شدز مشکین مہرہ اش دور در آمد در سواد زرگش نور

جوانی پیریش را گشت ہالہ پس از چل ساگی شد ہر دہ سالہ

وَقَالَ بَعْضُهُمْ كَانَ عُمْرُهَا يَوْمَئِذٍ تِسْعِينَ سَنَةً. وَالْحَاجَةُ الثَّلَاثَةُ أَنْ
تَتَزَوَّجَنِي فَسَكَتَ يُوسُفُ وَ أَطْرَقَ رَأْسُهُ زَمَانًا فَأَتَاهُ جَبْرِيلُ وَقَالَ لَهُ يَا يُوسُفُ
رَبُّكَ يَقْرَأُكَ السَّلَامَ وَيَقُولُ لَكَ لَا تَبْخُلْ عَلَيْهَا بِمَا طَلَبْتُ.

کہ ما بجز زلیخا را چو دیدیم بتو عرض نیازش را شنیدیم

دلش از تیغ نومیدی نخستیم بتو بالای عرشش عقد بستیم

فَتَزَوَّجُ بِهَا فَإِنَّهَا زَوْجَتُكَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ.

چو فرمان یافت یوسف از خداوند کہ بندد با زلیخا عقد و پیوند

دَعَا سُلْطَانَ مِصْرَ وَ جَمِيعَ الْأَشْرَافِ وَ ضَافَ لَهُمْ.

بقانون خلیل و دین یعقوب بر آئین جمیل و صورت خوب

زلیخا را بعقد خود در آورد بعقد خویش یکتا گوهر آورد

و نَزَلَتْ عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ تَهْنِئَةً بِزَوَاجِهِ بِهَا وَقَالُوا هَذَاكَ اللَّهُ بِمَا

أَعْطَاكَ فَهَذَا مَا وَعَدَكَ رَبُّكَ وَأَنْتَ فِي الْجَبِّ فَقَالَ يُوسُفُ الْحَمْدُ لِلَّهِ

الَّذِي أَنْعَمَ عَلَيَّ وَ أَحْسَنَ إِلَيَّ وَ هُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ. ثُمَّ قَالَ إِلَهِي وَ سَيِّدِي

أَسْأَلُكَ أَنْ تُبَدِّلَ لِي هَذِهِ النِّعْمَةَ وَ تُرِينِي وَجْهَ يَعْقُوبَ وَ تُقِرَّ عَيْنَهُ بِالنَّظَرِ إِلَيَّ وَ

تُسَهِّلَ لِإِخْوَتِي طَرِيقًا إِلَى الْاجْتِمَاعِ بِي فَإِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ وَ أَنْتَ عَلَيَّ

كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ.

وَ أَرْسَلْتُ زَلِيخًا إِلَى بَيْتِ الْخَلْوَةِ فَاسْتَقْبَلَهَا الْجَوَارِي بِأَنْوَاعِ

الْحُلِيِّ وَالْحُلَلِ فَتَزَيَّتْ بِهَا فَلَمَّا جَنَّ اللَّيْلُ وَ دَخَلَ يَوْسُفُ عَلَيْهَا قَالَ لَهَا
 أَلَيْسَ هَذَا خَيْرًا مِمَّا كُنْتَ تُرِيدِينَ فَقَالَتْ أَيُّهَا الصَّدِيقُ لَا تُلَمِّنِي فَإِنِّي كُنْتُ
 امْرَأَةً حَسَنَاءَ نَاعِمَةً فِي مَلِكٍ وَ دُنْيَا وَ كَانَ زَوْجِي عَيْنًا لَا يَصِلُ إِلَى النِّسَاءِ
 وَ كُنْتُ كَمَا جَعَلَكَ اللَّهُ فِي صُورَتِكَ الْحَسَنَةِ فَغَلَبَتْنِي نَفْسِي.

شکینبانی نبود از تو حد من بکش و امان غفوی از بد من

ز جرمی که کمال عشق خیزد کجا معشوق با عاشق ستیزد

فَلَمَّا بَنَى بِهَا يَوْسُفُ وَ جَدَّهَا عَذْرَاءَ وَ أَصَابَهَا وَ فَكَّ الْخَاتَمَ.

کلید حقہ از یاقوت ترا ساخت کشادش قفل در روی گوہر انداخت

فَعَمَلَتْ مِنْ يَوْسُفَ وَ وَلَدَتْ لَهُ ابْنَيْنِ فِي بَطْنِ أَحَدُهُمَا أَفْرَائِيمَ
 وَ الْآخَرَ مِيثَا وَ كَانَا كَالشَّمْسِ وَ الْقَمَرِ فِي الْحُسْنِ وَ الْبَهَاءِ وَ بَاهَى اللَّهُ
 بِحُسْنِهَا مَلَائِكَةَ السَّمَوَاتِ السَّبْعِ وَ أَحَبَّ يَوْسُفَ زُلَيْخَا حُبًّا شَدِيدًا وَ تَحَوَّلَ
 عِشْقُ زُلَيْخَا وَ حُبُّهَا الْأَوَّلُ إِلَيْهِ حَتَّى لَمْ يَبْقَ لَهُ بِدُونِهَا قَرَارٌ.

چو صدقش بود بیرون از نہایت در آخر کرد بر یوسف سرایت

وَ حَوَّلَ اللَّهُ تَعَالَى عِشْقَ زُلَيْخَا الْمَجَازِي إِلَى الْعِشْقِ الْحَقِيقِيِّ فَجَعَلَ
 مِيلَهَا إِلَى الطَّاعَةِ وَ الْعِبَادَةِ وَ رَاوَدَهَا يَوْسُفُ يَوْمًا فَفَرَّتْ مِنْهُ فَتَبِعَهَا وَ قَدْ
 قَمِيصُهَا مِنْ دُبُرٍ فَقَالَتْ فَإِنْ قَدَدْتُ قَمِيصَكَ مِنْ قَبْلِ فَقَدْ قَدَدْتُ قَمِيصِي
 الْآنَ فَهَذَا بِذَاكَ.

دریں کار از تفاوت بی ہر اسیم بہ پیرا، من درمی راسا بر اسیم

چوں یوسف روی او در بندگی دید وزاں نیت دلش را زندگی دید

بنام او ز زرکاشانه ساخت نہ کاشانه عبادت خانہ ساخت

وَوَضَعَ فِي الْبَيْتِ الَّذِي بَنَاهُ سَرِيرًا مَرْصَعًا بِالْجَوَاهِرِ فَاخَذَ بِيَدَيْهَا وَ

أَجْلَسَهَا عَلَيْهِ وَقَالَ

درو بنشین پی شکر خدای	کز وداری بہرموی عطای
تو انگر ساخت بعد از فقیری	جوانی داد بعد از ضعف پیری
بچشم نور رفتہ نور دادت	وزاں بررود رحمت کشادت
پس از عمری کہ زہر غم چشاندت	بتریاک و سال من رساندت
زینجا ہم بتوفیق الہی	نشستہ بر سریر پادشاہی
دراں خلوت سرامی بود خرسند	یوسل یوسف و فضل بخداوند

یوسف ۱۲: ۵۵ قال اجعلنی علی خزائن الارض..... ص ۲۷۹ تا ۲۸۲

فوت شدگان کی روحیں گھروں کو آتی ہیں۔

وَفِي الْحَدِيثِ (يَا أَصْحَابِي لَا تَنْسُوا أَمْوَاتِكُمْ فِي قُبُورِهِمْ خَاصَّةً فِي شَهْرِ رَمَضَانَ فَإِنَّ أَرْوَاحَهُمْ يَأْتُونَ بُيُوتَهُمْ فَيُنَادِي كُلُّ أَحَدٍ مِنْهُمْ أَلْفَ مَرَّةٍ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ اعْطِفُوا عَلَيْنَا بِدَرْهَمٍ أَوْ بِرَغِيفٍ أَوْ بِكُسْرَةٍ خُبْزٍ أَوْ بِدَعْوَةٍ أَوْ بِقِرَاءَةِ آيَةٍ أَوْ بِكُسُورَةٍ كَسَاكُمْ اللَّهُ مِنْ لِبَاسِ الْجَنَّةِ) كَذَا فِي رِبْعِ الْأَبْرَارِ .

الرعد ۱۳: ۲۲۔ وانفقوا سرا و علانية..... ص ۳۶۶

عمرالسنفی کا تکیرین کو منظوم جواب۔

رُوي أَنَّ شَخْصًا رَأَى الْإِمَامَ عُمَرَ النَّسْفِيَّ بَعْدَ مَوْتِهِ فِي الْمَنَامِ فَقَالَ

كَانَ سُؤَالَ مُنْكَرٍ وَنَكِيرٍ فَقَالَ رَدَّ اللَّهُ إِلَيَّ رُوحِي فَسَأَلَنِي فَقُلْتُ لَهُمَا

أَخْبِرْ كَمَا فِي رَدِّ الْجَوَابِ نَظْمًا أَوْ نَثْرًا فَقَالَا : قُلْ نَظْمًا فَقُلْتُ

رَبِّي اللَّهُ لَا إِلَهَ سِوَاهُ وَنَبِيِّ مُحَمَّدٍ مُصْطَفَاهُ

دِينِي الْإِسْلَامُ وَفِعْلِي ذَمِيمٌ أَسْأَلُ اللَّهَ عَفْوَهُ وَعَطَاهُ

فَأَنْتَبَهَ ذَلِكَ الشَّخْصُ مِنَ الْمَنَامِ وَقَدْ حَفِظَ الْبَيْتَيْنِ.

ابراہیم ۱۴:۱ - کتاب انزلناہ الیک ص ۳۹۲

کتے، بچھو اور پسو سے حفاظت کا نسخہ۔

قَالَ بَعْضُ الْعَارِفِينَ إِنْ مِمَّا أَخَذَ اللَّهُ عَلَى الْكَلْبِ إِذَا قُرِءَ عَلَيْهِ ﴿و﴾

كَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيدِ ﴿لَمْ يُؤْذِ وَمِمَّا أَخَذَ اللَّهُ عَلَى الْعَقْرِبِ إِنَّهُ إِذَا

قُرِءَ عَلَيْهَا ﴿سَلَامٌ عَلَى نُوحٍ فِي الْعَالَمِينَ﴾ لَمْ تُؤْذِ وَمِمَّا أَخَذَ اللَّهُ عَلَى

الْبَرَاعِثِ ﴿وَمَا لَنَا أَنْ لَا نَتَوَكَّلَ عَلَى اللَّهِ.....﴾ وَمَنْ أَرَادَ الْأَمْنَ مِنْ شَرِّهَا

فَلْيَأْخُذْ مَاءً وَيَقْرَأْ عَلَيْهِ هَذِهِ الْآيَةُ سَبْعَ مَرَّاتٍ ثُمَّ لِيَقُلْ سَبْعَ مَرَّاتٍ إِنْ كُنْتُمْ

أَمْتُمْ فَكُفُّوا شَرَّكُمْ عَنَّا أَيُّهَا الْبَرَاعِثُ وَيُرْسَهُ حَوْلَ مَرْقَدِهِ.

غنیمت شمارند مردان دعا کہ بوشن بود پیش تیر بلا

ابراہیم ۱۴:۱۲ - ولنصبرن علی آذیتموننا ص ۴۰۴

نماز وتر کی ابتداء۔

فَإِنَّهُ ^{الطَّلِيلُ} لَمَّا أَمَّ الْأَنْبِيَاءَ فِي بَيْتِ الْمَقْدِسِ أَوْصَاهُ مُوسَى ^{الطَّلِيلُ} أَنْ

يُصَلِّيَ لَهُ رَكْعَةً عِنْدَ بَدْرَةِ الْمُنْتَهَى قَالَ اللَّهُ تَعَالَى ﴿..... فَلَا تَكُنْ فِي مِرْيَةٍ مِّنْ

لِقَائِهِ.....﴾ أَيْ لِقَاءِ مُوسَى لَيْلَةَ الْمِعْرَاجِ فَلَمَّا صَلَّى رَكْعَةً ضَمَّ إِلَيْهَا رَكْعَةً

أُخْرَى لِنَفْسِهِ فَلَمَّا صَلَّاهُمَا أَوْحَى اللَّهُ تَعَالَى إِلَيْهِ أَنْ صَلَّى رَكْعَةً أُخْرَى

فَلِذَلِكَ صَارَ وَتُرًا كَالْمَغْرِبِ .

ابراہیم ۱۴: ۲۳۔ و ادخل الذين امنوا و عملوا ص: ۴۱۳

ذکر بالجہر ہر زمانہ میں صوفیاء کا معمول رہا۔

وَ اَمَّا قَوْلُ صَاحِبِ الْمَشْنَوِيِّ قَدِسَ سِرُّهُ

ذکر حق کن بانگ غولانرا بسوز چشم چوں زگس ازین کرگس بدوز

فَيُشِيرُ إِلَى الشَّيَاطِينِ الْخَبِيثَةِ الْمُفْسِدَةِ بَلْ إِلَى كُلِّ مُضِلٍّ لِلطَّلَابِ

عَنْ طَرِيقِ الْحَقِّ عَلَى سَبِيلِ التَّشْبِيهِ وَ فَائِدَةُ الذِّكْرِ كَوْنُهُ دَافِعًا لِيُوسَاوِسِهِ لِأَنَّهُ

إِذَا ذَكَرَ اللَّهُ خَسَّ الشَّيْطَانُ أَيْ تَأَخَّرَ وَ لَعَلَّ الْمُرَادَ وَ اللَّهُ أَعْلَمُ أَنَّ الْجِنَّ لَيْسَ

لَهُمْ دِمَاحٌ كَأَدْمِغَةِ بَنِي آدَمَ فَلَا تَحْمَلُ لَهُمْ عَلَى اسْتِمَاعِ الصَّوْتِ الْجَهْوَرِيِّ

السَّيِّدِ فَإِذَا رَفَعَ صَوْتَهُ بِالذِّكْرِ طَرَدَ عَنْ نَفْسِهِ الشَّيْطَانَ وَ أَحْرَقَهُ بِنُورِ

ذِكْرِهِ وَ أَفْسَدَ عَقْلَهُ بِشِدَّةِ صَوْتِهِ وَ شَهَابِ نَفْسِهِ الْمُؤَثِّرِ .

الحجر ۱۵: ۱۸۔ فاتبعه شهاب مبین ص: ۴۵۰

الجزء الخامس:

بایزید کا خادم ہوں۔

عَنِ الشَّيْخِ بَهَاؤِ الدِّينِ أَنَّ خَادِمَ الشَّيْخِ أَبِي يَزِيدِ الْبُسْطَامِيَّ قُدِّسَ
سِرُّهُ كَانَ رَجُلًا مَغْرِبِيًّا فَجَرَى الْحَدِيثَ عِنْدَهُ فِي سَوَالٍ مُنْكَرٍ وَ نَكِيرٍ فَقَالَ
الْمَغْرِبِيُّ وَاللَّهِ إِنْ يُسَالُونِي لِأَقُولَنَّ لَهُمَا فَقَالُوا لَهُ وَمَنْ يَعْلَمُ ذَلِكَ فَقَالَ
أَقْعُدُوا عَلَيَّ قَبْرِي حَتَّى تَسْمَعُونَنِي فَلَمَّا انْتَقَلَ الْمَغْرِبِيُّ جَلَسُوا عَلَيَّ قَبْرِهِ
فَسَمِعُوا الْمَسْأَلَةَ وَ سَمِعُوهُ يَقُولُ أَسْأَلُونَنِي وَ قَدْ حَمَلْتُ لِرُوَّةِ أَبِي يَزِيدِ عَلَيَّ
عُنُقِي لَمَضُوا وَ تَرَكَوهُ.

النحل ۱۶: ۱۲۳۔ ان اتبع ملة ابراهيم ص: ۹۵

حضرت علی کی نماز کے لئے سورج کا پلٹنا۔

وَ أَمَّا عَوْدُ الشَّمْسِ بَعْدَ غُرُوبِهَا فَقَدْ وَقَعَ لَهُ ﷺ فِي خَيْبَرَ فَعَنْ
أَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا قَالَتْ كَانَ ﷺ يُوْحَى إِلَيْهِ وَ رَأَتْهُ
الشَّرِيفَةُ فِي حُجْرِ عَلِيٍّ ﷺ وَ لَمْ يُسِرَّ عَنْهُ حَتَّى غَرَبَتِ الشَّمْسُ وَ عَلِيٌّ لَمْ
يُضِلَّ الْعَصْرَ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ

(أَضَلَّتِ الْعَصْرَ) قَالَ: لَا. فَقَالَ ﷺ: (اللَّهُمَّ إِنَّهُ كَانَ فِي طَاعَتِكَ
وَ طَاعَةِ رَسُولِكَ فَارْزُدْ عَلَيْهِ الشَّمْسَ) قَالَتْ أَسْمَاءُ فَرَأَيْتَهَا طَلَعَتْ بَعْدَ مَا
غَرَبَتْ وَ هُوَ مِنْ أَجْلِ أَعْلَامِ النُّبُوَّةِ فَلْيَحْفَظْ.

الاسراء ۱۱۰: ۱۔ ان الذي اسرى ص: ۱۲۷-۱۲۸

ملائکہ کی امامت فرمائی۔

قَالَ فِي تَفْسِيرِ التَّيْسِيرِ أَمَّ رَسُولَ اللَّهِ مَلَائِكَةَ السَّمَوَاتِ فِي الْوَتْرِ
فَكَانَ إِمَامَ الْأَنْبِيَاءِ فِي بَيْتِ الْمُقَدَّسِ وَ إِمَامَ الْمَلَائِكَةِ عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهَى
فَظَهَرَ بِذَلِكَ فَضْلُهُ عَلَى أَهْلِ الْأَرْضِ وَالسَّمَاءِ. انْتَهَى

الاسراء ۱۵: ۱۔ سبحان الذي اسرى ص: ۱۲۹

قبر کے پاس قرآن پڑھنا۔

قَالَ فِي فَتْحِ الْقَرِيبِ الْمُجِيبِ إِذَا حَصَلَتِ الْبَرَكَةُ بِتَسْبِيحِ الْجَمَادِ
فَالْقُرْآنُ الَّذِي هُوَ أَشْرَفُ الْأَذْكَارِ أَوْلَى بِحُصُولِ الْبَرَكَةِ وَلَا سِيَّمَا إِذَا كَانَ
مِنْ رَجُلٍ صَالِحٍ وَ لِهَذَا اسْتَحَبَّ الْعُلَمَاءُ قِرَاءَةَ الْقُرْآنِ عِنْدَ الْقَبْرِ.

الاسراء ۱۵: ۴۴۔ ان من شيء الا يسبح بحمده ص: ۱۶۳

اہل قبور سے استعانت۔

كَمَا أَنَّ الرَّسُولَ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَمَانَ مَا عَاشَ فَكَذًا وَارثُهُ الْاَكْمَلُ فَإِنَّ اِعْتِقَادَهُ
وَ اِتِّبَاعَ طَرِيقَتِهِ كَالْاِيْمَانِ بِالرَّسُولِ وَ اِتِّبَاعَ شَرِيعَتِهِ إِذْ هُوَ نَائِبٌ عَنْهُ وَ خَلِيفَةٌ
لَهُ فَالْاِقْتِرَانُ بِأَهْلِ الصَّلَاحِ وَ التَّقْوَى مِمَّا يَرْفَعُ اللَّهُ بِهِ الْعَذَابَ وَ قَدْ وَرَدَ فِي
الْحَدِيثِ (إِذَا تَحَيَّرْتُمْ فِي الْأُمُورِ فَاسْتَعِينُوا مِنْ أَهْلِ الْقُبُورِ) ذَكَرَهُ الْكَاشِفِيُّ
فِي الرِّسَالَةِ الْعُلْيَا وَ ابْنُ الْكَمَالِ فِي الْارْبَعِينَ حَدِيثًا وَ الْمُرَادُ بِأَهْلِ الْقُبُورِ مَنْ
مَاتَ بِالْاِخْتِيَارِ قَبْلَ الْمَوْتِ بِالْاِضْطِرَّارِ. قَالَ الْحَافِظُ :

مدد از خاطر زندان طلب ای دل ورنی کار صعبت مبادا کہ خطایی بکنیم

الاسراء ۱۵: ۵۹۔ وما نرسل الايات الا تخويفا ص: ۱۷۸

انسان فرشتے سے افضل

قَالَ فِي بَحْرِ الْعُلُومِ فِيهِ دَلَالَةٌ عَلَى أَنَّ بَنِي آدَمَ فَضَلُوا عَلَى كَثِيرٍ وَ
 فَضَّلَ عَلَيْهِمْ قَلِيلٌ وَ هُوَ أَبُوهُمْ آدَمُ وَ أُمَّهُمُ حَوَاءُ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ لَمَّا فِيهِمَا مِنْ
 فَضْلِ الْإِصَالَةِ عَلَى مَنْ تَفَرَّعَ مِنْهُمَا مِنْ سَائِرِ النَّاسِ لَا الْمَلَائِكَةَ الْمُقَرَّبِينَ
 كَمَا زَعَمَ الْكَلْبِيُّ وَ أَبُو بَكْرٍ الْبَاقِلَانِيُّ وَ حُثَالَةُ الْمُعْتَزِلَةُ وَ إِلَّا يُلْزَمُ التَّعَارُضُ
 بَيْنَ الْآيَاتِ وَ ذَلِكَ أَنَّ اللَّهَ أَمَرَ الْمَلَائِكَةَ كُلَّهُمْ بِالسُّجُودِ لِآدَمَ عَلَى وَجْهِ
 التَّعْظِيمِ وَ التَّكْرِيمِ وَ مُقْتَضَى الْحِكْمَةِ الْأَمْرُ لِلَادْنَى بِالسُّجُودِ لِلْأَعْلَى دُونَ
 الْعَكْسِ وَ أَيْضًا قَالَ ﴿وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا﴾ فَيَفْهَمُ مِنْهُ كُلُّ أَحَدٍ مِنْ أَهْلِ
 اللِّسَانِ قِصْدَهُ تَعَالَى إِلَى تَفْضِيلِ آدَمَ عَلَى الْمَلَائِكَةِ وَ بَيَانِ زِيَادَةِ عِلْمِهِ وَ
 اسْتِحْقَاقِهِ التَّعْظِيمِ وَ التَّكْرِيمِ وَقَالَ ﴿إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَى آدَمَ وَ نُوحًا وَ آلَ
 إِبْرَاهِيمَ وَ آلَ عِمْرَانَ عَلَى الْعَالَمِينَ﴾ وَ الْمَلَائِكَةُ مِنْ جُمْلَةِ الْعَالَمِ .

فَمُحَالٌ أَنْ تَدُلَّ الْآيَةُ الَّتِي نَحْنُ بِصَدِّدِهَا عَلَى مَا زَعَمُوا مِنْ تَفْضِيلِ
 الْمَلَكِ عَلَى الْبَشَرِ كُلِّهِمْ وَ أَيْضًا مِمَّا يَدُلُّ عَلَى بَطْلَانِ مَا زَعَمُوا قَوْلَ النَّبِيِّ ﷺ
 (إِنَّ اللَّهَ فَضَّلَ الْمُرْسَلِينَ عَلَى الْمَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِينَ لَمَّا بَلَغَتْ السَّمَاءُ السَّابِعَةَ لَقِينِي
 مَلَكٌ مِنْ نُورٍ عَلَى سَرِيرٍ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ عَلَيَّ السَّلَامَ فَأَوْحَى إِلَيَّ سَلَّمَ
 عَلَيْكَ صَفِيَّتِي وَ نَبِيَّتِي فَلَمْ تَقُمْ إِلَيْهِ وَ عِزَّتِي وَ جَلَالِي لِتَقُومَنَّ فَلَا تَقْعَدَنَّ إِلَى يَوْمِ
 الْقِيَامَةِ)

الاسراء ٧٠: ١٥ - و فضلناهم على كثير ممن خلقنا... ص: ١٨٦

قیامت کے روز ماؤں کے ناموں کے ساتھ پکارے جانے کی وجہ۔

﴿يَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ﴾ قِيلَ الْإِمَامُ جَمْعُ أُمَّ كَخَفِيفٍ وَ
خِفَافٍ وَالْحِكْمَةُ فِي دَعْوَتِهِمْ وَأُمَّهَاتِهِمْ إِجْلَالُ عَيْسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ تَشْرِيفُ
الْحُسَيْنِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا إِذْ فِي نَسَبَتِهِمَا إِلَى أُمَّهُمَا إِظْهَارُ انْتِسَابِهِمَا
إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ نَسَبًا بِخِلَافِ نَسَبَتِهِمَا إِلَى أَبِيهِمَا وَالسُّتْرُ عَلَى أَوْلَادِ
الزَّوْنِيِّ وَيَنْصُرُهُ مَا رُوِيَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا وَ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ

(إِنَّ اللَّهَ يَدْعُوا النَّاسَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِأُمَّهَاتِهِمْ سِتْرًا مِنْهُ عَلَى عِبَادِهِ وَ
يُؤَيِّدُهُ أَيْضًا حَدِيثُ الثَّقَلَيْنِ حَيْثُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ (إِذَا مَاتَ أَحَدٌ مِنْ
إِحْوَانِكُمْ فَسَوَّيْتُمْ عَلَيْهِ التُّرَابَ فَلْيَقُمْ أَحَدُكُمْ عَلَى رَأْسِ قَبْرِهِ ثُمَّ لِيَقُلْ يَا فَلَانُ
ابْنُ فَلَانَةَ فَإِنَّهُ يَسْمَعُهُ وَلَا يُجِيبُ ثُمَّ يَقُولُ يَا فَلَانُ بْنُ فَلَانَةَ فَإِنَّهُ يَسْتَوِي قَاعِدًا
ثُمَّ يَقُولُ يَا فَلَانُ ابْنُ فَلَانَةَ فَإِنَّهُ يَقُولُ أَرَشَدَكَ اللَّهُ رَحِمَكَ اللَّهُ وَ لَكِنْ لَا
تَشْعُرُونَ فَلْيَقُلْ أَذْكَرُ مَا خَرَجْتَ عَلَيْهِ مِنَ الدُّنْيَا شَهَادَةً أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَ أَنْ
مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ وَ إِنَّكَ رَضِيْتَ بِاللَّهِ رَبًّا وَ بِالْإِسْلَامِ دِينًا وَ بِمُحَمَّدٍ
ﷺ نَبِيًّا وَ بِالْقُرْآنِ إِمَامًا وَ بِالْكَعْبَةِ قِبْلَةً فَإِنَّ مُنْكَرًا وَ نَكِيرًا يَأْخُذُ كُلُّ وَاحِدٍ
مِنْهُمَا بِيَدِ صَاحِبِهِ يَقُولُ انْطَلِقْ لَا تَقْعُدُ عِنْدَ مَنْ لَقْنُ حُجَّتَهُ فَيَكُونُ حَاجِبُجَهُ
دُونَهُمَا)

فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَإِنْ لَمْ يَعْرِفْ إِسْمَ أُمِّهِ قَالَ (فَلْيَنْسِبْهُ إِلَى
خَوَاءٍ) ذَكَرَهُ الْإِمَامُ السَّخَاوِيُّ فِي الْمَقَاصِدِ الْحَسَنَةِ وَ صَحَّحَهُ بِأَسَانِيدِهِ وَ

كَذَٰلِكَ الْأَمَامُ الْقُرْطُبِيُّ فِي تَذَكُّرِهِ وَفَهُمْ مِنْهُ شَيَانٍ . الْأَوَّلُ اسْتِحْبَابُ الْقِيَامِ
وَقَتَّ التَّلْقِينَ وَالثَّانِي أَنَّ الْمَرْءَ يُدْعَى بِاسْمِهِ وَاسْمِ أُمِّهِ لَا بِاسْمِ أَبِيهِ .

الاسراء ١٥: ٧١ - يوم ندعوا كل اناس ص: ١٨٧

حبیب ﷺ سے فرمایا گیا جوتے نہ اتاریے۔

وَقِيلَ لِلْحَبِيبِ تَقَدَّمْ عَلَيَّ بِسَاطِ الْعَرْشِ بِنَعْلَيْكَ لِتَشْرَفَ الْعَرْشُ
بِغُبَارِ نِعَالِ قَدَمَيْكَ وَيَصِلُ نُورُ الْعَرْشِ يَا سَيِّدَ الْكَوْنَيْنِ إِلَيْكَ .

طه ٢٠: ١٢ - فاخلع نعليك ص: ٣٧٠

اولیاء اللہ سے مدد۔

﴿هُوَ الَّذِي آيَدُكَ بِنَصْرِهِ وَبِالْمُؤْمِنِينَ﴾ فَنَصَرَ اللَّهُ سَمَاوِيَّ وَنَصَرَ
الْمُؤْمِنِينَ أَرْضِيَّ وَبِالْكُلِّ يَحْضُلُ الْأَمْدَادُ مُطْلَقًا وَفِي الْحَدِيثِ (إِذَا تَحَيَّرْتُمْ
فِي الْأُمُورِ فَاسْتَعِينُوا مِنْ أَهْلِ الْقُبُورِ) ذَكَرَهُ الْكَاشِفِيُّ فِي الرِّسَالَةِ الْعُلْيَةِ وَابْنُ
الْكَعْبَالِ فِي الْارْبَعِينَ حَدِيثًا وَالْمَرَادُ مِنْ أَهْلِ الْقُبُورِ الرُّوحَانِيُّونَ سَوَاءً كَانُوا
فِي الْأَجْسَادِ الْكَيْفِيَّةِ أَوِ اللَّطِيفَةِ فَافْهَمُ

طه ٢٠: ٦٢ - هو الذي ايدك بنصره ص: ٣٨٠

بِحَقِّ مُحَمَّدٍ ﷺ -

وَعَنْ عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ (لَمَّا اعْتَرَفَ
آدَمُ بِالْخَطِيئَةِ قَالَ يَا رَبِّ أَسْأَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ أَنْ تَغْفِرَ لِي فَقَالَ اللَّهُ يَا آدَمُ
كَيْفَ عَرَفْتَ مُحَمَّدًا وَ لَمْ أَخْلُقْهُ قَالَ لِأَنَّكَ لَمَّا خَلَقْتَنِي بِرَيْدِكَ وَ نَفَخْتَ
فِي مِنْ رُوحِكَ رَفَعْتَ رَأْسِي فَرَأَيْتُ عَلَى قَوَائِمِ الْعَرْشِ مَكْتُوبًا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ فَعَرَفْتُ أَنَّكَ لَمْ تُصِفْ إِلَى اسْمِكَ إِلَّا اسْمَ أَحَبِّ الْخَلْقِ إِلَيْكَ فَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى صَدَقْتَ يَا آدَمُ إِنَّهُ لِأَحَبُّ الْخَلْقِ إِلَيَّ فَفَفَرْتُ لَكَ وَلَوْ لَا مُحَمَّدًا مَا خَلَقْتُكَ (رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي دَلَائِلِهِ).

ظہ ۱۲۱:۲۰ - بعضی آدم ربہ ص: ۴۳۹

نبی اکرم ﷺ کے جنازہ کی کیفیت۔

قال ابن مسعود رضي الله عنه لما دنا فراق رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم جمعنا في بيت عائشة رضي الله عنها ثم نظر الينا فدمعت عيناه وقال (مرحبا بكم حيا كم الله رحمة الله تعالى اوصيكم بقوى الله وطاعته قد دنا الفراق و خان المنقلب الى الله و الى سدرة المنتهى و الى جنة المأوى يغسلني رجال اهل بيتي و يكفنونني في ثيابي هذه ان شاؤا او في حلة يمانية فاذا غسلوني و كفنوني ضفوني على سريرى في بيتي هذا على شفير لحدى ثم اخرجوا عني ساعة فاول من يصلي على حبيبي جبرائيل ثم ميكائيل ثم اسرافيل ثم ملك الموت مع جنودهم ثم ادخلوا على فوجا فوجا و صلوا على فلما سمعوا فراقه صاحوا و بكوا) وقالوا يا رسول الله انت نور ربنا و سمع جمعنا و سلطان امرنا اذا فقت عنا الى من ترجع في امورنا قال (تركتكم على المعجزة البيضاء) اى الطريق الواسع الواضح ليها كنهارها فى الوضوح (و تركت لكم واعظين ناطقا و صامتا) فالناطق القرآن و الصامت الموت (فاذا اشكل عليكم امر فارجعوا الى القرآن و السنة و اذا فسدت قلوبكم فليثور قلبا لا هتبار فى احوال الاموات)

الانبياء ۲۱: ۱۰ - لقد انزلنا اليكم كتابا..... ص: ۴۵۷-۴۵۸

زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو ایک نبیؐ نے پچالیا۔

رَوَى أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ رضی اللہ عنہ خَرَجَ مَعَ رَجُلٍ مِّنْ مَّكَّةَ إِلَى الطَّائِفِ وَ لَمْ يَعْلَمْ أَنَّهُ مُنَافِقٌ فَدَخَلَ خَرَبَةً وَ نَامَا فَأَوْثَقَ الْمُنَافِقُ يَدَ زَيْدٍ وَ ارَادَ قَتْلَهُ فَقَالَ زَيْدٌ يَا رَحْمَنُ أَعْنِي فَسَمِعَ الْمُنَافِقُ قَائِلًا يَقُولُ وَيَحْكُ لَا تَقْتُلُهُ فَخَرَجَ الْمُنَافِقُ وَ لَمْ يَرَ أَحَدًا ثُمَّ وَ فِي الثَّالِثَةِ قَتَلَهُ فَارْسٌ ثُمَّ حَلَّ وَ ثَاقَهُ وَقَالَ أَنَا جِبْرَائِيلُ كُنْتُ فِي السَّمَاءِ السَّابِعَةِ حِينَ دَعَوْتُ اللَّهَ فَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى أَدْرِكُ عَبْدِي.

الانبياء ۲۱: ۷۷ - و نصرته من القوم الذين كذبوا..... ص: ۵۰۳

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اصل کائنات ہیں۔

قَالَ فِي عِرَائِسِ الْبَقْلِيِّ أَيُّهَا الْفَهِيمُ إِنَّ اللَّهَ أَخْبَرَنَا أَنَّ نَوْرَ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم أَوَّلُ مَا خَلَقَهُ ثُمَّ خَلَقَ جَمِيعَ الْخَلَائِقِ مِنَ الْعَرْشِ إِلَى الثَّرَى مِنْ بَعْضِ سُورِهِ فَأَرْسَلَهُ إِلَى الْوُجُودِ وَالشُّهُودِ رَحْمَةً لِّكُلِّ مَوْجُودٍ إِذَا الْجَمِيعُ صَدَرَ مِنْهُ فَكَوْنُهُ كَوْنُ الْخَلْقِ وَ كَوْنُهُ سَبَبُ وَجُودِ الْخَلْقِ وَ سَبَبُ رَحْمَةِ اللَّهِ عَلَى جَمِيعِ الْخَلَائِقِ فَهُوَ رَحْمَةٌ كَافِيَةٌ.

وَ الْفَهْمُ أَنَّ جَمِيعَ الْخَلَائِقِ صُورَةٌ مَخْلُوقَةٌ مَطْرُوحَةٌ فِي فِضَاءِ الْقُدْرَةِ بِإِلَاحِ رُوحِ حَقِيقَةِ مُنْتَظَرَةٍ لِقُدُومِ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم فَإِذَا قَدِمَ إِلَى الْعَالَمِ صَارَ الْعَالَمُ حَيًّا بِوُجُودِهِ لِأَنَّهُ رُوحٌ جَمِيعِ الْخَلَائِقِ.

الانبياء ۲۱: ۱۰۷ - وما ارسلناك الا رحمة للعالمين..... ص: ۵۲۸

نور محمدی۔

وَاعْلَمُ أَنَّهُ لَمَّا تَعَلَّقَتْ ارَادَةُ الْحَقِّ بِإِبْجَادِ الْخَلْقِ أُبْرَزَ الْحَقِيقَةُ
الْأَحْمَدِيَّةُ مِنْ كَمَوْنِ الْحَضْرَةِ الْأَحَدِيَّةِ فَمَيَّزَهُ بِمِيمِ الْإِمْكَانِ وَجَعَلَهُ رَحْمَةً
لِلْعَالَمِينَ وَشَرَّفَ بِهِ نَوْعَ الْإِنْسَانِ ثُمَّ أَنْبَجَسَتْ مِنْهُ عَيُونُ الْأَرْوَاحِ ثُمَّ بَدَأَ فِي
عَالَمِ الْأَجْسَادِ وَالْأَشْبَاحِ كَمَا قَالَ الْعَلِيٌّ (أَنَا مِنَ اللَّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ مِنْ فَيْضِ
نُورِي) فَهُوَ الْغَايَةُ الْجَلِيلَةُ مِنْ تَرْتِيبِ مُبَادِي الْكَائِنَاتِ كَمَا قَالَ تَعَالَى (لَوْ
لَاكَ لَمَّا خَلَقْتَ الْأَقْلَاقَ)

الانبیاء ۲۱: ۱۰۷۔ وما ارسلناك الا رحمة للعالمين . . . ص: ۵۲۹

الجزء السادس:

منصور بن عمار کی چار دعائیں۔

كَانَ رَجُلٌ يَشْرَبُ جَمَعَ قَوْمًا مِنْ نُدَمَاءٍ وَ دَفَعَ إِلَى غُلَامٍ لَهُ أَرْبَعَةٌ
دِرَاهِمًا وَ أَمْرَهُ أَنْ يَشْتَرِيَ شَيْئًا مِنَ الْفَوَاكِهِ لِلْمَجْلِسِ فَمَرَّ الْغُلَامُ بِبَابِ مَسْجِدِ
مَنْصُورِ بْنِ عَمَارٍ وَ هُوَ يَسْأَلُ لِفَقِيرٍ شَيْئًا وَ يَقُولُ مَنْ قَطَعَ إِلَيْهِ أَرْبَعَةٌ دِرَاهِمًا
دَعَاؤُهُ لَهُ أَرْبَعُ دَعَوَاتٍ فَدَفَعَ الْغُلَامُ الدِّرَاهِمَ فَقَالَ مَنْصُورٌ مَا الَّذِي تُرِيدُ أَنْ
أَدْعُرَ لَكَ فَقَالَ لِي سَيِّدٌ أُرِيدُ أَنْ أَتَخَلَّصُ مِنْهُ فَدَعَاؤُهُ مَنْصُورٌ ثُمَّ قَالَ وَالْآخِرُ
أَنْ يَخْلِفَ اللَّهُ عَلَيَّ دِرَاهِمِي فَدَعَاؤُهُ ثُمَّ قَالَ وَالْآخِرُ فَقَالَ أَنْ يُتُوبَ اللَّهُ عَلَيَّ
سَيِّدِي فَدَعَاؤُهُ ثُمَّ قَالَ وَالْآخِرُ فَقَالَ أَنْ يُغْفِرَ اللَّهُ لِي وَ لِسَيِّدِي وَ لِكُلِّ وَ لِلْقَوْمِ
فَدَعَاؤُهُ مَنْصُورٌ فَرَجَعَ الْغُلَامُ إِلَى سَيِّدِهِ فَقَالَ لَمْ أَبْطَأْتُ فَكُفِّ عَنِّي الْقِصَّةَ فَقَالَ
وَبِمَ دَعَاؤُهُ فَقَالَ سَأَلْتُ لِنَفْسِي الْعِتْقَ فَقَالَ إِذْهَبْ فَأَنْتَ حُرٌّ ثُمَّ قَالَ وَ أَيُّ شَيْءٍ
الثَّانِي فَقَالَ أَنْ يَخْلِفَ اللَّهُ عَلَيَّ الدِّرَاهِمَ فَقَالَ لَكَ أَرْبَعَةٌ آلَافٍ دِرَاهِمٍ ثُمَّ قَالَ
وَ أَيُّ شَيْءٍ الثَّلَاثُ فَقَالَ أَنْ يُتُوبَ اللَّهُ عَلَيْكَ فَقَالَ تَبُّتُ إِلَى اللَّهِ ثُمَّ قَالَ وَ أَيُّ
شَيْءٍ الرَّابِعُ فَقَالَ أَنْ يُغْفِرَ اللَّهُ لِي وَ لَكَ وَ لِلْمَذْكُورِ وَ لِلْقَوْمِ فَقَالَ هَذَا
الْوَاحِدُ لَيْسَ إِلَيَّ فَلَمَّا بَاتَ رَأَى فِي الْمَنَامِ كَانَ قَائِلًا يَقُولُ لَهُ أَنْتَ فَعَلْتَ مَا
كَانَ إِلَيْكَ أَتَرَى إِنِّي لَا أَفْعَلُ مَا إِلَيَّ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكَ وَ لِلغُلَامِ وَ لِمَنْصُورٍ وَ
لِلْقَوْمِ الْحَاضِرِينَ.

الحج ۲۲: ۲۴۔ و هدوا الى صراط الحميد ص: ۲۱

حضرت عمر رضی اللہ عنہ جھوٹی گواہی دینے والے کو چالیس کوڑے مارتے تھے۔

وَ كَانَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ يَجْلِدُ شَاهِدَ الزُّورِ اَرْبَعِينَ جَلْدَةً وَ يُسَوِّدُ وَجْهَهُ

بِالْفَحْمِ وَ يَطْرُقُ بِهِ فِي الْاَسْوَاقِ .

الحج ۲۲ : ۲۴۔ واحسبوا قول الزور.....ص: ۳۰

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھانے کے محتاج نہ تھے۔

قال حضرة الشيخ الزهير بافتاده آفندي فندس سره كان العليل يبيت

عند ربه فيطعمه ويسقيه من تجلياته المتنوعة و إنما اكله في الظاهر لاجل

أتمه الضعيفة و إلا فلا احتياج له إلى الأكل والشرب و ما روى أنه كان

يشد الحجر فهو ليس من الجوع بل من كمال لطافته لتلا يصعد إلى

المملوك بل يستقر في الملك لإرشاد.

المؤمنون ۴۱ فجعلناهم غناء.....ص: ۸۳

سیدنا زین العابدین رضی اللہ عنہ کی مناجات۔

قال الاصمعي كنت اطوف بالكعبة في ليلة مقمرة فسمعت صوتا

حزينا فبعث الصوت فاذا انا بشاب حسن ظريف تعلق باستار الكعبة و هو

يتول نامت العيون و غارت النجوم و انت الملك الحي القيوم و قد غلقت

المملوك ابوابها و اقامت عليها حرسها و حجابها و بابك مفتوح

للسائلين فها انا اسالك ببابك مذنبا فقيرا مسكينا اسيرا جثا انتظر

رحمتك يا ارحم الراحمين ثم انشأ يقول

يَا مَنْ يُجِيبُ الْمُضْطَّرَّ فِي الظُّلْمِ
 يَا كَاشِفَ الضُّرِّ وَالْبَلْوَى مَعَ الْقِسْمِ
 قَدْ نَامَ وَقُدِيَ حَوْلَ الْبَيْتِ وَانْتَبَهُوا
 وَ أَنْتَ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ لَمْ تَنَمْ
 ادْعُوكَ رَبِّي وَ مَوْلَايَ وَ مُسْتَدِي
 فَارْحَمْ بُكَائِي بِحَقِّ الْبَيْتِ وَ الْحَرَمِ
 أَنْتَ الْغَفُورُ فَجُدِّي مِنْكَ مَغْفِرَةً
 أَوْ أَعْفُ عَنِّي يَا ذَا الْجُودِ وَ النِّعَمِ
 إِنْ كَانَ عَفْوُكَ لَا يَرْجُوهُ ذُو جَرَمٍ
 فَمَنْ يَجُودُ عَلَى الْعَاصِينَ بِالْكَرَمِ

ترجمہ: اے وہ جو تُوںم رَفَع رَاسَهُ نَحْوَ السَّمَاءِ وَ هُوَ يُنَادِي يَا إِلَهِي وَسَيِّدِي
 مَوْلَايَ إِنْ أَطَعْتُكَ فَلَكَ الْمَنَّةُ عَلَيَّ وَ إِنْ عَصَيْتُكَ فَبِجَهْلِي فَلَكَ الْحُجَّةُ
 عَلَيَّ اللَّهُمَّ فَبِإِظْهَارِ مَنِّكَ عَلَيَّ وَ الْبَاتِ حُجَّتِكَ لَدِي إِرْحَمْنِي وَ اغْفِرْ
 ذُنُوبِي وَ لَا تَحْرِمْنِي رُؤْيَةَ جَدِي قُرَّةِ عَيْنِي وَ حَبِيْبِكَ وَ صَفِيْكَ وَ نَيْبِكَ
 مُحَمَّدٍ ﷺ ثُمَّ انْشَأَ يَقُولُ

أَلَا أَيُّهَا الْمَأْمُولُ فِي كُلِّ شِدَّةٍ
 إِلَيْكَ شَكْوَتُ الضُّرِّ فَارْحَمْ شِكَايَتِي
 أَلَا يَا رَجَائِي أَنْتَ تَكْاشِفُ كُرْبَتِي
 فَهَبْ لِي ذُنُوبِي كُلَّهَا وَ اقْضِ حَاجَتِي

فَزَادِي قَلِيلٌ مَا أَرَاهُ مُبْلِغِي
 عَلَى الزَّادِ أَبِكِي أَمْ لِبَعْدِ مَسَافَتِي
 أَتَيْتُ بِأَعْمَالٍ قَبَاحٍ رَدِيئَةٍ
 وَمَا فِي الْوَرَى خُلُقٌ جَنِي كَجَنَائَتِي

فكان يكرر هذه الابيات حتى سقط على الارض مغشيا عليه
 فدنو منه فاذا هو زين العابدين علي بن الحسين بن علي بن ابي طالب
 فوضعت رأسه في حجرى و سكت لبكائه شديدا شفقة عليه فقطر من
 دموعى على وجهه فافاق من غشيته و فتح عينه و قال من الذى شغلنى عن
 ذكر مولاي فقلت انا الاصمعي يا سيدى ما هذا البكاء و ما هذا الجزع و
 انت من اهل بيت النبوة و معدن الرسالة اليس الله يقول (انما يريد الله
 ليذهب عنكم الرجس اهل البيت و يطهركم تطهيرا) قال فاستوى جالسا و
 قال يا اصمعي هيهات ان الله تعالى خلق الجنة لمن اطاعه و ان كان عبدا
 حبيبا و خلق النار لمن عصاه و ان كان ملكا فرشيا اما سمعت قوله تعالى
 (فاذا نفخ فى الصور فلا انساب بينهم ولا يتساءلون)

المؤمنون ۲۳: ۱۰۱ - فلا انساب بينهم ص: ۱۰۷-۱۰۸

مثل نوره.

در روح الارواح آورده كه آن نور حضرت محمد است مشكاة آدم باشد و ز جاجه نوح و
 زيتون ابراهيم كه نه يهوديه مائل است چون يهود غرب را قبله ساختند و نه نصرانيه چون نصارى
 روى بشرق آورده اند و مصباح حضرت رسالت الغنيب يا مشكاة ابراهيم است و ز جاجه دل

صافی مطہر او و مصباح علم کامل او شجرہ خلق شامل او کہ نہ در جانب خلود افراط است و نہ در طرف تقصیر و تفریط بلکہ طریق اعتدال کہ (خَيْرُ الْأُمُورِ أَوْسَطُهَا) واقع شدہ و صراط سوی عبارت از آنست۔

و در عین المعانی فرمودہ کہ نور محبت حبیب با نور خلت خلیل نور علی نور است۔

پدر نور پسر نور است مشہور از اینجا فہم کن نور علی نور

النور ۲۴: ۳۵۔ مثل نوره ص: ۱۵۶-۱۵۷

جب رابعہ العدویہ کے خاوند فوت ہوئے۔

وَ حُكِيَ لِمَامَاتِ زَوْجِ رَابِعَةِ الْعَدَوِيَّةِ إِسْتَاذَنَ عَلَيْهَا الْحَسَنُ
الْبَصْرِيُّ وَ اصْحَابُهُ وَ أَذْنَتْ لَهُمْ بِالْدُخُولِ عَلَيْهَا وَ أَرَحَتْ سِتْرًا وَ جَلَسَتْ
وَرَاءَ السِّتْرِ فَقَالَ لَهَا الْحَسَنُ وَ اصْحَابُهُ إِنَّهُ قَدْ مَاتَ بَعْلُكَ وَ لَا بُدَّ لَكَ مِنْهُ
قَالَتْ نَعَمْ وَ كَرَامَةٌ لَكِنْ مَنْ أَعْلَمُكُمْ حَتَّى أُرِجَّ نَفْسِي فَقَالُوا الْحَسَنُ
الْبَصْرِيُّ فَقَالَتْ إِنْ أَجَبْتَنِي فِي أَرْبَعِ مَسَائِلَ أَنَا لَكَ فَقَالَ سَلْ إِنْ وَفَّقَنِي اللَّهُ
أَجَبْتُكَ قَالَتْ مَا تَقُولُ لَوْ مِتُّ أَنَا وَ خَرَجْتُ مِنَ الدُّنْيَا مَتَّى عَلَى الْإِيمَانِ أَمْ لَا
قَالَ هَذَا غَيْبٌ لَا يَعْلَمُهُ إِلَّا اللَّهُ ثُمَّ قَالَتْ مَا تَقُولُ لَوْ وَضَعْتُ فِي الْقَبْرِ وَ سَأَلَنِي
مُنْكَرٌ وَ نَكِيرٌ أَقْدِرُ عَلَى جَوَابِهَا أَمْ لَا قَالَ هَذَا غَيْبٌ أَيْضًا ثُمَّ قَالَتْ إِذَا حُشِرَ
النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَ تَطَايَرَتِ الْكُتُبُ أَعْطَى كِتَابِي بِيَمِينِي أَمْ بِشِمَالِي قَالَ
هَذَا غَيْبٌ أَيْضًا ثُمَّ قَالَتْ إِذَا نُودِيَ فِي الْخَلْقِ فَرِيقٌ فِي الْجَنَّةِ وَ فَرِيقٌ فِي
السَّعِيرِ كُنْتُ أَنَا مِنْ أَيْ الْفَرِيقَيْنِ قَالَ هَذَا غَيْبٌ أَيْضًا قَالَتْ مَنْ كَانَ لَهُ عِلْمٌ
هَذِهِ الْأَرْبَعَةِ كَيْفَ يَشْتَغِلُ بِالتَّزْوِجِ ثُمَّ قَالَتْ يَا حَسَنُ كَمْ خَلَقَ اللَّهُ الْعَقْلَ قَالَ

عَشْرَةَ اجْزَاءٍ تِسْعَةٌ لِلرِّجَالِ وَوَاحِدَةٌ لِلنِّسَاءِ ثُمَّ قَالَتْ يَا حَسَنُ كَمْ خَلَقَ اللَّهُ
الشَّهْوَةَ قَالَ عَشْرَةٌ اجْزَاءٍ تِسْعَةٌ لِلنِّسَاءِ وَوَاحِدَةٌ لِلرِّجَالِ قَالَتْ يَا حَسَنُ أَنَا
أَقْدِرُ عَلَى حِفْظِ تِسْعَةِ اجْزَاءٍ مِنَ الشَّهْوَةِ بِجُزْءٍ مِنَ الْعَقْلِ وَأَنْتَ لَا تَقْدِرُ عَلَى
حِفْظِ جُزْءٍ مِنَ الشَّهْوَةِ بِتِسْعَةِ اجْزَاءٍ مِنَ الْعَقْلِ فَبَكَى الْحَسَنُ وَخَرَجَ مِنْ
عِنْدِهَا.

السور ۲۴: ۶۰ - والسواغ من النساء ص: ۱۷۹

بنی اسرائیل کا، زاہد دو سو سال عبادت کی مگر شیطان کے فریب کا شکار ہو گیا
آوردہ اند کہ رسول خدا ﷺ حکایت کر دے کہ در بنی اسرائیل زاہدی بود دوست سال
عبادت کرد در آرزوی بود کہ وقتی شیطان را بہ بند تاباوی گوید الحمد للہ دریں دوست سال برابر
من راه نہ بود و نتوانستی مرا از راه حق بگردانیدن آخر روزی ابلیس از محراب خویش متن را با و نمود و او
را شناخت و گفت آنوں بچہ آمدی یا ابلیس گفت دوست سالست تا میکوشم کہ ترا از راه ببرم و
بکام خویش در آرم و از دستم برنخاست و مراد بر نیامد۔

واکنون تو در خواستی کہ مرا بنی دیدار من ترا بچہ کار آید از عمر تو دوست سال دیگر مانده
است این سخن بگفت و تا بدید گشت زاہد در وسواس افتاد و گفت از عمر من دوست سال مانده و من
چنین خویش متن را در زندان کرده ام از لذات و شہوات باز مانده و دوست سال دیگر ہم بریں
صفت دشخوار بود تدبیر من آنست کہ صد سال در دنیا خوش زندگانی کنم لذات و شہوات بکار دارم
آنکہ توبہ کنم و صد سال دیگر عبادت بسر آرم کہ اللہ غفور رحیم است آن روز از صومعہ بیرون آمد
سوی خرابات شد و شراب و لذات باطل مشغول گشت و بحسبت مؤمنان تن در داد چون درآمد
عمرش باخر رسیدہ بود ملک الموت درآمد و بر سر آں فستق و فجور جان ہی برداشت آن طاعات و

عبادات دو بیست سالہ بباد بردادہ حکم ازلی دروی رسیدہ و شقاوت دامن او گرفتہ [نَعُوذُ بِاللّٰهِ
مِنَ دَرَكِ الشَّقَاءِ وَ سُوءِ الْقَضَاءِ]

قال الحافظ :

در عمل تکیہ مکن زانکہ در ان روز ازل تو چہ دانی قلم صنع بنامت چہ نوشت

النمل ۸۱ ان تسمع الا من يؤمن بآياتنا (ص ۳۷۱)

سیدنا محمد ﷺ کا سایہ کیوں نہیں تھا۔

وَقَالَ النِّسَابُورِيُّ إِنَّمَا لَمْ يَكْتُبْ لِأَنَّهُ إِذَا كَتَبَ وَ عَقَدَ الْجِنُّ يَرْتَعُ
ظِلُّ قَلَمِهِ وَ إِضْبَعِهِ عَلَى اسْمِ اللَّهِ تَعَالَى وَ ذِكْرِهِ فَلَمَّا كَانَ ذَلِكَ قَالَ اللَّهُ
تَعَالَى لَا جَرْمَ يَا حَبِيبِي لَمَّا لَمْ تَرِدْ أَنْ يَكُونَ قَلَمُكَ فَوْقَ اسْمِي وَ لَمْ تَرِدْ أَنْ
يَكُونَ ظِلُّ الْقَلَمِ عَلَى اسْمِي أَمَرْتُ النَّاسَ أَنْ لَا يَرْفَعُوا أَصْوَاتَهُمْ فَوْقَ
صَوْتِكَ تَشْرِيفًا لَكَ وَ تَعْظِيمًا وَ لَا أَدْعُ بِسَبِّ ذَلِكَ ظِلُّكَ يَقَعُ عَلَى
الْأَرْضِ صِيَانَةً لَهُ أَنْ يُوْطَأَ ظِلُّهُ بِالْأَقْدَامِ. قِيلَ إِنَّهُ نُورٌ مَحْضٌ وَ لَيْسَ لِلنُّورِ
ظِلٌّ.

تعمکوت ۲۹: ۴۸۔ ولا تحضه بيمينك ص: ۴۸۰

الجزء السابع

بغداد کی ایک عاشقہ کا واقعہ۔ قال الشيخ العطار: في الهی نامه
 مگر یکروز در بازار بغداد
 بغایت آتشی سوزنده افتاد
 فغان افتاد از مردم بیکبار
 وزان آتش قیامت شد بیدار
 بزه بر پیره زالی بتلائی
 عصا در دست می آمد زجالی
 یکی گفتا مگر دیوانه تو
 که افتاد آتش اندر خانه تو
 زنش گفتا تویی دیوانه من
 که حق برگز نسوزد خانه من
 نبود آں زال راز آتش زبانی
 بدو گفتند بان ای زال و مساز
 بگو کز چه بداستی تو این راز
 چینی گفت آنم ہی زال فروتن
 که یا خانم ہی بسوزد یادل من
 چو سوخت از غم دل دیوانه را
 نخواهد سوخت آخر خانه را

الروم ۳۰: ۵۷۔ لا یفیع الدین ظلّموا معذرتهم ص: ۶۰

ایام عید میں غنا کی رخصت والی احادیث متروک ہیں۔

وَأَمَّا الْأَحَادِيثُ النَّاطِقَةُ بِرُخْصَةِ الْغِنَاءِ أَيَّامِ الْعِيدِ فَمُتْرُوكَةٌ غَيْرُ

مَعْسُولٍ بِهَا الْيَوْمَ وَ لَذَا يَلْزَمُ عَلَى الْمُحْتَسِبِ إِحْرَاقُ الْمَغَازِفِ يَوْمَ الْعِيدِ.

لقمان ۳۱: ۶۔ ومن من يشتري لهو الحديث ص: ۶۲

نبی ﷺ کا بھوانا امت کی تعلیم کے لئے تھا۔

وَمَا نَقِلُ عَنْ نَهْوِهِ ﷺ فِي بَعْضِ الْأُمُورِ فَهُوَ لَيْسَ كَسَهْوِ سَائِرِ

marfat.com

النَّخْلِقِ النَّاشِي عَنْ رَعُونَةِ الطَّبَعِ وَ غَفْلَتِهِ حَاشَاهُ عَنْ ذَلِكَ بَلْ سَهْوُهُ تَشْرِيعَ
لَا مَتَهُ لِيَقْتَدُوا بِهِ فِيهِ كَالسَّهْوِ فِي عَدَدِ الرَّكْعَاتِ حَيْثُ أَنَّهُ صَلَّى عَلَيْهِ صَلَّى الظُّهْرَ
رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ صَلَّيْتُ رَكْعَتَيْنِ فَقَامَ وَ أَضَافَ إِلَيْهِمَا
رَكْعَتَيْنِ وَ بَعْضُ سَهْوِهِ صَلَّى عَلَيْهِ نَاشِي عَنِ الْإِسْتِغْرَاقِ وَ الْإِنْجِذَابِ وَ لِذَلِكَ
كَانَ يَقُولُ (كَلِمِيْنِي يَا حَمِيْرَاءُ)

الاحزاب ۵۱ و يرضين بما آتيتهن (ص ۲۰۹)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام شکر انگوٹھے چومنا۔

ثُمَّ إِنَّ لِلصَّلَوَاتِ وَ التَّسْلِيْمَاتِ مَوَاطِنَ: فَمِنْهَا أَنْ يُصَلِّيَ عِنْدَ سِمَاعِ
إِسْمِهِ الشَّرِيْفِ فِي الْإِذَانِ .

قَالَ الْقَهْطَانِي فِي شَرْحِهِ الْكَبِيْرِ نَقْلًا عَنْ كُنْزِ الْعِبَادِ أَعْلَمَ أَنَّهُ
يَسْتَحَبُّ أَنْ يُقَالَ عِنْدَ سِمَاعِ الْأُوْلَى مِنَ الشَّهَادَةِ الثَّانِيَةِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْكَ يَا
رَسُولَ اللَّهِ) وَ عِنْدَ سِمَاعِ الثَّانِيَةِ (قِرَّةَ عَيْنِي بِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ) ثُمَّ يُقَالُ
اللَّهُمَّ مَتَّعْنِي بِالسَّمْعِ وَ الْبَصَرِ) بَعْدَ وَضْعِ ظُفْرِ الْإِبْهَامِيْنِ عَلَى الْعَيْنِيْنِ فَإِنَّهُ
عَلَيْهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكُونُ قَائِدًا لَهُ إِلَى الْجَنَّةِ أَنْتَهَى

قال بعضهم [پشت ابهامین بر چشم مالیده این دعا بخواند (اللهم
متعنى) الخ و در صلوات نجی فرموده که ناخن هر دو ابهام را بر چشم نهاد بطریق وضع نه بطریق
و در محیط آورده که پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بمسجد در آمد و نزدیک ستون بنشست و صدیق ص در برابر
آن حضرت نشست بود بلال ص برخاست و باذان اشتغال فرمود: چون گفت اشهد ان محمدا
رسول اللہ ابو بکر ص هر دو ناخن ابهامین خود را بر هر دو چشم خود نهاده گفت (قِرَّةَ عَيْنِي بِكَ يَا رَسُولَ

اللہ) چون بلال ص فارغ شد حضرت رسول ﷺ فرمود کہ یا ابا بکر ہر کہ بکند چشیں کہ تو کردی
خدای پیامزد گناہان جدید و قدیم اور اگر ہمد بودہ باشد اگر خطا

حضرت شیخ امام ابو طالب محمد بن علی المکی رفع اللہ درجتہ در قوت القلوب روایت
کردہ از ابن عیینہ رحمہ اللہ کہ حضرت پیغمبر ص بمسجد در آمد درود و محرم و بعد از آنکہ نماز جمعہ ادا
فرمودہ بود نزدیک اسطوانہ قرار گرفت و ابو بکر ص بظہر ابھامین چشم خود راسخ کرد و گفت قرۃ عینی
بک یا رسول اللہ و چون بلال ص از اذان فراغتی روی نمود حضرت رسول ﷺ فرمود کہ ای
ابا بکر ہر کہ بگوید آنچه تو گفتی از روی شوق بلقائ من و بکنید آنچه تو کردی خدای خدای در گزارد
گناہان ویرا آنچه بائند نو کہنہ خطا و عمد و نہان و آشکارا و من در خواستگیم جرایم ویرا و در مضمرات
بریں وجہ نقل کردہ]

و فی قصص الانبیاء و غیرہا ان آدم الطوفان اشتاق الی لقاء محمد
ﷺ حین کان فی الجنۃ فاوحی اللہ تعالی الیہ ہو من صلبک و ینظر فی
آخر الزمان فسأل لقاء محمد ﷺ حین کان فی الجنۃ فاوحی اللہ تعالی
الیہ فجعل اللہ ذالک النور المحمدي فی اصبعه المصبحة من یدہ الیمنی
فسبح ذالک النور فلذالک سُمیت تلك الاصبع مُسبحة کما فی الروض
الفائق.

أو أظهر اللہ تعالی جمال حبیہ فی صفاء ظفری ابھامیہ مثل المرآة
فقبل آدم ظفری ابھامیہ و مسح علی عینہ فصار اصلاً لذریئہ فلما احبر
جبرائیل النبی ﷺ بهذه القصة قال ﷺ (من سمع اسمی فی الاذان فقبل
ظفری ابھامیہ و مسح علی عینہ لم یعم ابداً) قال الامام السخاوی فی

المقاصد الحسنة إن هذا الحديث لم يصح في المرفوع والمرفوع من الحديث هو ما أخبر الصحابي عن قول رسول الله ﷺ.

وفي شرح اليماني ويكرهه تقريب الشرحين رز سنهما على العينين لأنه لم يرد فيه حديث والذي فيه ليس بصحيح انتهى.

يقول الفقير قد صَحَّ عن العلماء تجويز الأخذ بالحديث في العمليَّات فكثير الحديث المذكور غير مرفوع لا يستلزم ترك العمل بمضمونه وقد اصاب القهستاني في القول بإسحابه وكفانا كلام الامام المكي في كتابه فإنه قد شهد الشيخ الشهروردي في عوارف المعارف بوفور علمه وكثرة حفظه وقوة حاله وقيل جميع ما أورده في كتابه قوث القلوب ولله درُّ آداب الحال في بيان الحق وترك الجدال.

الاحزاب ٥٦ صلوا عليه و سلموا تسليما (ص ٢٢٨، ٢٢٩)

حم السجده ٣٣ و من احسن وقولا من دعا الى الله (ج ٨ ص ٢٦٠)

دروود شریف پڑھنے کے آداب۔

وَمِنْ آدَابِ الْمُصَلِّي أَنْ يُصَلِّيَ عَلَى الطَّهَارَةِ وَقَدْ سَبَقَ حِكَايَةُ السُّلْطَانِ مُحَمَّدٍ عِنْدَ قَوْلِهِ تَعَالَى (مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ.. الْآيَةِ). وَأَنْ يَرْفَعَ صَوْتَهُ عِنْدَ آدَاءِ الْحَدِيثِ [و در آثار آمده که بر دارید آواز خود را در ادای صلوات که رفع صوت بوقت ادای درود صیقلست که غبار شفاق و ژنگار نفاق را از مریاء قلوب می زداید.

نام تو صیقلست که دلہای تیرہ را روشن کند چو آئینہاں سکندری

- الصلوة والسلام عليك يا مَنْ كَرَّمَهُ اللهُ.
- الصلوة والسلام عليك يا سَيِّدَ الْمُرْسَلِينَ.
- الصلوة والسلام عليك يا إِمَامَ الْمُتَّقِينَ.
- الصلوة والسلام عليك يا خَاتَمَ النَّبِيِّينَ.
- الصلوة والسلام عليك يا شَفِيعَ الْمُذْنِبِينَ.
- الصلوة والسلام عليك يا رَسولَ رَبِّ الْعَالَمِينَ.
- الصلوة والسلام عليك يا سَيِّدَ الْأَوْلِيَاءِ.
- الصلوة والسلام عليك يا سَيِّدَ الْآخِرِينَ.
- الصلوة والسلام عليك يا قَائِدَ الْمُرْسَلِينَ.
- الصلوة والسلام عليك يا شَفِيعَ الْأُمَّةِ.
- الصلوة والسلام عليك يا عَظِيمَ الْهِمَّةِ.
- الصلوة والسلام عليك يا حَامِلَ لِيَوَاءِ الْحَمْدِ.
- الصلوة والسلام عليك يا صَاحِبَ الْمَقَامِ الْمَحْمُودِ.
- الصلوة والسلام عليك يا سَاقِيَ الْحَرَضِ الْمَوْزُودِ.
- الصلوة والسلام عليك يا أَكْثَرَ النَّاسِ تَبَعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ.
- الصلوة والسلام عليك يا سَيِّدَ وُلْدِ آدَمَ.
- الصلوة والسلام عليك يا أَكْرَمَ الْأَوْلِيَاءِ وَالْآخِرِينَ.
- الصلوة والسلام عليك يا بَشِيرُ.
- الصلوة والسلام عليك يا نَذِيرُ.

الصلوة والسلام عليك يا داعيَ اللَّهِ بِأُذُنِهِ وَالسَّراجِ الْمُنِيرِ

الصلوة والسلام عليك يا نبيَّ التَّوْبَةِ.

الصلوة والسلام عليك يا نبيَّ الرَّحْمَةِ.

الصلوة والسلام عليك يا مُقَفَّى.

الصلوة والسلام عليك يا عاقِبُ.

الصلوة والسلام عليك يا حاشِرُ.

الصلوة والسلام عليك يا مختارُ.

الصلوة والسلام عليك يا ماجيُ.

الصلوة والسلام عليك يا احمدُ.

الصلوة والسلام عليك يا محمدُ

صَلَوَاتُ اللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَرُسُلِهِ وَحَمَلَةَ عَرْشِهِ وَجَمِيعَ خَلْقِهِ

عليك و على آلك و أصحابك و رحمة الله و بركاته

ایں صلوات را صلوات فتح گویند۔ چہل کلمہ است صلواتی مبارکست و نزد علماء

معروف و مشہور و بہر مرادی کہ بخواند حاصل گردد۔ ہر کہ چہل بار بعد ادائیگی فرض بگوید کار

فروستہء او بکشاید و بردشمن ظفر یابد و اگر در جس بود حق سبحانہ و تعالیٰ اورا رہائی بخشد و خواص او

بسیار است۔

و حضرت عارف صمدانی امیر سید علی ہمدانی قدس سرہ بعضی از این صلوات در آخر

اوراد فتحیہ ایراد فرمودہ اند و شرط خواندن این صلوات آنست کہ حضرت پیغمبر ﷺ حاضر بیند و

مشافہہ با ایشان خطاب کند۔

سات سلام اور انکی فضیلت۔

ومنها قوله

السلام عليك يا امام الحرمين.

السلام عليك امام الخافقين.

السلام عليك يا رسول الثقلين.

السلام عليك يا سيد من في الكونين وشفيع من في الدارين

السلام عليك يا صاحب القبلتين.

السلام عليك يا نور المشرقين وضياء المغربين.

السلام عليك يا جد السبطين الحسن والحسين

عليك و علي عترتك و أسرتك و اولادك و أخفادك و

ازواجك و افواجك و خلفائك و نقبائك و نجباتك و اصحابك و

أحزابك و أتباعك و أشياعك

سلام الله والملائكة والناس اجمعين الى يوم الدين والحمد لله

رب العالمين.

این راتسلیمات سب سے گویند کہ ہفت سلامت ہر کہ بکاری در ماند و مہمات او فرو بستہ

باشد ہفت روزی بعد از نمازی یا زودہ بار صلوات فرستد پس این راتسلیمات ہفت بار بخواند مہم

کفایت شود و حاجت روا گردد۔

الاحزاب ۵۲ سلموا تسليما (ص ۲۳۵، ۲۳۶)

سَمَاعُ مَوْتٍ

وَمَا أَنْتَ بِمُسْمَعٍ مِنْ فِي الْقُبُورِ. جَمْعُ قَبْرٍ وَهُوَ مَقَرُّ الْمَيِّتِ وَ قَبْرُتُهُ جَعَلْتُهُ
 فِي الْقَبْرِ. وَهَذَا الْكَلَامُ تَرْشِيحٌ لِمَثَلِ الْمَصْرُوفِينَ عَلَى الْكُفْرِ بِالْأَمْوَاتِ وَ
 إِشْبَاعٌ فِي أَقْطَاعِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنْ إِيْمَانِهِمْ وَ تَرْشِيحٌ الْإِسْتِعَارَةُ إِقْرَانُهَا بِمَا
 يُلَائِمُ الْمُسْتَعَارَ مِنْهُ شَبَّهَ اللَّهُ تَعَالَى مِنْ طَبَعِ عَلَى قَلْبِهِ بِالْمَوْتِ فِي تَذَمُّ الْقُدْرَةِ
 عَلَى الْإِجَابَةِ فَكَمَا لَا يَسْمَعُ أَصْحَابُ الْقُبُورِ وَلَا يُجِيبُونَ كَذَلِكَ الْكُفَّارُ لَا
 يَسْمَعُونَ وَلَا يَقْبَلُونَ الْحَقَّ

فاطر ۲۲ ما انت سمع من في القبور (ص ۳۳۹)

ارواح اجسام کی مدد کرتی ہیں۔

وَيَجِبُ إِكْفَارُ الرُّوَافِضِ فِي قَوْلِهِمْ بَأَنَّ عَلِيًّا وَ أَصْحَابَهُ يَرْجِعُونَ إِلَى
 الدُّنْيَا فَيَنْتَقِمُونَ مِنْ أَعْدَائِهِمْ وَ يَمْلَأُونَ الْأَرْضَ قِسْطًا كَمَا مَلَأَتْ جُورًا وَ
 ذَلِكَ الْقَوْلُ مُخَالِفٌ لِلنَّصِّ نَعَمْ رُوحَانِيَّةٌ عَلَى رَضَى اللَّهُ عَنْهُ مِنْ وَرَثَةِ
 الْمَهْدِيِّ فِي آخِرِ الزَّمَانِ عَلَى مَا عَلَيْهِ أَهْلُ الْحَقَائِقِ وَلَا يَلْزَمُ مِنْ ذَلِكَ
 مَحْذُورٌ قَطْعًا لِأَنَّ الْأَرْوَاحَ تُعِينُ الْأَرْوَاحَ وَ الْجِسَامَ فِي كُلِّ وَقْتٍ وَ حَالٍ
 فَاعْرِفْ هَذَا

نيس انهم اليهم لا يرجعون (ص ۳۹۱)

یوم الترویہ، یوم عرفہ اور یوم آخر کی وجہ تسمیہ۔

وَقِيلَ أَنَّهُ رَأَى لَيْلَةَ التَّرْوِيَةِ كَانَ قَائِلًا يَقُولُ لَهُ إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكَ بِذَبْحِ
 ابْنِكَ هَذَا فَلَمَّا أَصْبَحَ رَوَى فِي ذَلِكَ مِنَ الصَّبَاحِ إِلَى الرَّوَاحِ أَمِنَ اللَّهُ

تعالى هذا الحلم أم من الشيطان فمن ثمة سُمي يوم التروية فلما أمسى رأى
 مثل ذلك فعرف انه من الله تعالى فمن ثمة سُمي يوم عرفه ثم رأى في
 الليلة الثالثة فهم بنحره فسُمي اليوم يوم النحر.

الصفات انى ارى فى المنام (ص ٤٧٣)

الجزء الثامن

سیدہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا کی روح خود اللہ نے قبض فرمائی۔

و فِي زَهْرَةِ الرِّيَاضِ التَّوَلَّى مِنَ اللَّهِ الْأَمْرُ بِخُرُوجِ الرُّوحِ مِنَ الْبَدَنِ
لَوْ اجْتَمَعَتِ الْمَلَائِكَةُ لَمْ يَقْدِرُوا عَلَى اخْرَاجِهِ فَاللَّهُ يَأْمُرُ بِالْخُرُوجِ كَمَا أَمَرَهُ
بِالدُّخُولِ وَمِنَ الْمَلَائِكَةِ الْمُعَالَجَةُ وَإِذَا بَلَغَتِ الْخُنْجَرَةَ يَأْخُذُهَا مَلِكُ
الْمَوْتِ عَلَى الْإِيمَانِ أَوْ الْكُفْرِ . انتهى .

عَلَى أَنْ مِنْ خَوَاصِّ الْعِبَادِ مَنْ يَتَوَلَّى اللَّهُ قَبْضَ رُوحِهِ كَمَا رَوَى أَنَّ فَاطِمَةَ
الزَّهْرَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا لَمَّا نَزَلَ عَلَيْهَا مَلِكُ الْمَوْتِ لَمْ تَرْضَ بِقَبْضِهِ فَقَبِضَ
اللَّهُ رُوحَهَا وَ أَمَّا النَّبِيُّ ﷺ فَإِنَّمَا قَبِضَهُ مَلِكُ الْمَوْتِ لِكَوْنِهِ مُقَدَّمِ الْأُمَّةِ وَ
كَمَا قَالَ ذُو النُّونِ الْمِصْرِيُّ قُدْسَ مِسرُهُ الْهَى لَا تَكِلْنِي إِلَى مَلِكِ الْمَوْتِ وَ
لَكِنِ اقْبِضْ رُوحِي أَنْتَ وَلَا تَكِلْنِي إِلَى رِضْوَانٍ وَ أَكْرَمْنِي أَنْتَ وَلَا تَكِلْنِي إِلَى
مَالِكٍ وَ عَذِّبْنِي أَنْتَ نَسَأُ اللَّهُ الْفَضْلَ عَلَى كُلِّ حَالٍ

الزمر ۴۲ اللہ يتوفى الانفس ص ۱۱۴

لا نبی بعدی نہ کہوگا مفہوم۔

و رَوَى ابْنُ سَلَامٍ وَ غَيْرُهُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ لَا
تَقُولُوا لَأَنْبِيَّ بَعْدَ مُحَمَّدٍ وَقُولُوا خَاتَمَ النَّبِيِّينَ لِأَنَّهُ يَنْزِلُ عِيسَى بْنُ مَرْيَمَ
حَكَمًا عَدْلًا وَ إِمَامًا مُقْسِطًا فَيَقْتُلُ الدَّجَالَ وَ يَكْسِرُ الصُّلْبَ وَ يَقْتُلُ الْخَنْزِيرَ
وَ يَضَعُ الْجِزْيَةَ وَ تَضَعُ الْحَرْبُ أَوْزَارَهَا .

marfat.com

قال في التكملة و قول عائشة لا تقولوا لا نبى بعد محمد إنما ذكر
والله أعلم لئلا يتوهم المتوهم رفع ما روى من نزول عيسى بن مريم في
آخِر الزمان و على الحقيقة فلا نبى بعد رسول الله ﷺ لأن عيسى و ان
نزل بعده فهو موجود قبله حتى الى ان ينزل و اذا نزل فهو متبع لشريعته
مقاتل عليها فلا يخلق نبى بعد محمد ولا تجدد شريعة بعد شريعته فعلى
هذا يصح و لا نبى بعده.

وقد روى في اسماء النبى ﷺ في كتاب الشمايل و غيره و العاقب الذى
ليس بعده نبى فهذه زيادة و ان لم يذكرها مالك فهي موجودة في غير
الموطا و يحتمل ان تكون من قبل النبى او من قبل الراوى فان كانت من
قبل النبى ﷺ فحسبك بها حجة و ان كانت من قبل الراوى فقد صح بها
ان اطلاق هذا اللفظ غير ممتنع و لا معارضة بينه و بين حديث عائشة رضى
الله عنها كما ذكرنا و المراد به لا تقولوا لا نبى بعده يعنى لا يوجد في الدنيا
نبى فان عيسى ينزل الى الدنيا و يقاتل على شريعة النبى ﷺ و المراد بقوله
ﷺ في الحديث و العاقب الذى ليس بعده نبى و لا يبعث بعده نبى ينسخ
شريعته و هذا معنى قوله (و خاتم النبيين) اى الذى ختمت النبوة و الرسالة
به لان نبوة عيسى قبله فنبوته ﷺ ختمت النبوات و شريعته ختمت
الشرائع انتهى ما فى التكملة.

المؤمن ٧٨ منهم من فصعنا (ص ٢١٦، ٢١٧)

سب سے پہلے اذان کس نے کہی۔

واوّل من أذن في السماء جبرائيل ام ميكائيل عليهما السلام عند
بيت المعمور واوّل من اذن في الاسلام بلال الحبشي رضي الله عنه وكان
اوّل مشروعيته في اذان الصبح قالت النوار ام زيد بن ثابت كان بيتي اطول
بيت حول المسجد فكان بلال يؤذن فوقه من اوّل ما أذن الى ان بنى رسول
الله ﷺ مسجده فكان يؤذن بعده على ظهر المسجد وقد رفع له شيء
فوق ظهره واوّل من اقام عبد الله بن زيد وزاد بلال في اذان الصبح بعد
الحيفلات الصلاة خير من النوم مرتين فأقرها النبي ﷺ اي اليقظة الحاصلة
خير من الراحة الحاصلة بالنوم ويقول المجيب عنده صدقت وبالخير
نطقت وعند قوله في الاقامة قد قامت الصلاة أقامها الله و أدامها و يقيم من
أذن لا غيره الا بإذنه وفي بعض الروايات انه ﷺ أذن مرة واحدة في
السفر على راحلته

واوّل من زاد الاذان الاوّل في الجمعة عثمان رضي الله عنه زاده
ليؤذن اهل الشوق فيأتون الى المسجد وكان في زمانه النبي ﷺ و زمان ابي
بكر رضي الله عنه و زمان عمر رضي الله عنه اذان واحد حين يجلس الامام
على المنبر والتذكير قبل الاذان الاول الذي هو التسيح أحدث بعد
السبعماية في زمن المناصر محمد قلوون لاجل التذكير المطلوب في الجمعة
واوّل ما أحدثت الصلاة على النبي ﷺ بعد تمام الاذان في زمن السلطان
المنصور الحاجي ابن الاشرف شعبان بن حسن بن محمد بن قلوون في

اواخر القرن الثامن و اول من اُخذت اذان اثنین معا بنو أمية و اول من وضع
احدى يديه عند اذنيه فى الاذان ابن الاصم مؤذن الحجاج بن يوسف و كان
المؤذنون يجعلون اصابعهم فى اذانهم و اول من رقى منارة مصر للاذان
شريحيل المذكور و فى عرافته بنى مسلمة المنابر للاذان بامر معاوية ولم
تكن قبل ذلك و اول من عرف على المؤذنين سالم بن عامر اقامه عمرو
بن العاص فلما مات عرف عليهم اخاه شريحيل و اول من رزق المؤذنين
عثمان رضى الله عنه

حم السجده ۳۳ من دعا الى الله (ص ۲۶۰، ۲۶۱)

ہر سوموار اور ہر جمعرات کو اعمال حضور ﷺ کی بارگاہ میں پیش ہوتے

ہیں۔

(رَوَى) إِنَّهُ ^{الْعَلِيُّ} أَرَى مَا يُصِيبُ أُمَّتَهُ بَعْدَهُ فَمَا رَوَى مُتَبَشِّرًا
ضَاحِكًا حَتَّى قُبِضَ. وَفِي الْحَدِيثِ حَيَاتِي خَيْرٌ لَكُمْ وَ مَمَاتِي خَيْرٌ لَكُمْ قَالُوا
هَذَا خَيْرُنَا فِي حَيَاتِكَ فَمَا خَيْرُنَا فِي مَمَاتِكَ فَقَالَ تَعْرَضُ عَلَى أَعْمَالِكُمْ
كُلَّ عَشِيَةِ الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيسِ فَمَا كَانَ خَيْرٌ حَمِدْتُ اللَّهَ تَعَالَى وَمَا كَانَ مِنْ
شَرٍّ اسْتَغْفِرُ اللَّهُ لَكُمْ وَلِلذَلِكَ اسْتَحَبُّ صَوْمَ يَوْمِ الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيسِ وَقَدْ قَالَ
^{الْعَلِيُّ} تَفْتَحُ ابْوَابُ الْجَنَّةِ كُلَّ اِثْنَيْنِ وَ خَمِيسٍ، يَعْنِي مَفْتُوحٌ مِي شُودِ ابْوَابِ
جَنَّتِ دَرِ هَرِ دُو شَنبِهٍ وَ پَنَجَشَنبِهٍ يَعْنِي لِشَرَفِهِمَا لِكُونِ يَوْمِ الْاِثْنَيْنِ يَوْمَ وِلَادَةِ
النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ يَوْمِ الْخَمِيسِ يَوْمَ عَرَضِ الْأَعْمَالِ عَلَى اللَّهِ سُبْحَانَهُ وَ
تَعَالَى .

الزخرف ٤٢ او نرينك الذي وعدناهم (ص ٣٧٢)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خواہش امت محمدیہ کا ایک فرد ہونا۔

وعن ابن عباس رضي الله عنهما قال موسى يا رب هل في الامم امة
اكرم عليك بمن ظلت عليهم الغمام وانزلت عليهم المن والسلوى قال
يا موسى انا فضل امة محمد على الامم، كفضلي على خلقي فقال موسى
الهي اجعلني من امة محمد قال يا موسى لن تدركهم ولكن اتشهي ان
تسمع كلامهم قال نعم يا رب فنادى يا امة محمد فقالوا ليك اللهم
ليك لا شريك لك والخير كله بيدك فجعل الله تلك الاجابة من
شعائر الحج.

الزخرف ٤٤ وانه لذكرك (ص ٣٧٣)

حضرت عیسیٰ امامت فرمائیں گے یا امام مہدی۔

وفي شرح العقائد ثم الاصح ان عيسى يصلى بالناس و يومهم و
يقتدى به المهدي لانه افضل منه فامامته اولى من المهدي لان عيسى نبي
والمهدي ولي ولا يبلغ الولي درجة النبي.

يقول الفقير فيه كلام لان عيسى ~~عليه السلام~~ لا ينزل بالنبوة فان زمان
نبوته قد انقضى وقد ثبت انه لا نبي بعد رسول الله ~~صلى الله عليه وسلم~~ لا مشرعا
كاصحاب الكتب ولا متابعا كانبيا بني اسرائيل وانما ينزل على شريعتنا و
على انه من هذه الامة لكن للغيرة الالهية يوم المهدي و يقتدى به عيسى لان
الاقتداء به اقتداء بالنبي ~~صلى الله عليه وسلم~~ وقد صح ان عيسى اقتدى بنبينا ليلة المعراج

في المسجد الاقصى مع سائر الانبياء فيجب أن يقتدى بخليفته ايضا لانه
ظاهر صورته الجمعية الكمالية.

الزخرف ٦٠ ولو نشاء لجعلنا ملائكة في الارض (ص ٣٨٥)

مومن جن جنت میں جائیں گے یا نہیں۔

قال الامام النسفي في التيسير توقّف ابو حنيفة في ثواب الجن و
نعيمهم وقال لا استحقاق للعبد على الله وانما ينال بالوعد ولا وعد في حق
الجن الا المغفرة و الا جارة فهذا يقطع القول به واما نعيم الجنة فموقوف
على قيام الدليل انتهى قال سعدى المفتى و بهذا تبين ان ابا حنيفة موقّف لا
جازم بأنه لا ثواب لهم كما زعم البيضاوي يعنى ان المرورى عن ابى حنيفة
أنه توقّف في كيفية ثوابهم لا انه قال لا ثواب لهم و ذلك أن في الجن
مسلمين و يهودا و نصارى و مجوسا و عبدة اوثان فلمسلمهم ثواب لا
محالة و ان لم نعلم كفيته كما ان الملائكة لا يجازون بالجنة بل بنعيم
يناسبهم على اصح قول العلماء و امارؤية الله تعالى فلا يراه الملائكة و الجن
في رواية كما في انسان العيون و الظاهر أن رؤيتهم من وادى رؤية لبشر من
وادى فمن نفى الرؤية عنهم نفاهما بهذا المعنى و الا فالملائكة اهل حضور و
شهود فكيف لا يرونه و كذا مؤمنو الجن و ان كانت معرفتهم دون معرفة
الكامل من البشر على ما صرح به بعض العلماء.

و في البرازيه ذكر في التفاسير توقّف الامام الاعظم في ثواب الجن
لانه جاء في القرآن فيهم (يَغْفِرْ لَكُمْ مِنْ ذُنُوبِكُمْ) و المغفرة لا تستلزم الاثابة

قالت المعتزلة أوعد لظالمهم فيستحق الثواب صالحوهم قال الله تعالى و
 (أما القاسطون فكانوا لجهنم حطاباً) قلنا الثواب فضل من الله تعالى لا
 بالاستحقاق فان قيل قوله تعالى (فباي آلاء ربكما تكذبان) بغد عد نعم
 الجنة خطاب للشقلين فيرد ما ذكرتم قلنا ذكر ان المراد منه التوقف في
 الماكل والمشارب والملاذ والدخول فيه كدخول الملائكة للسلام
 والزيارة والخدمة والملائكة يدخلون عليهم من كل باب الآية انتهى.

والصحيح كما في بحر العلوم والظاهر كما في الارشاد ان الجن
 في حكم بني آدم ثواباً وعقاباً لانهم مكلفون مثلهم و يدل عليه قوله تعالى
 في هذه السورة ولكل درجات مما عملوا والاقتصار لان مقصودهم الانذار
 فيه تذكير بذنوبهم.

واز حمزه بن حبيب رحمه الله برسيدد كه مؤمنان جن را ثواب
 هست فرمود كه آرى و آيت لم يطمثهن انس قبلهمق ولا حان بخواند و
 گفت الانبيات للانس والجنيات للجن فدل على تانى الطمث من الجن
 لان طمث الحور العين انما يكون فى الجنة.

وفى آكام المرجان فى احكام الجن اختلاف العلماء فى مرمى
 الجن هل يدخلون الجنة على اقوال احدها انهم يدخلونها و هو قول
 جمهور العلماء ثم اختلف القائلون بهذا القول اذا دخلوا الجنة هل ياكلون
 فيها و يشربون فع الضحاك ياكلون و يشربون و عن مجاهد انه سئل عن
 الجن المؤمنين ايدخلون الجنة قال يدخلونها ولكن لا ياكلون ولا يشربون

بل يُلَهَّمُونَ التَّسْبِيحَ وَالتَّقْدِيسَ فَيَجِدُونَ فِيهِ مَا يَجِدُ أَهْلُ الْجَنَّةِ مِنْ لَذَّةِ
الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ وَ ذَهَبَ الْحَرْثُ الْمَحَاسِبِي إِلَى أَنْ الْجَنَّةَ الَّذِينَ يَدْخُلُونَ
الْجَنَّةَ يَكُونُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِحَيْثُ نَرَاهُمْ وَلَا يَرَوْنَنَا عَكْسَ مَا كَانُوا عَلَيْهِ فِي
الدُّنْيَا وَالْقَوْلُ الثَّانِي أَنَّهُمْ لَا يَدْخُلُونَهَا بَلْ يَكُونُونَ فِي رَبُضِهَا أَي فِي نَاحِيَّتِهَا
وَ جَانِبِهَا يَرَاهُمْ الْإِنْسُ مِنْ حَيْثُ لَا يَرَوْنَهُمْ

وَالْقَوْلُ الثَّلَاثُ أَنَّهُمْ عَلَى الْأَعْرَافِ كَمَا جَاءَ فِي الْحَدِيثِ أَنَّ مُؤْمِنِي
الْجَنَّةِ لَهُمْ ثَوَابٌ وَعَلَيْهِمْ عِقَابٌ وَ لَيْسُوا مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ مَعَ أُمَّةٍ مُحَمَّدٍ هُمْ
عَلَى الْأَعْرَافِ حَالِطِ الْجَنَّةِ تَجْرِي فِيهِ الْأَنْهَارُ وَ تَنْبُتُ فِيهِ الْأَشْجَارُ وَالشَّمَارُ
ذَكَرَهُ صَاحِبُ الْفَرْدَوْسِ الْكَبِيرِ وَقَالَ الْحَافِظُ الذَّهَبِيُّ هَذَا حَدِيثٌ مَنْكَرٌ جَدًّا
وَ فِي الْحَدِيثِ خَلَقَ اللَّهُ الْجَنَّةَ ثَلَاثَةَ أَصْنَافٍ صِنْفًا حَيَاتٌ وَعِقَارِبٌ وَ
خَشَاشٌ الْأَرْضِ وَ صِنْفًا كَالرِّيحِ فِي الْهَوَاءِ وَ صِنْفًا عَلَيْهِ الثَّوَابُ وَالْعِقَابُ
وَ خَلَقَ اللَّهُ الْإِنْسَ ثَلَاثَةَ أَصْنَافٍ صِنْفًا كَالْبِهَائِمِ كَمَا قَالَ تَعَالَى لَهُمْ قُلُوبٌ لَا
يَفْقَهُونَ بِهَا إِلَى قَوْلِهِ أَوْلَئِكَ كَالْأَنْعَامِ الْآيَةَ وَ صِنْفًا أَجْسَادُهُمْ كَأَجْسَادِ بَنِي
آدَمَ وَ أَرْوَاحُهُمْ كَأَرْوَاحِ الشَّيَاطِينِ وَ صِنْفًا فِي ظِلِّ اللَّهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ
رَوَاهُ أَبُو الدَّرْدَاءِ رضي الله عنه

وَالْقَوْلُ الرَّابِعُ الْوَقْفُ وَاحْتِجَّ أَهْلُ الْقَوْلِ الْأَوَّلِ بِوُجُوهِ الْأَوَّلِ
الْعُمُومَاتِ كَقَوْلِهِ تَعَالَى وَ أَرْزَلْتِ الْجَنَّةَ لِلْمُتَّقِينَ وَقَوْلِهِ الطَّيِّبَاتُ مَنْ شَهِدَ أَنْ لَا
إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ خَالِصًا دَخَلَ الْجَنَّةَ فَكَمَا أَنَّهُمْ يُخَاطَبُونَ بِعُمُومَاتِ الْوَعِيدِ
بِالْأَجْمَاعِ فَكَذَلِكَ يُخَاطَبُونَ بِعُمُومَاتِ الْوَعْدِ بِالطَّرِيقِ الْأَوَّلِيِّ وَ مِنْ أَطْهَرِ

حجة في ذلك قوله تعالى وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّاتٍ فَبِأَيِّ آلَىٰ آخِرِ
السورة والخطاب للجن والانس فامتَن عليهم بجزاء الجنة وَرَصفها لهم و
شوقهم اليها فدل ذلك على انهم ينالون ما امتَن عليهم به اذا آمنوا وقد
جاء في حديث أن رسول الله ﷺ قال لاصحابه لما تلا عليهم السورة
الجن كانوا احسن رداً منكم ما تلوتم عليهم من آية الا قالوا ولا بشئ من
آلاتك ربنا نكذب والثاني ما استدل به ابن حزم من قوله تعالى ان الذين
آمنوا وعملوا الصالحات اولئك هم خير البرية جزائهم الى آخر السورة
قال وهذه صفة نعم الجن والانس عموماً لا يجوز البتة ان يخص منها احد
النوعين و من المحال ان يكون الله يُخبرنا بخبر عام وهو لا يريد الا بعض
ما أخبرنا به ثم لا يبين لنا ذلك هذا هو ضد البيان الذي ضمنه الله لنا
فكيف وقد نص على انهم من جملة المؤمنين الذين يدخلون الجنة والثالث
ما سبق من خبر الطمث والرابع ما قال ابن عباس رضي الله عنهما الخلق
اربعة فخلق في الجنة كلهم وخلق في النار كلهم وخلقان في الجنة والنار
فاما الذين في الجنة كلهم فالملائكة واما الذين في النار كلهم فالشياطين و
اما الذين في الجنة والنار فالانس والجن لهم الثواب و عليهم العقاب
والخامس ان العقل يقوى ذلك وان لم يوجبهُ و ذلك ان الله سبحانه قد
اوعده من كفر منهم و عصى بالنار فكيف لا يدخل من اطاع منهم الجنة و
هو سبحانه الحكيم العدل فان قيل قد اوعده الله من قال من الملائكة اني اله
من دونه بالنار ومع هذا ليسوا في الجنة في الجواب ان المراد بذلك

ابليس دعا الى عبادة نفسه فنزلت الآية فيه وهي ومن يقل منهم اني اله من دونه فذالك تحزبه جهنم وايضا ان ذالك وان سلمنا ارادة العموم منه فهذا لا يقع من الملائكة بل هو شرط والشرط لا يلزم وقوعه وهو نظير قوله لئن اشركت ليخبطن عملك والجن يوجد منهم الكافر فيدخل النار واحتج اهل القول الثاني بقوله تعالى يَغْفِرْ لَكُمْ الْخِطْيَا حَيْثُ لَمْ يَذْكُرْ دُخُولَ الْجَنَّةِ فَدَلَّ عَلَى أَنََّّهُمْ لَا يَدْخُلُونَهَا وَالْجَوَابُ أَنَّهُ لَا يَلْزَمُ مِنْ سَكْوَتِهِمْ أَوْ عَدَدِ عِلْمِهِمْ بِدُخُولِ الْجَنَّةِ نَفْيُهُ وَبِضَا ان الله اخبر انهم ولوا الى قومهم منذرين فالمقام مقام الانذار لا مقام بشارة وايضا ان هذه العبارة لا تقتضي نفى دخول الجنة لان الرسل المتقدمين كانوا يُنذرون قومهم بالعذاب ولا يذكرون دخول الجنة لان تخويف بالعذاب اشد تأثيرا من الوعد بالجنة كما اخبر عن نوح في قوله اني اخاف عليكم عذاب يوم اليم وعن هود عذاب يوم عظيم وعن شعيب عذاب يوم محيط و كذالك غيرهم وايضا ان ذالك يستلزم دخول الجنة لان من غفر ذنوبه و اجير من العذاب وهو مكلف بشرائع الرسل فانه يدخل الجنة وقد سبق دليل القول الثالث والرابع والعلم عند الله الملك المتعال واليه المرجع والمآل.

الاحناف: ٣١ تمناحيبوا داعي الله (ص ٤٩٠، ٤٩١، ٤٩٢)

نبی اکرم ﷺ کے باطن کو سجدہ۔

لا تجوز السجدة لمخلوق الا لباطن رسول الله فانه الحق.

محمد: ١٩ متقاكم و مشاكم (ص ٥١٢)

marfat.com

Marfat.com

الجزء التاسع

ما خرونا ظر بنی

فدعی تعظیم رسول اللہ و توقیرہ حقیقۃ اتباع سنتہ فی الظاہر
و الباطن و العلم بانہ زبڈۃ الموجودات و خلاصتہا و هو المحبوب الازلئ
و ما سواد تبع لہ و لذا ارسلہ اللہ تعالیٰ شاہدا بوحدانیۃ الحق و ربوبیتہ و
شاہدا بما اخرج من العدم الی الوجود من الارواح و النفوس و الاجرام
و الارکان و الاجسام و الاجساد و المعادن و النبات و الحيوان و الملك
و الجن و الشيطان و الانسان و غیر ذالک لتلا یشد عنہ ما یمكن للمخلوق
درکہ من اسرار افعالہ و عجائب صنعہ و غرائب قدرتہ بحيث لا یشارکہ
فیہ غیرہ و لهذا قال عليه السلام علمت ما کان و سیکون لانه شاهد الكل و ما
غاب لحظة و شاهد خلق آدم علیہ السلام و لاجلہ قال کنت نبیاً و آدم بین
الماء و الطین ای کنت مخلوقا و عالما بانئ نبئ و حکم لی بالنبوة و آدم بین
ان یخلق لہ جسد و روح ولم یخلق بعد و احد منهما فشاہد خلقہ و ما جرى
علیہ من الاکرام و الاخراج من الجنة بسبب المخلفۃ و ما تاب اللہ علیہ الی
آخر ما جرى علیہ و شاهد خلق ابليس و ما جرى علیہ من امتناع السجود
لآدم و الطرد و اللعن بعد طول عبادتہ و وفور علمہ بمخالفة امر و احد
فحصل لہ بكل حادث جرى علی الانبياء و الرسل و الامم فہوم و علوم ثم
انزل روحہ فی قالبہ لیزداد لہ نور علی نور فوجود کل موجود من وجودہ و

علوم كل نبي و ولي من علومه حتى صحف آدم و ابراهيم و موسى و
غيرهم من اهل الكتب الالهية

الفتح ٩ و تعزروه و توقروه ص ١٨

نبی اکرم ﷺ کا ظاہر مخلوق اور باطن حق۔

والحاصل ان الله تعالى جعل نبيه ﷺ مظهرًا لِكَمالاتِهِ و مِرء آةً
لتجلياتِهِ و لذا قال عليه السلام مَنْ رَأَى فَقَدْ رَأَى الْحَقَّ و لما قِنِي عليه السلام عَنْ ذَاتِهِ و
صِفَاتِهِ و افعالِهِ كان نائِبًا عن الحق في ذاته و صفاته و افعاله كما قيل ع

تائست و دست اور دست خدای

و في هذا المقام قال العَلَّاجُ انا الحق و ابو يزيد سُبْحَانِي سُبْحَانِي مَا
أَعْظَمَ شَأْنِي و أبو سعيد الخراز لَيْسَ لِي الْجُبَّةُ غَيْرَ اللَّهِ قال الواسطي اخبر
الله بهذه الآية ان البشريَّة في نبيِّهِ عارِيَّة و اضافة لا حقيقة يعني فظاهرة
مخلوق و باطنه حق و لذا يجوزُ السجدة لباطنه دون ظاهره اذ ظاهرة من
عالم التقييد و باطنه من عالم الاطلاق و اذا كانت الصلاة جائزة على الموتى
فما ظنك بالاحياء فاعرف جدًا فإنه جازت الصلاة على الموتى لاشتمالهم
على حصّة من الحقيقة المحمدية الجامعة الكلية.

الفتح ١٠ يد الله فوق ايديهم (ص ٢٠، ٢١)

مشکوک مال کو جائز بنانے کا حیلہ۔

و في منهاج العابدين للامام الغزالي قدس سره اذا كان ظاهرُ
الانسان الصّلاخ و السّتر فلا حرج عليك في قبولِ صلاحه و صدقته و لا

يَلْزَمُكَ الْبَحْثُ بِأَنْ تَقُولَ قَدْ فَسَدَ الزَّمَانُ فَإِنَّ هَذَا سُوءُ الظَّنِّ بِذَلِكَ
الرَّجُلِ الْمُسْلِمِ بَلْ حُسْنُ الظَّنِّ بِالْمُؤْمِنِينَ مَأْمُورٌ بِهِ انْتَهَى.

و فِي الْحَدِيثِ مِنْ أَتَاهُ رِزْقٌ مِنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ فَرُدَّهُ فَإِنَّمَا يَرُدُّهُ عَلَى اللَّهِ
قَالَ الْحَسَنُ لَا يَرُدُّ جَوَائِزَ الْأُمَرَاءِ إِلَّا مُرَائِيٌّ أَوْ أَحْمَقٌ وَ كَانَ بَعْضُ السَّلَفِ
يَسْتَقْرِضُ لِجَمِيعِ حَوَائِجِهِ وَ يَأْخُذُ الْجَوَائِزَ وَ يَقْضِي بِهَا دَيْنَهُ وَ الْحِيلَةُ فِيهِ أَنْ
يَشْتَرِيَ بِمَالٍ مُطْلَقٍ ثُمَّ يَنْقُدُ ثَمَنَهُ مِنْ أَيِّ مَالٍ شَاءَ.

وَعَنِ الْإِمَامِ الْأَعْظَمِ أَنَّ الْمَبْتَلَى بِطَعَامِ السُّلْطَانِ وَالظُّلْمَةِ يَتَحَرَّى إِيَّاهُ
وَقَعَّ فِي قَلْبِهِ حِلَّةٌ قَبْلَ وَ أَكَلَ إِلَّا ، لَا لِقَوْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ اسْتَفْتَيْتَ قَلْبَكَ .

الحجرات ۱۲ یا ایہا الذین آمنوا اجتنبوا کثیرا من الظن (ص ۸۵)

دیکھنی ہے حشر میں عزت رسول اللہ کی۔

آوردہ اند کہ پیش از آمدن خلق از خاک جبرائیل و میکائیل بزمین آید براق می آرند
و حله و تاج از بہر مصطفی صلوات اللہ علیہ از ہول آں روز ندانند کہ روضہ سید کجاست از زمین
پر سندوز زمین می گوید من از ہول رستاخیز، ندانم کہ دو وطن خود چه دارم جبریل بشرق و غرب همی نگردد
از آنجا کہ خوابگاہ سید است نوری بر آید جبریل آنجا شتابد سید عالم صلوات اللہ از خاک بر آید
چنانکہ در خبر است انا اول من تتشقق عنہ الارض اول سخن این گوید ای جبریل حال اتم چیست خبر
چه داری گوید ای سید اول تو برخاسته ایشان در خاک اند ای سید تو حله در پوش و تاج بر سر نہ و بر
براق نشین و بمقام شفاعت روتا امت در رسند مصطفی علیہ السلام همی رود تا بحضرت عزت سجدہ آرد
و حق را جل جلالہ بتاید و حمد گوید از حق تعالی خطاب آید کہ ای سید امروز نہ روز خدمت ست کہ
روز عطا و نعمت است نہ روز سجود است کہ روز کرم و جود است سر بردار و شفاعت کن ہر چه تو

خواہی آن کنم تو در دنیا ہمہ آن کردی کہ ما فرمودیم ما امروز ترا آن دہیم کہ تو خواہی و لسوف
يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَى.

ق ۴۲ ذالك يوم الخروج (ص ۱۴۳)

نبی علیہ السلام کا وجود پاک۔

و جواب القسم ما ضل صاحبكم وما غوى و به يشير الى ان وجود
النبي ^{عليه السلام} لما كان اول نور و حداني بسيط علوي لطيف شعساني تجلني به
الحق و تعلقت به القدرة القديمة الازلية من غير واسطة كما اخبر عنه بقوله
انامن الله والمؤمنون مني و ليست فيه ظلمة الوسائط الامكانية الموجبة
للضلالة المنتجة للفي بل هو على نوريته الاصلية البسيطة الشعسانية
المفضية يلهدي و انسوي انستغية نرشده و انتهى باي كما هو ما اثر
فيه مصاحبكم الطبعية و لا مخالطكم الصورية العنصرية و ما ضل بامر
الطبعية و ما غوى بحكم البشرية فانه ^{عليه السلام} قائم بالحق خارج عن الطبع
كما اخبر عن نفسه الشريفة القدسية بقوله لست كاحدكم ابيت عند ربي
يطعمني و يسقيني و هذا يدل على قيامه بالحق و خروجه عن الطبع و
احكامه انتهى.

النجم ۲ و ما ضل صاحبكم (ص ۲۱۱)

اولياء اللہ کا بیک وقت مختلف مقامات پر موجود ہونا۔

فمن الممكن ان يجعل الله لروح الملك قوة يقتدر بها على
التصرف في جسد آخر غير جسدها المعهود كما هو شأن الابدال لانهم

يرحلون الى مكان ويقيمون في مكانهم شبخا آخر لشبجهم الاصلى بدلا
 مسد وقد ذكر ابن السبكي في الطبقات ان كرامات الاولياء انواع وعده
 منها ان يكون له احساذ متعددة قال وهذا هو الذي يسميه الصوفية بعالم
 السنان ومنه قصة قضيب البار وغيره اى كواقعة الشيخ عبد القادر
 الطحطوطى فقد ذكر الجلال السيوطى انه رفع اليه سؤال فى رجل خلف
 بالطلاق ان ولى الله الشيخ عبد القادر الطحطوطى بات عنده ليلة كذا
 حدث آخر بالطلاق انه بات عنده تلك الليلة بعينها فهل يقع الطلاق على
 احدهما فارست قاصدى الى الشيخ عبد القادر فسأله عن ذلك فقال لو
 قال اربعون انى بت عندهم لصدقوا فافتيه انه لا جنت على واحد منهما
 لان تعدد الصور بالتخييل والتشكل ممكن كما يقع ذلك للجنان.

قال الشعرانى و اخبرنى من صحب الشيخ محمد الخضرى انه
 حطب فى خمسين بلدة فى يوم واحد خطبة الجمعة و صلى بهم اماما و اما
 الشيخ حسين ابو على المدفون بمصر المحروسة فأخبرنى عنه اصحابه ان
 التطور كان دأبه ليلا و نهارا حتى فى صور السباع والبهائم و دخل عليه
 بعض اعدائه ليقتلوه و فوجده فقطعه بالسيف ليلا و رموه على كوم
 بعيد ثم اصبحوا فوجده قائما يصلى

و فى حواهر الشعرانى و صورة التطور ان يقدر الله الروح على
 تدبير ما شاءت من الاحسام المتعددة بخلفة كمن فللاولياء ذلك فى
 الدنيا يحكم خرو لعدة و مما فى الآخرة فان نفس نشاة اهل الجنة تعطى

ذالك فيُدبِّر الواحد الاجسام المتعددة كما يُدبِّر الروح الواحد سائر
اعضاء البدن فتكون تَسْمَعُ و انت تُبْصِرُ و تَبْطِشُ و تَمْشِي و نحو ذالك و
في الفتوحات المكيه والذى اعطاه الكشف الصحيح ان اجسام اهل الجنة
تَنطوي في ارواحهم فتكون الارواح ظروفًا للاجسام عكس ما كانت في
الدنيا فيكون الظهور والحكم في الدار الآخرة للجسم لا للروح و لهذا
يتحولون في اى صورة شاءوا كما هو اليوم عندنا للملايكة و عالم
الارواح انتهى

النجم ٦ ذومرة فاستوى (ص ٢١٦)

رب تعالیٰ کو دیکھا۔

اعلم ان المرئي ان كان صورة جبرائيل عليه السلام فالرؤية من رؤية العين
و ان كان هو الله تعالى على ما ذهب اليه البعض فقد اختلفوا في انه عليه السلام
راى الله تعالى ليلة الاسراء بقلبه او بعين راسه فقال بعضهم جعل بصره في
فؤاده فراه في فؤاده فيكون المعنى ما كذب الفؤاد ما رآه الفؤاد اى لم يقل
فؤاده له ان ما رأيته هاجس شيطاني و انه ليس من شأنك ان ترى الرب
تعالى بل تيقن ان ما رآه بفؤاده حق صحيح وقال بعضهم رآه بعينه لقوله
عليه السلام ان الله اعطى موسى الكلام و اعطاني الرؤية و قوله عليه السلام رايت ربي
في احسن صورة اى صفة قال في الكواشي هذا لا حجة فيه لانه يجوز انه
اراد الرؤية بالقلب بان زاده معرفة على غيره.

يقول الفقير ايراد الرؤية في مقابلة الكلام يدل على رؤية العين لان

موسى عليه السلام قد سألها و منع منها فاقضى ان يُفَضَّلَ النبي صلى الله عليه وآله عليه بما منع
 وهو الرؤية البصرية ولا شك أن الرؤية القلبية الحاصلة بالانسيلاخ
 يشترك فيها جميع الانبياء حتى الاولياء وقد صح أن موسى رأى ربه بعين
 قلبه حين خر في الطور مُغْشِيًا عليه و حملها على زيادة المعرفة لا يجدى
 نفعًا و كانت عائشة رضى الله عنها تقول من زعم بأن محمدًا رأى ربه فقد
 اعظم الفرية على الله قال في كشف الاسرار قول عائشة نفى وقول ابن
 عباس بأنه رأى اثبات والحكم للمثبت لا للنافي فالنافية انما نفاه لانه لم
 يسمعه والمثبت انما اثبت لانه سمعه وعلمه انتهى

وقول ابو ذر رضى الله عنه للنبي عليه السلام هل رأيت ربك قال
 نوراني أراه بالنسبة الى تجرد الذات عن النسب والاضافات اى النور
 المجرد لا يمكن رؤيته على ما سبق تحقيقه وقال فى عين المعانى ولا يثبت
 مثل هذا اى الرؤية بالعين الا بالاجماع و فى كشف الاسرار قال بعضهم
 رآه بقلبه دون عينه وهذا خلاف السنة والمذهب الصحيح انه صلى الله عليه وآله رأى
 ربه بعين رأسه انتهى

و فى الكواشى يستحيل رؤيته هنا عقلاً و معتقداً رؤية الله هنا
 بالعين لغير محمد غير مسلم ايضا انتهى

قال ابن الشيخ اعلم ان رؤية الله تعالى جائزة لان دليل الجواز غير
 مخصوص بالآخرة ولان مذهب اهل السنة الرؤية بالآراء لا بقدره العبد
 فاذا حصل العلم بالشئ من طريق البصر كان رؤية بالآراء وإن حصل من

طريق القلب كان معرفة واللّه تعالى قادرٌ على ان يحصل العلم بخلق
مدرك المعلوم في البصر كما قدر ان يحصله بخلق مدرك المعلوم في
القلب والمسألة مختلفٌ فيها بين الصحابة والاختلاف في الوقوع مما
ينبىء عن الاتفاق على الجواز انتهى

وكان الحسن البصرى رحمه الله يحلف بالله ان محمداً رأى ربه

ليلة المعراج

وحكى النقاش عن الامام احمد رحمه الله انه قال انا اقول

بحديث ابن عباس رضى الله عنهما بعينه رآه رآه حتى انقطع نفس الامام

احمد

خداوند را بی جهت دید

دش در چشم و چشمش در دلش بود

کلام سردی بی نقل بشدید

دران دیدن که حیرت حاصلش بود

قال بعض الكبار الممنوع من رؤية الحق في هذه الدار انما هو

عدم معرفتهم له و الا فهم يرونه ولا يعرفون انه هو على غير ما يتعقل البصر

فالخلق حجاب عليه دائماً فانه تعالى جل عن التكيف دنيا و اخرى فافهم

فهم يرونه ولا يرونه و اكثر من هذا الافصاح لا يكون انتهى

يقول الفقير نعم ان الله جل عن الكيفية في الدارين لكن فرق بين

الدنيا والآخرة كثافة و لطافة فان الشهود في الدنيا بالسر المجرد لغير نبينا

العليه بخلافه في الآخرة فان القلب ينقلب هناك قابلاً فيفعل القالب هناك

ما يفعله القلب والسر في هذه الدار فاذا كانت لطافة جسم النبي عليه

تعطى الرؤية في الدنيا فما ظنك بلطافته و رؤيته في الآخرة فيكون شهوده
اكمل شهود في الدارين حيث رأى ربه بالسر والروح في صورة الجسم

الحج ۱۱ ما كتبت الخواد ما رأى (ص ۲۲۲، ۲۲۳)

آپ ﷺ کا علم ساری معلومات غیبیہ پر محیط ہے۔

يقول الفقير رؤية الآيات مشتملة على رؤية الله تعالى كما قال
الشيخ الكبير رضى الله عنه في الفكوك انما تتعذر الرؤية والادراك
باعتبار تجرد الذات عن المظاهر والنسب والاضافات فاما في المظاهر
ومن وراء حجابية المراتب فالادراك ممكن كما قيل

كَالشَّمْسِ تَمْنَعُكَ اجْتِلَاءُكَ وَجْهَهَا

فَإِذَا اكْتَسَتْ بِرَقِيقِ غَيْمٍ أَمَكْنَا

و أما اشتغال آراء الآيات على آراء الله تعالى فلما كانت تلك
الآيات الملكوتية فوق الآيات الملكية أشهد الله تعالى في تلك المشاهد
ليكمل له الرؤية في جميع المراتب والمشاهد ومن المحال ان يدعو
كريم كريمًا الى داره ويضيف حبيب حبيبًا في قصره ثم يتستر عنه ولا يريه
وجهه.

الحج ۱۸ القدر رأى من آيات ربه الكبرى (ص ۲۳۱)

وقت ولادت۔

و عن اصحاب رسول الله ﷺ انهم قالوا أخبرنا يا رسول الله عن
نفسك قال انا دعوة ابراهيم و بشرى عيسى و رأت أمي رؤيا حين

حملتني أَنه خرج منها نورٌ اضاءَ لها قُصُورُ بَصْرَى في أرضِ الشَّامِ و بَصْرَى
كحُبْلَى بلدَ بالشَّامِ.

الصف ٦ مبشرا برسلى يأتى من بعدى (ص ٤٩٨)

الجزء العاشر

ن نبی اکرم ﷺ کا نام ہے۔

وقال سهل قُدس سرُّهُ أَلْتُونُ من اسماءِ اللّٰهِ تعالیٰ و ذالک انه اذا اجتمعتْ اوائلُ السُّورِ الثَّلاثِ الرَّوحِ وَنِ یَکُونُ الرَّحْمٰنُ وَقیلَ اِنَّهُ اِسْمٌ مِنْ اسماءِ النَّبِیِّ ﷺ کَمَا فی التَّکْمِنَةُ لعل هذه القائل اشار الى قوله ﷺ اول ما خلق الله نوري فيكون النور اسمه عليه السلام فان قلت فيلزم التكرار لان القلم ايضا من اسمائه كما قال اول ما خلق الله القلم قلت التغاير في العنوان بمنزلة التغاير في الذات فسمى ﷺ باعتبار نوريته نورا وباعتبار انه صاحب القلم قلما كما سمي خالد بن الوليد رضي الله عنه سيف الله المسلول لكونه صاحب سيف وقال بعضهم هو لوح من نور او اسم نهر في الجنة.

القلم ان والقلم وما يسطرون (ص ۱۰۰)

علم ما كان وما يكون.

و في التأويلات النجمية ما انت بنعمة ربك بمستور عما كان من الازل وما سيكون الى الابد لان الجن هو السر وما سمي الجن جنا الا لاستتاره من الانس بل انت عالم بما كان خبير بما سيكون و يدل على احاطة علمه قوله ﷺ فوضع كفه بين كفتي فوجدت بردها بين ثديي فعلمت ما كان وما سيكون.

انقلم ۲ ما انت نعمه بك بسجون (ص ۱۰۴)

جنات کے بارے میں حکم۔

وَأَمَّا الْمُؤْمِنُ الْجَنِّ فَلَهُمْ ثَوَابٌ وَعِقَابٌ فَلَا يُعْرَدُونَ تَرَابًا وَهُوَ
 لِأَصْحَابِ الْجَنَّةِ مِثْلُ مَا يَكُونُ لِلْمُؤْمِنِينَ فِي الْجَنَّةِ أَوْ فِي الْأَعْرَافِ وَ
 نَعِيمُهُمْ مَا يُنَاسِبُ مَقَامَهُمْ وَيَكُونُ كَقَارِ الْأَنْسِ فِي النَّارِ وَ
 عَذَابُهُمْ بِمَا يَلَائِمُ شَأْنَهُمْ

۱۰۴۔ ۲۔ وبقول الكافر يلقى كنت باد (ص ۲-۳)

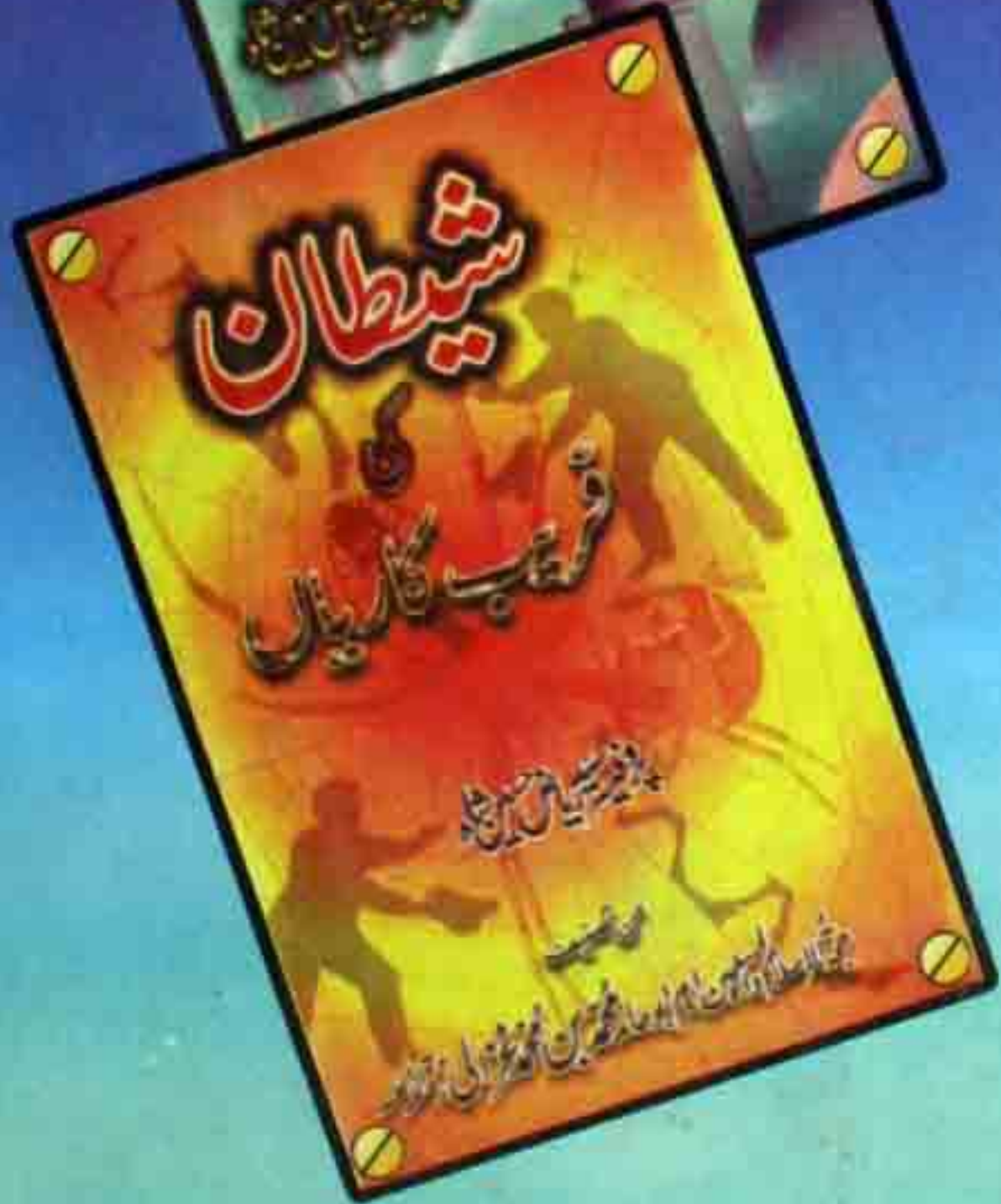
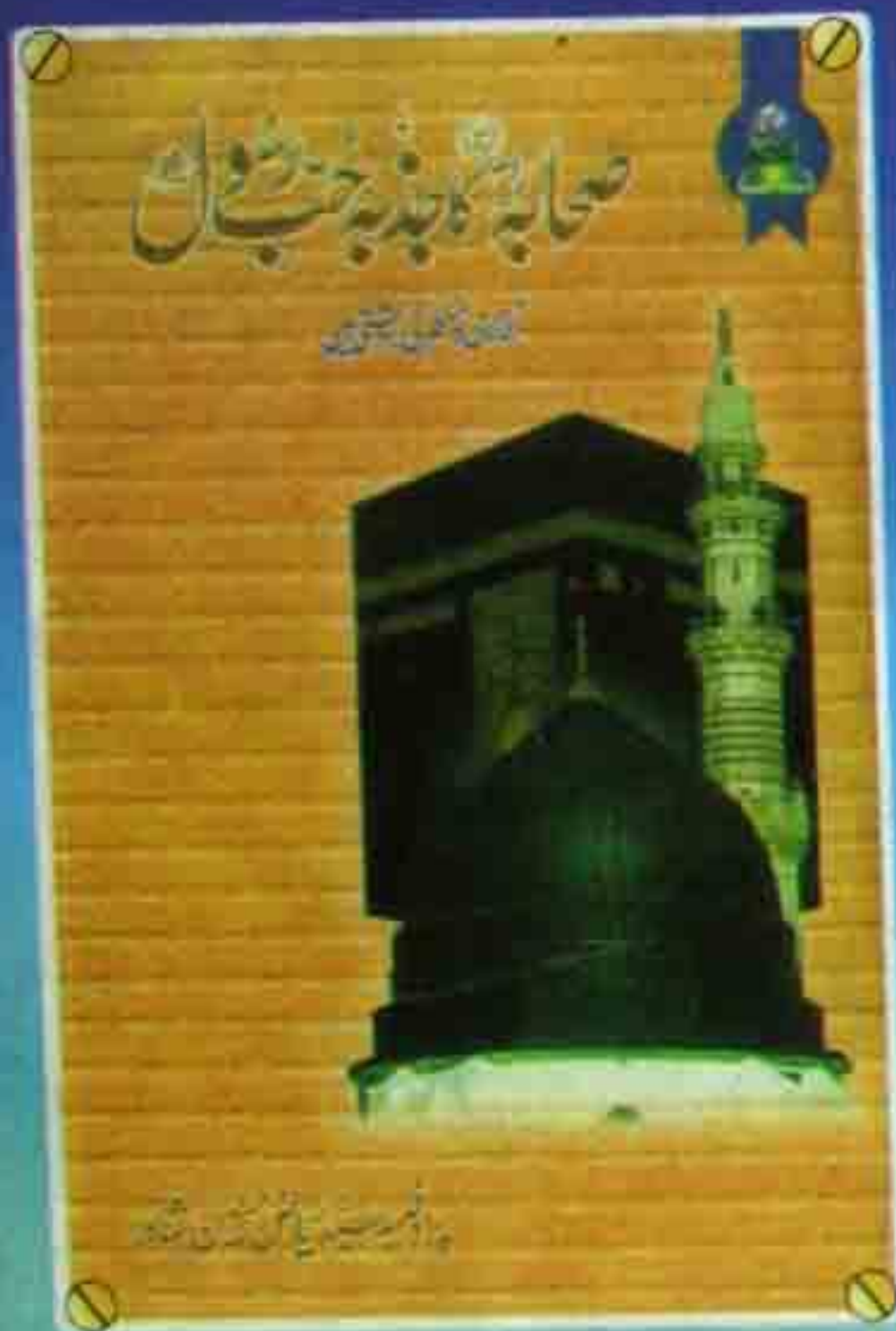
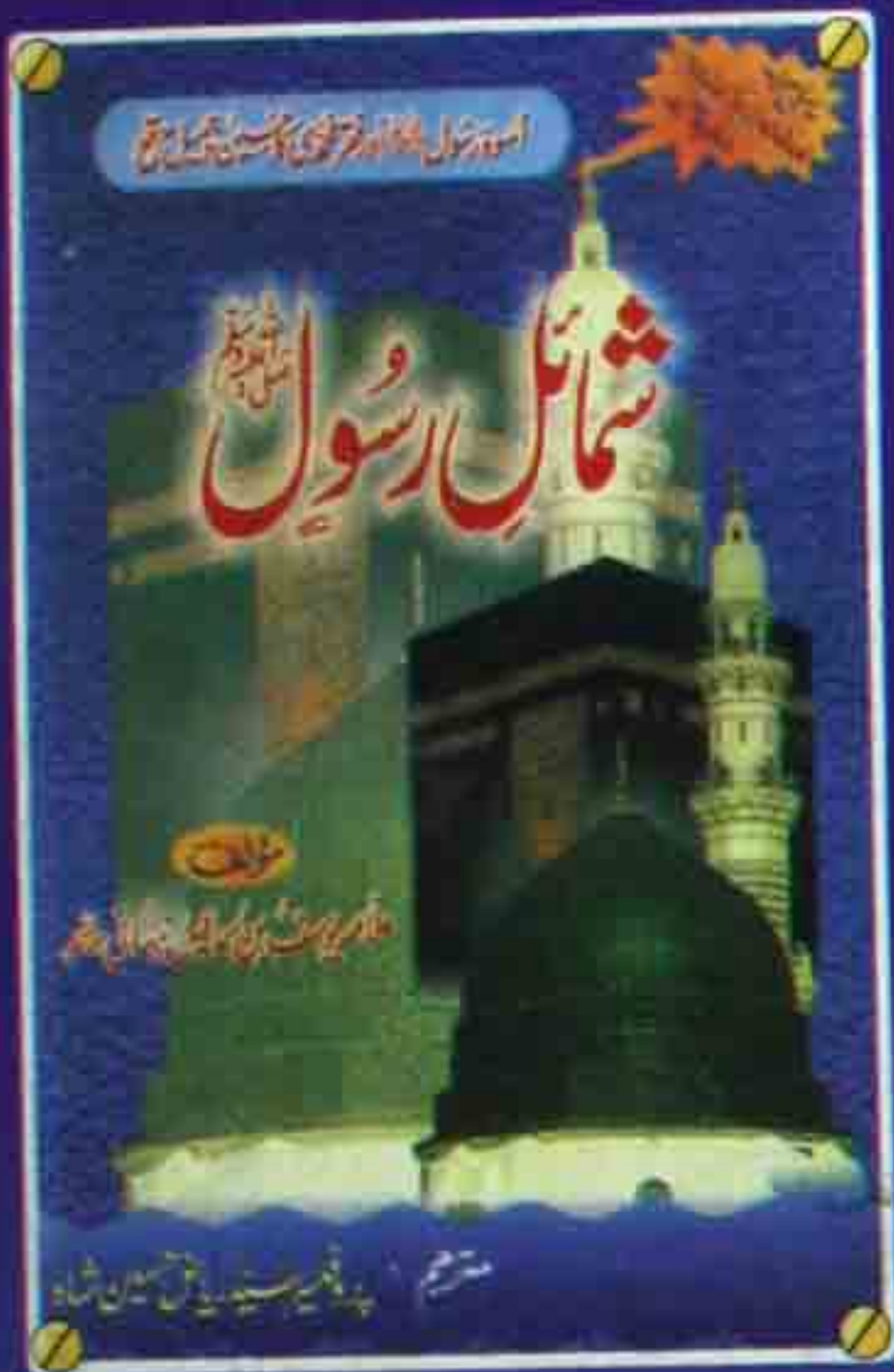
توری

کتابیں



بازوق قارئین کیلئے

توری کتابیں
دوشن کتابیں



توری بک ڈپو

دربار مارکیٹ - گنج بخش روڈ - لاہور
Voice: 042-7112917

توری کتب خانہ

نزد جامع مسجد توری بالمقابل ریلوے اسٹیشن لاہور
Voice: 042-6366385